ایران، لبنان و خلیجی ممالک میں سرگرم تنظیم

حزب اللہ کون ہے؟

علی الصادق

مکتبہ اہل بیت العالمی

ایران، لبنان و خلیجی ممالک میں سرگرم تنظیم

حزب اللہ کون ہے؟

علی الصادق

مکتبہ اھل بیت العالمی

نام کتاب:	حزب اللہ کون ہے؟
تالیف :	علی الصادق
ناشر :	مکتبہ اہل بیت العالمی
طابع :	حسینیہ پرنٹرز، آؤٹ فال روڈ، لاہور
اشاعت :	مارچ 2001ء
تعداد :	1000

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہمارے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تمام انبیائے کرام اور رسولوں کے سردار ہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ آمین

بعد ازاں اہل بیت کی محبت میں غلو کرنے والے شیعہ جو کہ قرآن مجید میں تحریف کے مرتکب ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنے اور امہات المومنین پر جھوٹی تہمتیں لگانے کے مجرم ہیں، وہ کھوکھلے نام نہاد شعارات اور جھوٹے تنظیمی ناموں کے درپردہ ہم سنی مسلمانوں پر زبان درازی کررہے ہیں۔ ان کی تنظیمیں یہ کام اس لیے کررہی ہیں تاکہ وہ دنیا کو یہ باور کرا سکیں کہ امت اسلامیہ کے صحیح لیڈر اور اصلی راہ نما وہی ہیں۔ حالاں کہ یہ لوگ امتِ اسلامیہ کے سلف صالحین پر دن رات لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ لبنان کی شیعہ تنظیم حزب اللہ کی حقیقت حال سے ناواقفیت کی بنا پر بہت سارے مسلمان دھوکہ کھا گئے ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ جاہل سنی مسلمان اس تنظیم کے سربراہ حسن نصر اللہ کو مسلمانوں کا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ اور اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اس کے سر بوسہ دینے کی دعوت دے رہے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑی جہالت کی بات ہے جس کا سبب اس تنظیم کی اصلیت، ان کے عقائد، مقاصد اور ان کی تاریخی حیثیت سے ناواقفیت ہے جو کہ بے گناہ سنی مسلمانوں کے خون سے آلودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کروڑھا رحمتیں نازل فرمائے۔ انھوں نے کیا خوب فرمایا ہے

((اِنَّمَا تَنْقُضُ عُرَی الْاِسْلَامِ عُرْوَۃً اِذَا دَخَلَ فِی الْاِسْلَامِ مَنْ لَّا یَعْرِفُ الْجَاهِلِیَّۃَ)) ❶

''یقیناً اسلام کی گرہیں ایک ایک کر کے کھلتی جائیں گی جب اسلام میں ایسے لوگ داخل ہو جائیں گے جو جاہلیت سے ناواقف ہوں گے۔''

آج کل جب کہ ہم حزب اللہ کے لیڈر حسن نصر اللہ کی بڑی بھرپور تعریف سن رہے ہیں اور لوگ اسے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں تو اس نے ہم کو ان دنوں کی یاد دلا دی ہے۔ جب خمینی نے علمِ بغاوت بلند کیا تھا اور ''اسلامی'' جمہوریہ ایران کی تاسیس کا اعلان کیا تھا۔ اس کے نعرے سے بے شمار سنی مسلمان دھوکہ کھا گئے، حتیٰ کہ کچھ لوگ ایران پہنچ گئے، تا کہ خمینی کو اس ''اسلامی مملکت'' کے قیام پر مبارک باد پیش کر سکیں، کیوں کہ ان کے خیال میں عنقریب ایک حقیقی اسلامی مملکت قائم ہونے والی تھی، لیکن ان کے یہ سارے خواب چکنا چور ہو گئے اور ان کی امیدیں خاک آلود ہو گئیں جب انھیں پتہ چلا کہ خمینی کا مقصد تو صرف شیعی حکومت قائم کرنا اور عالم اسلام میں شیعہ مذہب کا زہر گھولنا ہے۔

اس موقع پر اہم مسئلہ پر تنبیہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اسرائیل خالص یہودی ریاست ہے جو امت اسلامیہ کے جسم میں ایک خبیث پھوڑے کی مانند ہے، لہٰذا ہمیں یہودیوں کے قتل وغارت اور ان کی تباہی و بربادی پر فطری خوشی اور مسرت ملتی ہے۔ خواہ ان کی تباہی اور بربادی کا سبب کوئی بھی ہو، کیوں کہ یہودی انبیائے کرام علیہم السلام کے قاتل اور رسولوں کے جانی دشمن ہیں۔ جو شخص بھی ان کی ظالمانہ تاریخ کی ورق گردانی کرے گا وہ ان کی تاریخی ذلت و رسوائی اور امت مسلمہ کے خلاف ان کے سیاہ کارناموں کو ضرور جان لے گا، لیکن ان مسلّمہ حقائق کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس علاقے میں ایرانی شیعہ کی امداد کے اصل اہداف سے غافل ہو جائیں اور ان کے مقاصد خبیثہ سے چشم پوشی کر لیں۔ وہ ایرانی مالی اور فوجی امداد جو جنگی زخموں سے چُور چُور عراق سے ہوتی ہوئی اب لبنان پہنچ گئی

❶ مسند احمد: ۳۲۳، ۳۲۴.

ہے۔ وہ یہ کام نام نہاد مقابلے، آزادیٔ فلسطین کے نام پر کر رہے ہیں۔

اس لیے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ایک ایسی کتاب لکھنے کا عزم کیا۔ جس میں چند ایسے بنیادی سوالوں کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کروں جو حزب اللہ کی اصلیت کو واضح کر دے اور اس کے مخفی گھناؤنے چہرے کو سنی مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کر دے۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کام میں آسانی کے لیے خصوصی مدد مانگی اور لبنان کا دورہ کیا۔ پھر اس دورے میں حاصل ہونے والے حقائق اور دستاویزات کی مدد سے یہ کتاب لکھ دی ہے۔

میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی معذرت پیش کرنے، اپنی دینی ذمہ داری ادا کرنے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے سے کیا ہے، کیوں کہ امت اسلامیہ کے بے شمار لوگ اس جماعت کی اصلیت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس کے فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔ (حالاں کہ یہ ایک گمراہ اور سنی مسلمانوں کی دشمن جماعت ہے)۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کی حالت سنوار دے اور انھیں دینی سمجھ بوجھ عطا فرمائے، تاکہ انھیں مجرموں کے طریقۂ واردات کی سمجھ آسکے اور مسلمانوں کے قائدین اور علمائے کرام کو ہر خیر و بھلائی کی توفیق نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے پیروکاروں کی مدد فرمائے اور بدعت اور بدعتی گروہوں کو ملیا میٹ کرے۔ ہمیں حق کی پہچان عطا کر کے اس کی اتباع کی توفیق دے اور باطل کو پہچان کر اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمارے نبی مکرم، ہمارے رہنما، رحمت عالم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بے شمار رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ آمین

علی صادق

ali_alssadiq@hotmail.com

☆☆..........☆☆

حزب اللہ، لبنانی شیعہ تنظیم کا قیام

لبنانی شیعہ تنظیم ''حزب اللہ'' لبنان میں ۱۹۸۲ء میں قائم ہوئی اور ۱۹۸۵ء میں سیاست کے میدانِ کارزار میں باقاعدہ شامل ہوگئی۔ یہ تنظیم ایرانی کمک پر پلنے والی تنظیم ''حرکۃ اُمل الشیعہ'' کے بطن سے پیدا ہوئی۔ شروع میں اس کا نام اس کی مادر کے نام پر ''اُمل الاسلامیہ'' رکھا گیا، تاکہ یہ پوری امت اسلامیہ میں مقبول جماعت بن سکے، کیوں کہ اس کی مادر ''حرکۃ اُمل الشیعہ'' لبنان کی سیاست میں صرف شیعہ افراد تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور نئی تنظیم ''اُمل الاسلامیہ'' کا مقصد لبنان کے ساتھ ساتھ پورے عالم اسلام میں شیعہ مذہب کی نشر و اشاعت تھا۔ اس لیے اس تنظیم نے جنگجو مجاہدوں کا روپ دھار لیا۔ جس کا مقصد امت کا دفاع اور امت اسلامیہ کے مقدس مقامات کا تحفظ ہو، لیکن ''حرکۃ اُمل الشیعہ'' کی وحشیانہ معاشرتی بدکرداری اور گھناؤنے جرائم کی وجہ سے اس کی نومولود تنظیم ''اُمل الاسلامیہ'' کو امت اسلامیہ کے دفاع جیسا اہم فریضہ سونپنا ممکن نہ تھا، کیوں کہ ایسی صورت میں اس کی ناکامی یقینی ہوتی۔ اس خدشے کے پیش نظر ایک اور نئی جماعت ترتیب دی گئی ہے۔ جسے آج ''حزب اللہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ [1]

تنظیم کے نام کی تبدیلی کے بعد ذرائع ابلاغ نے لوگوں کو کچھ نئے ہیرو تراش کر دے دیئے اور ان کی شخصیت کو بھرپور ملمع سازی کے ذریعے قومی ہیرو بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا، حالاں کہ کل تک یہ ہی لوگ سنی مسلمانوں کے قاتل تھے۔ صبرا، شاتیلا اور براجنہ ٹاور میں قتل و غارت کا بازار انھیں ظالموں نے سجایا تھا۔ جہاں بے گناہ لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، لہٰذا آج وہی ظالم، مسلمان مجاہدین اور فاتحین ہیرو کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہ ایک پُتلی تماشہ اور سٹیج ڈرامہ ہے جسے امت اسلامیہ اور ایسے نادان حکمرانوں میں فروغ دیا جا رہا ہے جو دینی سوجھ بوجھ سے کورے اور صحیح عقیدہ سے بے بہرہ ہیں۔ وہ

---

[1] دیکھیے کتاب: أمل والمخیمات الفلسطینیة، ص: ۱۸۱۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ بھی نہیں کرتے، بلکہ گمراہ کن ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے عوام پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور یہ ذرائع ابلاغ کبھی بھی اپنے اہداف ومقاصد کی بنیاد صحیح علمی اصولوں یا تاریخی حقیقی واقعات پر نہیں رکھتے۔ اس طرح حزب اللہ امت اسلامیہ میں ''أمل الشیعہ'' سے بڑھ کر خطرناک کردار ادا کرنے کے لیے میدان عمل میں اتری ہے۔ حالاں کہ ''أمل الشیعہ'' کا کردار صرف سیاست کی حد تک محدود تھا جو اس نے سیکولرازم کے داعی بن کر ادا کیا۔ ''حزب اللہ'' کا خطرناک کردار بالکل واضح ہو چکا ہے، کیوں کہ گزشتہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ حزب اللہ ایک نہایت متعصب شیعہ تنظیم ہے، جن کے سینوں میں سنی مسلمانوں کے خلاف حسد ونفرت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ''أمل الشیعہ'' اور ''حزب اللہ'' ایک ہی سکّے کے دو رُخ ہیں اور ان کا مشترک وصف اہل سنت کے خلاف رافضی شیعی تعصب وحسد ہے۔

"حركة أمل الشيعه" کا بانی کون ہے اور اس کا عمل وکردار کیا ہے؟

"حركة أمل الشيعه" کا بانی موسیٰ الصدر ہے جو ایرانی باشندہ ہے۔ وہ ۱۹۲۸ء میں ایران میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی تعلیم تہران یونیورسٹی میں مکمل کی، پھر ۱۹۵۸ء میں لبنان پہنچا۔ وہاں پہنچنے پر اسے فواد شہاب نے ایک سرکاری حکم نامے کے ذریعے لبنانی شہرت بھی دے دی، حالاں کہ وہ نسلی اعتبار سے ایرانی ہے۔ [1]

موسیٰ الصدر، خمینی کا شاگردِ خاص ہے اور موسیٰ کے خمینی کے ساتھ گہرے خاندانی روابط ہیں۔ خمینی کے بیٹے احمد کی شادی موسیٰ الصدور کی بھانجی سے ہوئی ہے اور موسیٰ کے بھانجے مرتضی الطباطبائی کی شادی خمینی کی پوتی سے ہوئی ہے۔

موسیٰ الصدر نے "أمل الشيعه" کے نام سے ایک مسلّح تنظیم کی بنیاد الجنوب، بیروت اور البقاع کے علاقوں میں رکھی اور یہ تنظیم نیشنل افواج کے ساتھ گہرے تعاون میں منسلک تھی، جب کہ موسیٰ الصدر لبنان میں آنے والے ہر نصیری مسئول کا معتمد خاص بنا رہا ہے۔ جب

---

[1] دیکھیے کتاب: أمل والمخيمات الفلسطينية، ص: ۳۱.

شام کا نصیری شیعی لشکر لبنان میں داخل ہوا تو موسیٰ الصدر نے فوراً پینترا بدلا اور قومی اسلامی لیڈر کے بجائے خود کو استعماری قوت کا خفیہ ایجنٹ بنا دیا اور درج ذیل کارروائیاں کر کے خود کو استعمار کا مخلص ایجنٹ ثابت کیا۔

۱......موسیٰ الصدر نے ایک فوجی افسر ابراہیم شاہین کو حکم دیا تو وہ عربی فوج سے علیحدہ ہو گیا اور اس نے شام کے دستوں سے تعاون کرنے والے ہراول لبنانی دستے تشکیل دیئے۔ اسی طرح شمال کے علاقے میں ایک فوجی میجر احمد معماری بھی نیشنل افواج سے الگ ہو کر شام کے نصیری شیعی لشکر سے مل گیا، حالاں کہ اس سے پہلے لبنان کا عربی لشکر موارنہ کو خوف زدہ کرنے والا سب سے بڑا اور اہم لشکر تھا، لیکن موسیٰ الصدر کی غداری اور سازشوں کی وجہ سے یہ لشکر تباہ ہو گیا، کیوں کہ انھیں اندرونی غداروں سے ایسی تباہی کی امید ہی نہ تھی۔

موسیٰ الصدر نے "أمل الشيعه" کو حکم دیا تو اس کے تمام ارکان نیشنل آرمی سے الگ ہو کر شامی لشکر میں شامل ہو گئے اور موسیٰ الصدر آزادی کی تحریک کے خلاف حملہ آور ہو گئے۔

۲......۵۔ اگست ۱۹۷۶ء کو فرانس کی خبر رساں ایجنسی نے خبر دی کہ موسیٰ الصدر نے روی آرتھوڈکس اور کیتھولک پادریوں اور موارنہ کا ایک اجتماع منعقد کیا ہے جس میں البقاع کے رؤوسا اور اسمبلی ممبرز بھی شریک ہوئے۔ اس اجتماع کا مقصد ایک ایسی حکومت کا قیام تھا جس پر شام کے نصیری شیعہ کا غلبہ ہو۔ یہ اجتماع ایئر فورس کے ریاق اڈے پر منعقد ہوا۔

۳......۱۲۔ اگست ۱۹۷۶ء کو فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے پھر خبر دی کہ موسیٰ الصدر نے تحریک آزادی کے خلاف مسلح کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور تحریک آزادی نے الزام لگایا ہے کہ موسیٰ الصدر کی تنظیم حکمران عربی نظام کو ختم کرنے کے لیے کارروائیاں کر رہی ہے۔ ان کے اہداف میں سرفہرست لبنان کا حکومتی نظام ہے اور ان کی تنظیم فلسطینی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے دیگر تنظیموں کا تعاون حاصل کر رہی ہے۔

۴......موسیٰ الصدر نے فلسطینیوں پر بڑی سخت اور کاری ضرب لگائی، حتیٰ کہ تحریک آزادیٔ فلسطین کے قائد نے مصر میں ایک بیان جاری کیا جس میں موسیٰ الصدر کے فلسطینیوں

پر ظلم وستم کی سخت مذمت کی، موسیٰ و مورانہ اور شامی حکومت کے ساتھ تعلقات پر تشویش کا اظہار کیا۔

موسیٰ الصدر اور اس کی جماعت نے شامی حکام کے ساتھ تعاون ہی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ انھوں نے تحریک آزادی کے مجاہدوں کے فدائی حملے روکنے اور فلسطینیوں کو جنوب سے نکالنے کا مطالبہ بھی کیا۔ ان کے اس مطالبے کی وجہ سے کئی خون ریز تصادم ہوئے اور پھر شیعہ نے صیدا میں مکمل بائیکاٹ کیا اور جنوب سے مسلح تنظیموں کو نکالنے کا مطالبہ کر دیا۔

ان خونی تصادموں کے بعد سب سے پہلے موسیٰ الصدر نے جنوب میں ملکی ایمرجنسی افواج متعین کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ لبنان نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔ اور فلسطینیوں کو اس معاہدے کو ہرگز توڑنا نہیں چاہیے۔ [1]

ایک اسرائیلی انٹیلی جنس افسر کا کہنا ہے کہ ''اسرائیل اور لبنانی شیعہ کے درمیان معاہدے میں پُرامن علاقوں کی شرط نہیں رکھی گئی۔ اسی لیے اسرائیل لبنانی شیعہ کے ساتھ خصوصی تعاون کرتا ہے اور ان کے درمیان ایک طرح کی مفاہمت ہوگئی ہے، تاکہ فلسطینی تحریکِ آزادی کو کچلا جاسکے۔ جسے حماس اور تحریکِ جہاد اندرونی امداد کے ساتھ چلا رہے ہیں۔

موسیٰ الصدر کا سب سے زیادہ تعاون شام کے نصیری شیعہ نظام حکومت کے ساتھ وابستہ تھا۔ ایک سرکاری حکم نامے کے مطابق شمالی لبنان کے نصیری لوگوں کو شیعہ قرار دے دیا گیا اور ان کے لیے جعفری فقہ کا مفتی بھی مقرر کر دیا گیا۔ جب حافظ الاسد کے والد کی موت کا وقت آیا تو اس نے خصوصی طور پر موسیٰ الصدر کو بلایا اور اس نے آکر ان مخصوص کلمات کی اسے تلقین کی جن کی شیعہ اپنے قریب المرگ لوگوں کو کرتے ہیں۔

چناں چہ جب بھی لبنانی عربی لشکر اور لبنان کی فلسطینی افواج کسی معرکے میں داخل ہوئیں تو انھوں نے ہمیشہ اپنی پشتوں کو شیعہ کے سامنے غیر محفوظ پایا۔ مثال کے طور پر فلسطینی افواج، بعلبک اور الھرمل کے نزدیک معرکہ میں مشغول ہوئے تو شیعہ جعفری مفتی سلیمان

---

[1] دیکھیے کتاب: أمل والمخیمات الفلسطینیة از عبداللہ محمد الغریب، ص: ۳۱ تا ۳٤.

الیحفوفی فوراً نصیری شیعہ لشکر سے جاملا اور پھر اس لشکر کی قیادت کرتا اور معذور اور نہتے سنی مسلمانوں پر فاتح بن کر بعلبک میں داخل ہوا۔

موسیٰ الصدر نے اپنے انہی پلید کارناموں پر ہی بس نہیں کی، بلکہ اس نے "أمل الشیعہ" کے قائدین کو نصیحت کی کہ وہ المنبعۃ اور شیاح کے علاقوں میں موارنہ کا مقابلہ نہ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ الصدر نے بیروت کے شیعی علاقے مورانہ کے سپرد کر دیئے اور انھیں کھلی چھٹی دے دی کہ وہ جیسے چاہیں قتل وغارت کریں اور جسے چاہیں اپنا قیدی بنالیں۔

یہ موسیٰ الصدر ہی ہے جس نے کہا تھا۔ "اسلحہ مردوں کی زینت ہے" اور بے شک ہم انقلابی فوج ہیں اور ہمارا انقلاب کربلا کی ریت میں دفن نہیں ہوا، بلکہ ابھی تک زندہ اور جاری ہے۔ [1]

۱۴۰۵ھ رمضان المبارک میں "أمل الشیعہ" تنظیم نے بیروت کے فلسطینی کیمپوں پر حملہ کر دیا اور اس جنگ میں ہر قسم کا مہلک اسلحہ استعمال کیا۔ ان کا یہ خوف ناک حملہ پورا مہینہ جاری رہا۔ یہ جنگ اس وقت تک ختم نہ ہوئی جب تک کہ فلسطینیوں نے دمشق کے حافظ الاسد اور اس کے وکیل نبیہ بری کی تمام شروط قبول نہ کرلیں۔

۲۰۔مئی ۱۹۸۵ء کو رمضان المبارک کی پہلی رات اس جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جب "أمل الشیعہ" کی ملیشیا صبرا اور شاتیلا کے فلسطینی کیمپوں میں حملہ آور ہوئی، انھوں نے غزہ کے ہسپتال کے تمام ڈاکٹروں، نرسوں اور عملے کے افراد کو رسیوں میں جکڑ دیا اور انھیں اپنے علاقائی آفس جلول میں لے گئے، جب کہ قیدیوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ شیعہ افواج نے ہلال احمر، صلیب احمر اور دیگر طبی امداد کی تنظیموں کی ایمبولینس کو اس کیمپ میں داخل ہونے سے روک دیا، اور فلسطینی ہسپتالوں کو پانی اور بجلی کی سپلائی بھی منقطع کر دی، جس سے بھاری جانی نقصان ہوا۔

۲۰۔مئی ۱۹۸۵ء پیر کی صبح پانچ بجے صبرا کے کیمپ پر مارٹرگنوں اور ۱۰۶ ملی میٹر کے دھانوں کی توپوں سے گولہ باری شروع ہوگئی۔ اسی دن براجنہ ٹاور پر بھی مارٹرگنوں سے

---

[1] دیکھئے کتاب: حزب اللہ من الحلم الأید یولوجی الی الوقعیة السیاسیة، ص: ۱۵۵

شدید گولہ باری کی گئی۔ جس سے بے شمار مرد و خواتین اور معصوم بچے ہلاک ہو گئے۔

بیروت میں حافظ الاسد کے نمائندے نبیہ بری نے چھٹے بریگیڈ کے افسروں کو حکم دیا کہ وہ اس جنگ میں شیعہ تنظیم ''أمل الشیعہ'' کا تعاون کریں اور لبنان میں سنی مسلمانوں کے قتل و غارت میں بھرپور شرکت کریں۔ اس حکم نامے کے چند گھنٹوں کے بعد ہی چھٹے بریگیڈ کے فوجی دستے اس جنگ میں شریک ہو گئے اور انھوں نے براجنہ ٹاور کے کیمپ کو چاروں طرف سے ہر قسم کے مہلک ہتھیاروں سے نشانہ بنایا۔

اس موقع پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا کہ چھٹے بریگیڈ کے تمام فوجی شیعہ ہیں۔ مختلف بٹالین کے فوجی دستوں نے فلسطینی کیمپوں پر مارٹر گنوں سے بم برسائے اور ان پر راکٹوں سے ہولناک حملے کیے، جب کہ لبنانی لشکر میشیل عون کی قیادت میں اس جنگ میں شریک ہوا۔ یہ لشکر فروری ۱۹۸۴ء میں پہلی دفعہ جنگ میں شریک ہوا اور چھٹے بریگیڈ کی فوجی اور افرادی مدد تک شریک رہا۔

۱۸۔ جون ۱۹۸۵ء کو فلسطینی مظلوم، شیعہ کی بھڑکائی ہوئی اس ہولناک جنگ سے باہر نکلے، خفیہ پناہ گاہوں میں ایک ماہ تک مسلسل خوف و ہراس اور بھوک پیاس کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد انھیں اس آزمائش سے نجات ملی۔ اس دوران غذائی قلت کے باعث یہ مظلوم بلیوں اور کتوں کا گوشت کھانے پر مجبور ہوتے رہے۔ وہ پناہ گاہوں سے نکلے تو ان کے گھر کھنڈرات بن چکے تھے اور ۹۰ فی صد مکانات برباد ہو چکے تھے۔ تقریباً ۳۱۰۰ افراد مقتول اور زخمی ہو گئے تھے اور ۱۵ ہزار افراد ان کیمپوں کو چھوڑ کر محفوظ پناہ گاہوں کی تلاش میں نکل چکے تھے۔ یہ تعداد ان کیمپوں میں پناہ گزین کا ۴۰ فی صد ہے۔

''أمل الشیعہ'' کے ان شرم ناک جنگی جرائم پر ہر حق شناس شخص مغموم ہے اور ان کے رسوا کن کارناموں کی تفصیل لکھتے ہوئے قلم جواب دے جاتے ہیں۔ ''اس گھناؤنے قتل و غارت پر خمینی بالکل خاموش رہا اور اس نے اس شنیع غارت گری اور خون ریزی کو روکنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی، بلکہ ۱۹۸۶ء میں شیخ اسعد بیوض التمیمی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی غازی

عبدالقادر حسینی ایران گئے، تاکہ وہ خمینی سے ملاقات کر کے فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اس قتل وغارت کو روکنے کی درخواست کریں، لیکن خمینی نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ایسا کرنے سے انکار کر دیا، پھر یہ حضرات خمینی کے نائب منتظری کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی تو اس نے فلسطینیوں کی اس تباہی و بربادی کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ اس پر خمینی شدید غضب ناک ہوا۔ اور اس نے منتظری کو اپنے نائب کے عہدے سے معزول کر دیا۔'' ❶

لیکن ان کے شرم ناک جرائم کی کچھ داستان درج ذیل ہے:

۱...... اٹلی کا ریپوبلیکا اخبار معذور و لاچار فلسطینیوں کے قتل عام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''یہ نہایت شرم ناک اور رسوا کن کام ہے جو ''اَمل الشیعہ'' نے انجام دیا۔''

جب کہ استاد فہمی ھویدی فرماتے ہیں۔ فلسطینی کیمپوں میں ''اَمل الشیعہ'' کے قتل و غارت پر امام خمینی نے مکمل خاموشی اختیار کی اور جب اس نے ۲۰۔ جون ۱۹۸۵ء نماز عید کے بعد خطبہ دیا تو ان کیمپوں میں مظلوم فلسطینیوں کا تذکرہ تک نہ کیا۔ جب ان کے ایک مقرب ساتھی سے میں نے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا: ''امام صاحب مساوات اور توازن کے قائل ہیں اور اس معاملے میں بھی ان کا اپنا ایک مخصوص مساوات کا معیار ہے! اس لیے وہ اس معاملے میں خاموش ہیں۔ ❷

۲...... ۲۶۔ مئی ۱۹۸۵ء کو شیعوں نے نہتے فلسطینیوں کا ایک پناہ گزینی کیمپ تباہ کر دیا۔ اس بربریت میں سیکڑوں بوڑھے، مرد و خواتین اور بچے ہلاک ہوئے۔

۳...... بیروت کے ہسپتالوں میں متعدد فلسطینی قتل کر دیے گئے۔ اخبار سنڈے ٹیلی گراف ۲۷۔ مئی ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے ''فلسطینیوں کی ایک جماعت کو ذبح کر کے ان کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔''

---

❶ دیکھیے محمد اسعد بیوض کی گفتگو: مستاذ اهحری فی لبنان، موقع مفکرة الاسلام: ۲۷-۰۸-۱٤۲۷ھ ۲۰-۰۹-۲۰۰٦ء۔

❷ دیکھیے فہمی ھویدی کی کتاب: ایران من الداخل، ص: ٤٠٤۔

۴......ان وحشیوں نے غزہ کے ہسپتال میں ایک نرس کو بھی ذبح کر دیا۔ جس نے اپنے سامنے زخمی فسلطینی کو قتل کرنے پر احتجاج کیا تھا۔

۵......اسوشیئد برس ایجنسی نے دو عینی گواہوں کے حوالے سے لکھا کہ ''اَمل الشیعہ'' کے سپاہیوں نے ایک ہفتے کے دوران ان تین کیمپوں سے بیسیوں زخمی افراد اور شہریوں کو جمع کر کے قتل کر دیا۔

۶......دو اور عینی گواہ بتاتے ہیں کہ انھوں نے ''اَمل الشیعہ'' اور چھٹے بریگیڈ کے فوجیوں کو دیکھا کہ انھوں نے غزہ کے ہسپتال اور نواحی علاقے سے ۴۵ فلسطینیوں کو قتل کر دیا۔

۷......ایک فلسطینی مظلوم عورت لاشوں میں سے اپنے پیاروں کی لاشیں تلاش کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ''یہودی ان بدبختوں سے افضل ہیں۔'' اس نے زوردار چیخ ماری۔ اسے اپنا بھائی مل گیا تھا، مگر اس وقت تک اس کی لاش گل سڑ چکی تھی اور کیڑے مکوڑے اور مکھیاں اس کے جسم پر رینگ رہے تھے۔

۸......۲۔ جون ۱۹۸۵ء کو ''أمل الشيعه'' کے قاتلوں نے مغربی بیروت کی شاہراہوں پر فتح کا جشن منایا اور جلوس نکالے۔ صبرا، شاتیلا اور براجنہ ٹاور کے کیمپوں کو برباد کرنے بعد ان فاتحانہ جلوسوں میں وہ یہ نعرے لگا رہے تھے: ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْعَرَبُ اَعْدَاءُ اللّٰهِ'' ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور عرب فلسطینی اللہ کے دشمن ہیں'' ''أمـل الشيعـه'' کے ایک کمانڈر نے بیان دیا کہ وہ لبنان سے فلسطینیوں کے مکمل خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کی بھرپور تیاری میں ہیں، اگرچہ یہ جنگ کئی سالوں پر محیط ہو جائے۔ [1]

۹......کویت کی خبر رساں ایجنسی اور الوطن اخبار نے ۴۔ جون ۱۹۸۵ء اور ۳۔ جون ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں یہ خبر دی کہ ''اَمل الشیعہ'' کے غاصبوں نے نہایت مجرمانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے، انھوں نے صبرا کے کیمپ سے کیمپ والوں کے سامنے ۲۵ دوشیزاؤں کو اٹھالیا اور ان کے ساتھ بدفعلی کرنے کے لیے انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔

---

[1] دیکھئے: جريدة الوطن الكويتية: ٣-٦-١٩٨٥، بحواله: أمل والمخيمات الفلسطينية، ص: ٩٩.

اوپر بیان شدہ نکات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "أمل الشیعه" کا سب سے اہم فریضہ سنی فلسطینی مسلمانوں کا خاتمہ کرنا ہے جو کہ یہودیوں سے مقبوضہ فلسطین کو آزاد کرانے کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ہمیں شیعہ کی اس تحریک اور فلسطینی مسلمانوں کے خلاف ان کی سرگرمیوں کے بارے میں اور کسی چیز کا علم نہیں، سوائے اس کے کہ شیعہ کا عقیدہ ہی انھیں سنی مسلمانوں کی دشمنی اور نفرت پر اُبھارتا ہے۔ شیعہ، سنی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور انھیں یہود ونصاریٰ کے برابر، بلکہ ان سے بڑے کافر قرار دیتے ہیں۔

اسی لیے توفیق المذہبی بیان کرتے ہیں۔ "أمل الشیعه" کا ضمنی پروگرام فلسطینیوں کی مسلح جدوجہد کا خاتمہ کرنا ہے۔ کیوں کہ ان کے نزدیک فلسطینی مجاہدین شیعہ معاشرے کے امن وامان کے لیے مرکزی خطرہ ہیں۔ ان کا یہی موقف اسرائیل کو جنوبی لبنان میں مسلح کارروائیاں کرنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔"[1]

اسی لیے جب اسرائیلی فوج شیعہ کی مدد وتعاون سے فلسطینی قبائل کو تہس نہس کرنے کے بعد لبنان میں داخل ہوئی تو جنوبی لبنان کے شیعوں نے اسرائیلی یہودی لشکروں کا استقبال پھولوں کے ہاروں اور گل دستوں کے ساتھ کیا۔ "اس استقبال کی روداد صبحی الطفیلی نے اخبار الشرق الاوسط کو اپنے ۲۹۔ رجب ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۵۔ ستمبر ۲۰۰۳ء کے انٹرویو میں بیان کی ہے۔ اخبار کا خصوصی نمبر ۹۰۶۷ ہے۔"

اس بات کی توثیق حزب اللہ کے ناظم "حسن نصر اللہ نے کتاب "سجل النور" کے ص: ۲۲۷ پر بھی کی ہے۔[2]

"أمـل الشیـعـه" کا ایک لیڈر حیدر الدایخ کہتا ہے: "ہم اسرائیل کے خلاف اسلحہ اٹھائے ہوئے تھے مگر اسرائیل نے ہماری مدد کے لیے اپنے تمام ذرائع کھول دیے اور اسرائیل نے فلسطینی وہابی دہشت گردی کو جنوبی لبنان سے ختم کرنے میں ہماری زبردست مدد کی۔"[3]

---

[1] دیکھیے: أمل و حزب اللّٰه فی حلبة المجابهات، ص: ۸۱.

[2] بحوالہ: عراق بلاقیادة از عادل رؤف، ص: ۲۲۶.

[3] دیکھیے: مجلة الاسبوع العربی میں حیدر الدایخ کا انٹرویو، بتاریخ ۲۴-۱۰-۱۹۸۳ء.

ملک لبنان میں شیعہ کی تنظیم
''حزب اللہ'' قائم کرنے والے لیڈر کون ہیں؟

(۱) ''أمل الشيعه'' کے لیڈر ہی ''حزب الله'' کے لیڈر ہیں:

ایران نے درج ذیل قائدین کے ذریعے سے ایک نئی تحریک ''حزب اللہ'' کے نام سے قائم کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔

۱۔ محمد حسین فضل اللہ، ان کا لقب ''لبنان کا خمینی'' ہے۔
۲۔ صبحی الطفیلی
۳۔ حسن نصر اللہ
۴۔ ابراہیم الامین
۵۔ عباس موسوی
۶۔ نعیم قاسم
۷۔ زہیر کنج
۸۔ محمد یزبک
۹۔ راغب حرب [1]

لیکن بہت جلد ہی ان قائدین کے درمیان فسادات پھوٹ پڑے، کیوں کہ ان میں سے ہر شخص لبنان کے شیعہ علاقوں میں اپنا اثرورسوخ بڑھانے کے لیے کوشش کررہا تھا۔ ان اختلافات کی وجہ سے شیعہ کی دونوں تنظیموں کے درمیان خون ریز لڑائیاں لڑی گئیں۔ بالآخر جنوب کے علاقے میں ''حزب اللہ'' اپنا اثرورسوخ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی اور

[1] دیکھیے: حزب اللہ من الحلم الأیدیولوجی الی الواقعیة السیاسیة لبنان العزی، ص: ۳۲۔ أمل والمخیمات الفلسطینیة، ص: ۱۷۹۔

شیعہ آبادی میں ان کی عوامی حمایت دن بدن بڑھتی گئی، کیوں کہ انھوں نے عوام کی فلاح و بہود کے بہت سارے منصوبے شروع کیے تھے جو ایرانی کی بھاری امداد کے ساتھ مکمل ہوتے رہے۔

حزب اللہ دور حاضر میں سنی مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمن جماعت کے روپ میں ابھری ہے۔ جو پورے عالم میں سنیوں کے خلاف کاروائیوں میں مصروف ہے۔ یہ جماعت ظاہراً یہود ونصاریٰ کے خلاف علم جہاد بلند کرتی دکھائی دیتی ہے، حالاں کہ حقیقت میں یہ عالم اسلام میں شیعہ مذہب کے فروغ اور خمینی کے شیعی انقلاب کو کامیاب بنانے کی کوششیں کررہی ہیں۔

(۲)"حزب الله" اور "أمل الشيعه" دونوں تنظیمیں ایرانی ہدایات کے مطابق اپنا ایجنڈا مکمل کرتی ہیں:

اس بات میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ ''حزب اللہ'' لبنان میں ایک ایرانی تنظیم ہے۔ اس کی دلیل خود اس کی تاسیسی دستاویز میں ان الفاظ میں موجود ہے۔ ''ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟''

لہٰذا اس دستاویز میں حزب اللہ کا تعارف ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ ہم ''حزب اللہ'' کے ارکان ہیں جس کے ہراول دستے کو اللہ تعالیٰ نے ایران میں کامیابی عطا کی اور دنیا میں اسلامی حکومت کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ ہم ایک مدبر، عادل حاکم کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں جو بذاتِ خود ولی، فقیہ اور امامت کی شرائط پر پورا اترتا ہے۔ موجودہ دور میں ہمارا لیڈر رو امام آیۃ اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی خمینی ہے۔ جن کے ذریعے سے مسلمانوں نے ایران میں اسلامی انقلاب برپا کیا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ [1]

حزب اللہ کے لیڈر ابراہیم الامین اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا ایک جز ہیں، بلکہ ہم تو لبنان میں ایران اور ایران میں لبنان کی حیثیت رکھتے ہیں۔'' [2]

---

[1] دیکھیے: ميثاق الحزب في كتاب حزب الله رؤية مغاهرة، ص: ٢٢٦.

[2] دیکھیے: اخبار "النہار" مورخہ ۵ مارچ ۱۹۸۷ء۔

(۳) حسن نصر اللہ کون ہے؟ اس کی جماعت "حزب اللہ" کون ہے اور "أمل الشیعہ" کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

حسن عبدالکریم نصر اللہ جسے عرب کا خمینی کہا جاتا ہے، وہ ۲۱۔اگست ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوا۔سب سے پہلے اسے ضلع صور سے شہر بازوریہ میں "أمل الشیعہ" کا مسئول بنایا گیا۔

۱۹۷۶ء میں یہ عراقی شہر نجف میں شیعی امامی تعلیم حصول کے لیے چلایا گیا۔

پھر اسے اَمل تنظیم کا صوبہ البقاع میں مسئول مقرر کیا گیا اور پھر ۱۹۸۲ء میں سیاسی دفتر میں رکن بنا دیا گیا، لیکن کچھ ہی عرصے بعد یہ شخص اَمل الشیعۃ سے الگ ہو گیا اور اس نے حزب اللہ میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹۸۵ء میں اسے بیروت میں حزب اللہ کا مسئول بنایا گیا۔ ''جن دنوں حسن نصر اللہ بیروت میں حزب اللہ کا مسئول تھا تو فلسطینی کیمپوں میں اَمل الشیعہ کی غنڈہ گردی اور قتل وغارت پر حسن نصر اللہ نے مجرمانہ خاموشی اختیار کیے رکھی۔ حسن نصر اللہ صبرا اور شاتیلا کے کیمپوں میں اَمل الشیعہ کی بدمعاشی اور خون ریزی پر بھی خاموش رہا۔ حالاں کہ یہ وہی شخص ہے جو فلسطینی لوگوں کی حمایت میں یہودیوں کے خلاف جہاد کا اعلان اپنے خطابات میں کرتا رہتا ہے۔'' پھر ۱۹۸۷ء میں اسے مرکزی قائدین کمیٹی اور حزب اللہ کی مجلس عاملہ کا رکن بنا دیا گیا۔ ۱۹۹۲ء میں تنظیم کے جنرل سیکرٹری عباس الموسوی کے قتل کے بعد اسے تنظیم کا جنرل سیکرٹری چن لیا گیا۔

۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۵ء میں اسے دوبارہ اس عہدے کے لیے منتخب کیا گیا۔ [1]

(۴) حسن نصر اللہ کے شیعی تنظیم "أمل الشیعہ" کے ساتھ تعلقات:

گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ '' اَمل الشیعہ '' کی تنظیم سازی موسی الصدر کی تھی اور اس کے تعلقات خمینی کے ساتھ نہایت مضبوط تھے۔ جن کا کچھ ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۱۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو شیعوں کے مفتی عبدالامیر قبلان نے شیعہ مجلس اعلیٰ کا درج ذیل بیان

---

[1] حسن نصر اللہ کا یہ تعارف نامہ "مجلہ الشاھد الیاسی" میں ۳ جنوری ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں چھپا ہے۔

جاری کیا:

> ”أمل الشیعہ“ شیعوں کی بنیادی تنظیم ہے جسے شیعوں کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا أمل کے اعلانات کو ہم شیعہ کی مجلس اعلیٰ کے احکام کی حیثیت سے قبول کریں گے۔ اس لیے شیعہ مجلس اعلیٰ جو حکم صادر کرے۔ تنظیم اس کی پابند ہوگی۔“ [1]

”أمل“ تنظیم کے اراکین نے شیعہ کے لیڈر خمینی کی بیعت بھی کی اور انھیں پوری دنیا میں شیعہ اور مسلمانوں کا امام قرار دیا۔ [2]

اس تائید وحمایت کا اظہار ”أمل الاسلامیہ“ کے ساتھ فسادات کے بعد کیا گیا، جب کہ ”أمل الاسلامیہ“ اپنے نئے نام ”حزب اللہ“ کے ساتھ میدان کارزار میں اتر چکی تھی۔

”أمل الشیعہ“ کے نائب رئیس حسین الموسوی نے اختلاف کے بعد أمل سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر کے ایک نئی تنظیم ”أمل الاسلامیہ“ کا اعلان کر دیا جو بعد میں ”حزب اللہ“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ [3]

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ أمل تنظیم کے عسکری اور سیاسی کردار میں کوئی زیادہ فرق نہیں پڑا، بلکہ ایرانی سیاست کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہ بھی اپنا کردار تبدیل کرتی رہی اور لبنان میں اپنی کاروائیاں جاری رکھیں۔

یہ ہے وہ حزب اللہ جس کی مدد وحمایت میں بعض جاہل سنی مسلمان بڑے زور وشور سے شریک ہوتے ہیں، حالاں کہ فلسطینی بے گناہ سنی مسلمانوں کے قتل میں حسن نصر اللہ کے

---

[1] دیکھیے: مجلہ ”المستقبل“ ۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء، بحوالہ أمل والمخیمات الفلسطینیة ص: ۱۸۴.

[2] دیکھیے: اکنامسٹ میگزین ۴ مئی ۱۹۸۲ء کی اشاعت۔

[3] حزب اللہ اور أمل الشیعہ کے اختلافات اور اس کے اسباب کے لیے دیکھیے کتاب: حزب الله رؤیة مغاهرة، ص: ۱۱۷-۱۲۲۔ حزب الله من الحلم الایدیولوجی الی الواقعیة السیاسیة، ص: ۲۳، ۵۳، ۵٦.

تعلقات شیعہ قاتلوں کے ساتھ نہایت مضبوط ہیں، جب کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سنی مسلمانوں کی خاطر جہاد کر رہا ہے۔

حسن نصر اللہ کی حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں، بلکہ وہ جعفری شیعہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا اور ان پر لعنتیں بھیجنا اپنا دین سمجھتے ہیں اور تقربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ مانتے ہیں۔

مصر کے نامور عالم دین الشیخ یوسف القرضاوی حفظ اللہ نے حسن نصر اللہ کے متعلق ایک انٹرویو میں بیان کیا ہے کہ وہ نہایت متشدد غالی شیعہ ہے۔

الشیخ یوسف القرضاوی نے یہ انٹرویو ۳۔ ستمبر ۲۰۰۶ء کو "الوطن" اخبار کو دیا تھا۔ اسی انٹرویو میں شیخ محترم نے علاقے میں شیعہ اثر و رسوخ میں اضافے کے خطرے سے خبردار کیا تھا۔ خصوصاً مصر میں شیعہ حمایت میں اضافے کو خطرناک قرار دیتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ عراق میں سنی مسلمانوں کے قتل و غارت کی ذمہ دار شیعہ تنظیمیں ہیں۔ جو بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہی ہیں] لہٰذا ایسے سنی مسلمانوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے جو اس شخص کی مدد و حمایت کرتے ہیں، حالاں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مومنوں کا بدترین دشمن ہے۔

اگر یہ شخص واقعی سنی مسلمانوں کا ہیرو اور مجاہد ہو اور اسرائیلی یہودیوں کا حقیقی دشمن ہو تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ٹیلی وژن اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں اسرائیل کو کھلم کھلا دھمکیاں دے، عوامی جلسوں میں انھیں للکارے اور پھر بغیر کسی خوف و خطر پورے ملک میں ٹہلتا پھرے اور کوئی اسرائیلی میزائل اس کی گاڑی، گھر یا جلسہ گاہ کو نشانہ نہ بنائے؟

لہٰذا اے سنی مسلمانو! کھوکھلے نعروں اور خلاف حقیقت سیاسی شعبدہ بازیوں کے دھوکے میں آکر اس خبیث شیعی تنظیم کے دام میں مت پھنسو، کیوں کہ "أمل الشيعه" کی سیاہ تاریخ سنی مسلمانوں کے خلاف جرائم سے بھری پڑی ہے۔

"أمل الشيعه" کے اس رسوا کن کردار اور مجرمانہ کارروائیوں کے معلوم ہونے کے بعد جن کا انکار کرنا کسی شخص کے لیے بھی ممکن نہیں ہے۔ کیا کوئی ذی ہوش شخص اس جماعت پر

اعتماد کر سکتا ہے؟

اسی مجرم جماعت سے "حزب اللہ کی تشکیل ہوئی ہے۔ کیا سنی مسلمانوں کے لیے اس بدکردار شیعہ تنظیم پر بھروسہ کرنا ممکن ہے؟

اگر ان دونوں تنظیموں کے درمیان چند سال قبل خونی جھڑپیں ہوئیں ہیں تو یہ کوئی انہونی بات نہیں، بلکہ ازل سے باطل قوتوں کا حال اسی طرح رہا کہ وہ باہم برسر پیکار رہتے ہیں اور ان میں حقیقی اتحاد واتفاق کبھی نہیں ہو پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہم مشرب یہودیوں کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى﴾ (الحشر: ١٤)

"ان کی لڑائی آپس میں بہت سخت ہے۔ تو خیال کرے گا کہ وہ اکٹھے ہیں، حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں، یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (المائدہ: ٦٤)

"اور ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک دشمنی اور بغض ڈال دیا۔"

اور ان کے چیٹی بھائی عیسائیوں کے بارے فرمایا:

﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (المائدہ: ١٤)

"چنانچہ ہم نے روز قیامت تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔"

لہٰذا ان کا ظاہری اتحاد سوائے دھوکے کے کچھ نہیں، ان کے دل باہمی نفرت وحسد میں شعلہ زن ہیں۔

☆☆............☆☆

لبنانی شیعہ تنظیم "حزب اللّٰہ" کے بانیوں اور پیروکاروں کے عقائد

"حزب الله" اوراس کے پیروکاروں کا عقیدہ شیعیت ہے۔ وہ خودکو شیعہ جعفری اثنا عشری قرار دیتے ہیں اور اسی فرقے کے عقائد اپناتے ہیں۔ ان کے اہم ترین عقائد درج ذیل ہیں:

(ا) ائمہ کی شان میں غلو:

رافضی شیعہ اہل بیت کی شان میں بے حد غلو کرتے ہیں اور انھیں گناہوں سے معصوم قرار دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ شیعہ امام غیب کی ہر ہر چیز کو جانتے ہیں اور اثنا عشریہ فرقے کے امام جب چاہیں جو چاہیں غیبی امور کو معلوم کر لیتے ہیں۔ انھیں اپنی موت کا علم ہوتا ہے اور ان کے اپنے اختیار اور مرضی کے بغیر انھیں موت بھی نہیں آتی۔ [1]

حتی کہ انھوں نے مبالغہ آمیزی میں انتہا کرتے ہوئے اپنے آئمہ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تمام انبیائے کرام اور رسولوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس عقیدے کا اظہار ان کے ملا مجلسی نے اپنی کتاب "مرآة العقول" میں کیا ہے۔ [2]

ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے آئمہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ [3]

بلکہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تو خود الٰہی صفات کا حامل قرار دے دیا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی ہی "الراجفة" (کانپنے والی) اور "الصاعقة"

---

[1] دیکھیے: اصول الكافي مؤلفه كليني: ۱/۲۵۸. [2] دیکھیے: ۲/۲۹۰.

[3] دیکھیے کتاب: مدينه المعاجز، مؤلفه هاشم البحراني. یہ کتاب اس قسم کے خرافی عقائد سے بھری ہوئی ہے۔

(بجلی) ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ حضرت علی ہی نہروں کو چلانے والے، درختوں کو برگ و بار سے رونق دینے والے ہیں۔ انھیں سینوں میں چھپے ہوئے ہر راز کا علم ہے اور اسمائے حسنٰی سے مراد بھی آپ ہی ہیں جن کو وسیلہ بنا کر دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ [1]

ہم ایسے پراگندہ عقائد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۲) تحریف قرآن کریم کا عقیدہ:

شیعہ کا بنیادی عقیدہ یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن مجید میں تحریف و تبدیلی کی ہے۔ [قرآن مجید میں تحریف کے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے شیعہ نے متعدد کتب لکھی ہیں ان میں سے مشہور ترین کتاب ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب'' ہے جو شیعہ محدث مرزا حسین نوری کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ شیعہ کی متعدد علیہ کتب میں اس عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے۔ عام طور پر شیعہ اس عقیدے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، لیکن آج تک کسی شیعہ عالم کی طرف سے مرزا حسین کی اس کتاب کی تردید نہیں کی گئی۔ ان کی طرف سے اس مؤلف کے خلاف کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوا نہ عوام کو اس کتاب کی خباثت سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ کا اس کتاب کے مندرجات سے متفق ہونا یقینی ہے اور اس عقیدے کا بظاہر رد کرنا صرف اور صرف منافقت ہے۔

مرزا حسین نوری شیعہ کے نزدیک عظیم محدث اور ثقل اکبر ہے، لیکن اس کی خرافات پر شیعہ مکمل خاموشی اختیار کرتے ہیں، جب کہ اس کے مقابلے میں یہ ہر اس شخص کو کافر اور گمراہ قرار دیتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولائت اور آئمہ کی امامت کا انکار کرے۔ ایسے لوگوں کو شیعہ ثقل اصغر قرار دیتے ہیں، لیکن ان کے کردار کا تضاد اور خباثت بالکل واضح ہے] اور ان کے شیعہ آئمہ کے سوا کسی شخص کو پورا قرآن مجید یاد نہیں اور نہ کتابی شکل میں اس کے پاس موجود ہے۔ قرآن مجید کو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد شیعہ کے آئمہ ہی نے حفظ کیا اور جمع کیا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصیاء کے سوا کوئی

---

[1] دیکھیے: رجب البرسی کی کتاب مشارق أنوار الیقین، ص: ۲۶۸۔

شخص مکمل قرآن مجید یاد کرنے یا کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

شیعہ کا قرآن مجید کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو قرآن مجید جبرائیل علیہ السلام نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیات تھیں۔ ❶

ان کے اس تحریفی عقیدے کا اعتراف شیعہ عالم جو کہ صدر الحکماء اور رئیس العلماء کے القابات سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اس نے بھی کیا ہے۔ ان کے علاوہ نعمت اللہ الجزائری نے اس عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔ ''شیعی روایات میں مروی ہے کہ شیعہ ائمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو حکم دیا ہے کہ وہ موجودہ قرآن کو نمازوں اور دیگر مواقع پر پڑھتے رہیں اور اس کے احکامات پر عمل کرتے رہیں، حتیٰ کہ ہمارا مولا صاحب الزماں امام غائب نمودار ہو جائے تو پھر یہ موجودہ قرآن لوگوں سے چھین کر آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا اور وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا قرآن مجید نکالیں گے اور اس کی تلاوت کریں اور پھر اس کے احکامات کے مطابق عمل ہوگا۔'' ❷

(۳) ائمہ کی عصمت اور ولایت کا عقیدہ:

شیعہ اپنے بارہ آئمہ کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

شیعہ عالم محمد رضا المظفر اپنی کتاب "عقائد الامامیة" میں لکھتا ہے۔ ''عقیدہ امامت و ولایت دین کے اصولوں میں سے بنیادی اصول ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

ان کے نزدیک ان کے آئمہ ہر قسم کی خطا اور گناہ سے معصوم ہیں۔ ان بارہ آئمہ کی یکے بعد دیگرے ولائت کے بھی قائل ہیں ار جو ان کے اس عقیدے کا انکار کرے وہ ان کے نزدیک کافر اور گمراہ ہے۔ ان کے اسی عقیدے کی بنا پر ان کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق،

---

❶ دیکھیے کلینی کی کتاب: اصول الکافی ۲/۶۳۴۔ شیعہ علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۱۲/۵۲۵) جب کہ موجودہ قرآن میں تقریباً ساڑھے چھے ہزار آیات ہیں۔

❷ دیکھیے کتاب: الأنوار النعمانیة ۲/۳۶۴.

عمر فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم کافر ہیں (نعوذ باللہ من ذلك) کیوں ان کی شیعی روایات کے مطابق یہ تین حضرات، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کے بعد کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کے نزدیک عقیدہ ولائت تمام اعمال کے قبول ہونے کی بنیادی شرط ہے۔ اس کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں ہوتا۔ اسی لیے ملا مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الأنوار" میں ایک عنوان قائم کیا ہے۔ "تمام اعمال کی قبولیت عقیدہ ولائت پر منحصر ہے۔" ❶

(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں شعیہ عقائد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں رافضی شیعہ کے عقائد بد کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا شیعہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بہترین عمل ہے۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ام المومنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کو لعن طعن کرنا ان کے ہاں ثواب عظیم کا باعث ہے۔ ❷

۳۔ یہ بدبخت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں۔ ❸

۴۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا پر نبی کریم کو قتل کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ ❹

۵۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ ومرتد وکافر

---

❶ دیکھیے: ۱۶۶/۲۷۔ مذکورہ کتاب شیعہ اثناعشریہ کے حدیث کے آٹھ بنیادی مصادر میں سے ایک اہم کتاب ہے۔

❷ دیکھیے نور اللہ مرعشی کی کتاب: احقاق الحق: ۱/۳۳۷ میں قریش کے دو طاغوتوں کی دعا۔

❸ دیکھیے زین الدین العاملی النباطی البیاضی کی کتاب: الصراط المستقیم الیٰ مستحقی التقدیم ۱۶۵/۳.

❹ دیکھیے کتاب: من قتل النبي صلى الله عليه وآله وسلم، مؤلفه نجاح الطائي.

ہو گئے تھے۔ سوائے سات یا دس صحابہ کرام کے۔

(۵) اثنا عشری شیعہ کے علاوہ لوگوں کے بارے میں ان کا عقیدہ:

رافضی شیعہ بغیر کسی استثناء کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جناب عبداللہ شبیر نے اپنی کتاب "حق الیقین" میں شیعہ امامیہ کا اس عقیدے پر اتفاق نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ الشیخ مفید بیان کرتا ہے:

"امامیہ شیعہ کا اتفاق ہے کہ جو شخص ہمارے آئمہ میں سے کسی امام کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امام کی پیروی کا انکار کرے تو وہ کافر اور گمراہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم رسید رہے گا۔"

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"امامیہ شیعہ کا اس عقیدے پر بھی اتفاق ہے کہ تمام بدعتی گروہ کافر ہیں اور امام ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے گا، جب کہ امام کو ان پر غلبہ اور قوت حاصل ہو جائے۔ امام انھیں دعوت دے گا۔ انھیں دلائل سے قائل کرے گا پھر اگر وہ توبہ کر کے بدعات ترک کر دیں اور شیعہ امامیہ مذہب قبول کر لیں تو ٹھیک ہے وگرنہ انھیں مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر دے اور اگر کوئی شخص توبہ کرنے سے پہلے ہی مر گیا وہ جہنمی ہو گا۔" [1]

جب کہ یوسف البحرانی نے یہ نقل کیا ہے کہ اُہل حق کا ہر مخالف بھی کافر ہے۔ بیان کرتا ہے:

"اہل حق کا مخالف کافر ہے اور اس پر کافروں جیسے امکانات لاگو کرنا واجب ہے۔" [2]

ان کے علامہ شیخ محمد الشیر ازی نے مزید آگے بڑھتے ہوئے اثنا عشری شیعہ کے سوا

---

[1] دیکھیے کتاب: حق الیقین فی معرفة اصول الدین، مؤلفہ عبداللہ شبیر: ۲/ ۱۸۹

[2] دیکھیے یوسف بحرانی کی کتاب: الشهاب فی بیان معنی الناصبة، ص: ۸۵.

تمام گروہوں کو کافر قرار دیا ہے اور انہیں عیسائیوں کے مشابہ بتایا ہے، وہ لکھتا ہے:

شیعہ اثنا عشریہ کے سوا شیعہ کی تمام اقسام کے بارے شیعی نصوص نے دلالت کی ہے کہ وہ کافر ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ بے شمار نصوص میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے امام کی امامت کا انکار کیا اس کا حکم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو تین معبودوں میں سے ایک معبود قرار دینے والے عیسائی کا ہے یعنی وہ کافر ہے۔ ❶

شیعہ اثنا عشریہ تمام اہل اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ❷

اسی لیے حسن نصر اللہ نے "الأمـــان" میگزین میں ۳۱۔ مارچ ۱۹۹۵ء کو لکھا کہ ہم سنی، وہابی تحریک تسلیم نہیں کرتے اور نہ یہ قبول کرتے ہیں کہ وہ صحیح اسلامی راہ پر ہیں۔'' یہ ان خطابات میں سے ایک ہے جن میں شیعہ اثنا عشریہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں]

تقیہ پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ [دیکھیے جواد قزوینی کی کتاب ''الأدلة الحلية علي جواز التقية''] اور قیامت سے پہلے اپنے آئمہ کی رجعت کا عقیدہ بھی ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ [دیکھیے: کتاب الایقاظ من الھجعة بالبرھان علی الرجعة'' مؤلفہ، عاملی، ص: ٦٤]

الغرض ''حزب اللہ'' ایک شیعہ تنظیم ہے جس کا مقصد عالم اسلام میں خمینی انقلاب برپا کرنا ہے۔ وہ اسے ولائت فقیہ کا نام دیتے ہیں۔ انھوں نے علاقے میں رونما ہونے والے حادثات و واقعات کو اپنی دعوت پھیلانے کے لیے بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے۔ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے انھوں نے بڑے خوش نما نعرے لگائے ہیں جن سے عالم اسلام کے بہت سارے لوگ ان سے متاثر ہوئے ہیں۔

---

❶ دیکھیے محمد الشیرازی کی کتاب: موسوعة الفقه: ٤/ ٢٦٩۔ مزید تفصیل کے لیے عبداللہ سلفی کی کتاب: الشيعة الاثنا عشرية و تكفيرهم لعموم المسلمين دوسری طبع میں انھوں نے ایسی بے شمار نصوص بیان کی ہیں۔ جن میں مسلمان جماعتوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

❷ دیکھیے یوسف بحرانی کی کتاب: الشهاب الثاقب في بيان معنى الناصب.

(۶) حزب اللہ کا عقیدہ ''ولائیت فقیہ'' سے کیا مراد ہے:

ولائت فقیہ شیعہ کا دینی عقیدہ اور سیاسی بدعت ہے جس کا بنیاد شیعہ لیڈر خمینی نے رکھی تھی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ملکی ریاست وقیادت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے جس میں متعین فقہی دینی شروط پائی جائیں۔اور وہ امام منتظر کا نائب شمار ہوگا، لہٰذا کوئی بھی حکم نامہ جاری کرنا ہو یا کوئی بھی کام کرنا ہو تو دینی ولی کی طرف رجوع کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے۔ جسے امت کے لوگ منتخب کریں گے، تاکہ وہ امام مہدی منتظر کا نائب ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی راہنمائی کر سکے۔

حزب اللہ خمینی کی ولائت میں پروان چڑھی۔گزشتہ صفحات میں بھی ذکر ہو چکا ہے اور آگے بھی اس بات کا کچھ تذکرہ ہوگا کہ حزب اللہ اصل میں ایرانی تنظیم ہے اور وہ ولائت دین میں ایرانی انقلابی لیڈر خمینی کی پیروکار ہے۔خمینی کا جانشین علی خامنہ ای ہے۔

ذیل میں خمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جن میں خمینی نے اپنے عقائد براء اور ولایت فقیہ کی وضاحت کی ہے۔

۱۔ ''موجودہ دور میں فقہاء ہی لوگوں کے لیے حجت و برہان ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لیے حجت ودلیل تھے، اس لیے جو شخص بھی فقہاء کی اطاعت سے کنارہ کشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا مؤاخذہ کرے گا اور اس سے نافرمانی کا حساب لے گا۔''

دیکھیے خمینی کی کتاب: ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' طبعہ مؤسسۃ تنظیم ونشر تراث الامام الخمینی، طبع چہارم، ص: ۱۰۹۔

۲۔ ''اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مومنوں کا ولی بنایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام علی علیہ السلام تمام لوگوں کے ولی ہیں اور آپ دونوں کی ولائت کا معنی یہ ہے کہ آپ کے شرعی احکام تمام لوگوں پر لاگو ہوتے ہیں۔بعینہ یہی ولائت آج کے فقیہ کے پاس ہے، بس صرف ایک فرق ہے (خمینی نے یہ ذرے برابر جو فرق کیا

ہے وہ صرف دھوکہ دہی ہے وگرنہ ان کے عقیدے کے مطابق ولائت فقیہ، آئمہ معصومین کی ولایت ہی کا تسلسل ہے۔ یہ فرق صرف دینی تسلط وغلبہ کے حصول کے لیے ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں) کہ ایک فقیہ دوسرے فقہا کو معزول یا عہدے کا حق دار قرار نہیں دے سکتا۔ (اگر خمینی اپنے اس بیان میں سچا تھا تو اس نے آیت اللہ شریعت داری کو معزول کیوں کیا۔ اس کے علمی اور دینی القابات اور اعزازات سلب کیوں کیے؟ اور اپنے وقت میں اپنے ہی نائب آیت اللہ العظمیٰ علی منتظری کو کیوں معزول کیا اور اسے جبری طور پر عہدے سے ہٹادیا؟ کیا یہ صرف اس لیے تھا کہ انھوں نے ولائت فقیہ پر اعتراض کیا تھا اور فقیہ کے اختیارات کو متعین کرنے کی ضرورت سے آگاہ کیا تھا؟ جس کی سزا انھیں اپنے اپنے عہدوں سے معزولی کی صورت میں ملی۔) کیوں کہ تمام فقہاء ولائت کی اہلیت میں برابر ہیں۔ ❶

۳۔ لہٰذا جب کوئی فقیہ عالم عادل شخص حکومت کی تشکیل کی کوششیں کرے تو اسے معاشرے کے ان تمام امور کی سرپرستی حاصل ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی۔ لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اس فقیہ کی اطاعت بجالائیں اور اس کے احکام کی پیروی کریں۔ ❷

شیعہ کا عالم آیت اللہ العظمیٰ السید محمد حسین فضل اللہ کہتا ہے "فقیہ کی رائے تمام اشیاء میں شرعی حکم کا درجہ رکھتی ہے، کیوں کہ فقیہ امام معصوم کا نائب ہوتا ہے اور امام معصوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے، لہٰذا جس طرح نبی مکرم تمام مومنوں کی جانوں کے ان سے بھی زیادہ حق دار ہیں اسی طرح امام بھی لوگوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہے۔ اسی طرح عادل فقیہ بھی مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہے۔ [دیکھیے محمد حسین فضل اللہ کی کتاب: ولائت فقیہ، ص: ۴۶، بحوالہ: حزب اللہ رؤیة مغایرة، ص: ۶۱.

---

❶ دیکھیے خمینی کی کتاب: الحکومة الاسلامیة، طبع چہارم، ص: ۷۳، ۷۴.

❷ دیکھیے خمینی کی کتاب: الحکومة الاسلامیة، طبعہ چہارم، ص: ۷۲.

لہٰذا درحقیقت ہر چیز کا شرعی حکم فقیہ کے حکم ہی سے لاگو ہوتا ہے۔ [دیکھیے محمد حسین فضل اللہ کی کتاب: ولائت فقیہ، ص: ۲۴.

حزب اللہ کن کے مفادات کی نگران ہے اور اسے مالی امداد کون فراہم کرتا ہے؟

حزب اللہ کے تمام مالی اخراجات ایرانی حکومت ادا کرتی ہے۔ [ایرانی حکومت حزب اللہ کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ ''لشکر بدر'' اور ''جیش المہدی'' نامی عراقی تنظیموں کو بھی ایرانی حکومت ہی اخراجات فراہم کرتی ہے۔ یہ دونوں جماعتیں ایرانی دولت کے ساتھ عراق میں سنی مسلمانوں اور سنی علمائے کرام کے قتل میں مشغول ہیں اور ایرانی شیعہ کی حمایت سے سنی مساجد پر قبضہ جما رہی ہیں] ایک تخمینے کے مطابق ۱۹۹۰ء میں اس کا سالانہ بجٹ ساڑھے تین ملین ڈالر تھا۔ جو ۱۹۹۱ء میں بڑھ کر پچاس ملین ڈالر ہو گا۔ ۱۹۹۲ء میں یہ رقم ۱۲۰ ملین ڈالر ہو گئی جب کہ ۱۹۹۳ء میں اس میں مزید اضافہ ہوا جس سے اس کا بجٹ ۱۶۰ ملین ڈالر ہو گیا۔

[دیکھیے: ''الشراع میگزین میں زین محمود کا مضمون'' حزب اللہ من الداخل أسرار وخفایا، ۱۴۔ اگست ۱۹۹۵ء کی اشاعت۔ نیز ڈاکٹر ولید عبدالناصر کی کتاب ''ایران دراسۃ عن الثورہ والدولۃ کا ص: ۸۳ دیکھیں۔ بحوالہ حزب اللہ رؤیۃ مغایرۃ، ص: ۱۶۲]

جب کہ کچھ مصادر یہ بھی کہتے ہیں کہ رفسنجانی کے دور میں اس کا بجٹ ۲۸۰ ملین ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔ [دیکھیے: المجلہ میگزین شمارہ نمبر ۱۰۱۳، ۱۱۔ جولائی ۱۹۹۹ء کا شمارہ]۔

یہ بھاری بھرکم بجٹ ایرانی حکومت کے احکامات اور اس کے مفادات کی نگرانی کے لیے مختص تھا، جب کہ ملکی داخلی مسائل سے حزب اللہ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس بجٹ سے حزب اللہ کو اپنے جنگجو لشکر میں خاطر خواہ اضافہ کرنے میں بڑی مدد دی۔ حزب اللہ نے لوگوں کی حمایت ان کی ضروریات پوری کر کے خرید لیں۔ اس نے لوگوں کے اخلاص اور ولایت کو ڈالروں کے ساتھ خرید لیا، لہٰذا ہر شخص اس کا حصہ بنتا گیا، حتیٰ کہ ایک جنگجو کو ماہانہ پانچ ہزار لبنانی لیرہ تنخواہ ملنے لگی۔ اور لبنان میں ۱۹۸۶ء میں کسی جنگجو کی یہ سب سے بھاری تنخواہ تھی۔ [یہ تنخواہ ان دنوں میں تھی جب کہ ابھی لبنانی کرنسی بڑی مضبوط اور مستحکم تھی]۔

اس بھاری لالچ نے "أمل الشیعه" کے جنگجوؤں کو اپنی تحریک چھوڑ کر حزب اللہ میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا، لہٰذا وہ جلد از جلد حزب اللہ کے رکن بننے لگے۔

[دیکھیے کتاب: الحرب السریۃ فی لبنان، ص: ۱۷۱۔ دولۃ حزب اللہ، ص: ۱۳۵، ۱۳۶.

اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حزب اللہ کی اسرائیل سے آخری جنگ میں ہونے والے تمام نقصانات کو پورا کرنے کی ذمہ داری ایرانی حکومت نے اٹھائی ہے۔ ایرانی حکومت نے تباہ ہونے والے گھر اور عمارات کو نئے سرے سے تعمیر کر کے دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ ایرانی حکومت نے یہ وعدہ پورا کرنا شروع کر دیا ہے اور حزب اللہ شیعہ علاقوں، جیسے الجنوب کے نواحی علاقے ہیں، ان میں لوگوں کو مالی امداد دینا شروع کر دی ہے۔

اخبار "الھیدہ الندتیة" کے مطابق حزب اللہ نے ہر اس شخص کو ۱۲ ہزار ڈالر دیے ہیں، جس کا گھر اس جنگ میں تباہ ہوا تھا۔ یہ پہلی قسط ہے اور دوسری قسط میں تعمیرات کے لیے امداد دی جائے گی۔

دیکھیے: ۱۹ اگست ۲۰۰۶ء کی اشاعت۔

یہ مدد مکان کرائے پر لینے اور گھریلو اشیاء کی خریداری کے لیے دی جا رہی ہے۔ یہ امداد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک منہدم مکانات دوبارہ تعمیر نہیں ہو جاتے۔

☆☆............☆☆

عالم اسلام میں حزب اللہ کی لوکل برانچیں

حزب اللہ نے خلیجی ممالک اور جزیرہ عرب میں اپنی ذیلی برانچیں قائم کی ہیں، جن کا منہج اور عقیدہ بعینہٖ حزب اللہ جیسا ہے۔ ان لوکل برانچوں میں چند کا ذکر درج ذیل ہے:

(۱) بحرینی حزب اللہ:

ایران میں شیعہ انقلاب کی کامیابی کے ساتھ ہی بیرونی ممالک میں متعدد شاخیں قائم کی گئیں جو ایرانی نظام کے ماتحت تھیں۔ ان کا مقصد مختلف ممالک میں شیعہ کے ذریعے سے ایرانی اثر ورسوخ میں اضافہ تھا۔ بحرین میں ہادی المدرسی کو "الجبهة الاسلامية لتحرير البحرين" کے نام سے تنظیم بنانے کی ہدایات دی گئیں۔ جس کا ہیڈ آفس تہران میں ہوگا۔ اس تنظیم نے ابتدا میں ایک بیان جاری کیا جس میں اپنے اغراض ومقاصد کی وضاحت کی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ آل خلیفہ کی حکومت کا خاتمہ۔

۲۔ بحرین میں ایرانی خمینی انقلاب کے موافق شیعی نظام حکومت کا قیام۔

۳۔ بحرین کو خلیجی ممالک کے اتحاد سے نکال کر ایران کے ساتھ منسلک کرنا۔ [دیکھیے فلاح المدیرس کی کتاب: الحركات والجماعت السياسية فی البحرين، ص: ۹۹-۱۰۴۔ الاحزاب و الجماعة الاسلاميہ: ۵۳۹/۲۔ کتاب "الاحزاب والجماعة الاسلاميہ" میں بھی یہ عہد کیا گیا ہے کہ تحریک آزادی پہلے مرحلے میں آل خلیفہ کی حکومت کا خاتمہ کرے گی، جیسا کہ اس جماعت نے اپنے منشور میں ذکر کیا ہے۔ اور اسے بحرین میں اسلامی انقلابی تحریک کا نام دیا ہے۔

یہ تنظیم ایران سے متعدد میگزین شائع کرتی تھی۔ جیسے "الشعب الثائر" (انقلابی لشکر) اور "الثورة الرسالة" وغیرہ ہیں۔

تحریک کا ذرائع ابلاغ کا نمائندہ عیسی مرہون تھا۔ تنظیم کے امدادی فنڈ کے لیے "الصندوق الحسینی الاجتماعی" یعنی مرکزی حسینی فنڈ قائم کیا گیا۔

۱۹۷۹ء کے اواخر میں شیعہ بحرین کی تحریک آزادی کے مرتب کردہ مظاہروں اور جلوسوں میں بھرپور شرکت کی اور یہ مظاہرے سعودی عرب کے شیعوں کے قطیف کے مظاہروں کے موقع پر کیے گئے۔ ان مظاہروں کے بعد جب حالات دگرگوں ہو گئے تو اس تحریک کے کارکنوں نے بحرینی انٹیلی جنس کے ایک افسر کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ جس کے جواب میں حکومت بحرین نے تنظیم آزادی پر سخت پابندیاں لگا دیں اور اس کے متعدد ارکان گرفتار کر لیے۔

ان گرفتاریوں کے بعد تنظیم نے وقتی طور پر مظاہرات اور جلوس نکالنے بند کر دیے اور آئندہ کے انقلابی اقدامات کی عملی تیاری شروع کر دی، چنانچہ بحرین میں بھاری مقدار میں اسلحہ بارود سمگل کر کے پہنچایا گیا۔ [دیکھیے کتاب: لطور الحركة الوطنية والمعارضة فی الجزيرة العربية، ص: ۱۳]

دسمبر ۱۹۸۱ء میں محمد تقی المدرسی کی قیادت میں تنظیم آازدی نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی مگر یہ بغاوت بری طرح ناکام ہو گئی اور حکومت بحرین نے ۷۳ باغی ارکان اور ان کے حمائتی گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیے۔

۸۰ کی دہائی میں بحرین کی تحریک آزادی کے قائدین اور ایرانی انٹیلی جنس آفیسروں کا اجتماع ہوا جس میں تحریک آزادی کا عسکری ونگ قائم کرنے پر اتفاق رائے کیا گیا۔ اس ونگ کا نام "حزب اللہ البحرین رکھا گیا۔

اس جماعت کے قیام کی ابتداء ہی میں جبہ اسلامیہ کے جنرل سیکرٹری محمد علی محفوظ کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ حزب اللہ کے بحرینی ونگ کو تین ہزار شیعی لشکری فراہم کرے گا۔ جن کی عسکری تربیت ایران اور لبنان میں ہوگی۔ [اس تنظیم کی سرگرمیاں "الأمام" اخبار کے ۱۵۔ جون ۱۹۹۶ء کے شمارے میں دیکھی جاسکتی ہیں] اس تنظیم کا سربراہ عبدالأمیر الجمری کو بنایا

گیا اور ان کے بعد علی سلیمان نے اس کی قیادت سنبھالی ہے۔

ہادی المدرسی تحریک آزادی بحرین کا قائد اس نئے ونگ کا مرشد اور امداد کنندہ سربراہ ہے۔ اسی طرح محمد تقی المدریسی نے اس نئے ونگ کو فکری اور اعتقادی راہنمائی دی۔

ان تمام مراحل کے بعد یہ نیا ونگ اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہو گیا اور اس نے ملک میں فتنہ فساد برپا کر دیا اور کچھ اہم علاقوں اور ان کے گردونواح میں اپنا غلبہ قائم کر لیا۔ اس تنظیم کا پہلا اور بنیادی مقصد موجودہ نظام حکومت کو ختم کر کے ایرانی شیعہ کے زیر اثر حکومتی نظام قائم کرنا تھا۔ اس بات کی تاکید وتصریح آیۃ اللہ روحانی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ ''بحرین، ایران کے تابع ہے اور بحرین اسلامی جمہوریہ ایران کا ایک ٹکڑا ہے۔'' [دیکھیے الحرکات والجماعت السیاسیۃ فی البحرین، مؤلفہ فلاح المدیرس، ص: ۹۹،۱۰۰]

اس تنظیم کے اہم ترین کارنامے ۱۹۹۴ء میں ہونے والے فسادات، ہنگامہ آرائی اور غنڈہ گردی ہے۔ یہ بدترین ہلڑ بازی اور غنڈہ گردی مختلف تنظیمی ناموں سے کی گئی، مثلاً کبھی اس کاروائی کو ''منظمۃ العمل المباشر'' اور کبھی ''حرکۃ احرار البحرین'' اور کبھی ''منظمۃ الوطن السلیب'' کی کارروائیاں قرار دیا گیا، حالاں کہ حقیقت میں یہ ساری تنظیمیں اور ان کی کارروائیاں ایک ہی جماعت ''حزب اللہ البحرین'' کی کارستانیاں تھیں۔

بعد ازاں یہ تمام نام ایک ہی تنظیم میں مدغم ہو گئے اور نئی تنظیم ''جمعیۃ الوفاق الوطنی الاسلامیۃ'' کے نام سے قائم کر دی گئی۔ جس کی قیادت علی سلمان کو سونپی گئی۔ اس نئی تنظیم کو سیاسی اور صحافتی میدان میں خدمات کے لیے مختص کر دیا گیا، جب کہ عسکری اور تنظیمی کارروائیاں عسکری ونگ حزب اللہ البحرین کے سپرد کر دی گئیں۔

یہی تنظیم ایک اور فرضی نام سے اپنے ہیڈ کوارٹر لندن سے ''صوت البحرین'' کے نام سے ایک ماہنامہ شائع کرتی تھی۔ اس ماہنامہ میں اس نے اپنے اہداف مقاصد اور مطالبات بیان کیے۔ اسی ماہنامے میں اپنی کاروائیوں کی تفصیلات بھی بیان کرتے۔ یہ تنظیم بعض بیرونی تنظیموں سے چندہ بھی وصول کرتی۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس تنظیم نے صرف لندن کے

فورم سے ۸۰ ہزار ڈالر سے زیادہ چندہ جمع کیا۔

بحرین کی حزب اللہ تنظیم، حرکۃ احرار البحرین کے اسلوب پر عمل کرتی ہے جس میں سیاسی اور دفاعی کاموں کی تکمیل شامل ہے تاکہ لوگ ان پر اعتماد کریں اور اس تنظیم کا عسکری ونگ اپنی مطلوبہ کاروائی آسانی سے مکمل کر سکے۔

حرکۃ احرار البحرین (بحرین کی تحریک آزادی) کے اہم مسؤلین درج ذیل ہیں: (۱) سعید الشھابی، (۲) مجید العلوی، (۳) منصور الجمری، ۱۹۹۶ء میں بحرین میں قتل وغارت، جلاؤ گھیراؤ اور تخریب کاری کے متعدد حادثات ہوئے۔ جن کی منصوبہ بندی ایران میں کی گئی اور ان کی تنفیذ بحرین میں ہوئی۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۹۶ء میں حزب اللہ البحرینی نے ایک ہوٹل جلا دیا جو ''سترۃ وادیان'' کے علاقے میں واقع تھا۔ اس میں سات ایشیائی باشندے قتل ہو گئے۔ اور یہ قتل وغارت شیعہ کی دشمنی کی بدترین سیاہ واردات تھی۔ ۲۱۔ مارچ ۱۹۹۶ء کو انھوں نے ''الزیانی'' گیراج کو آگ لگا دی اور شوروم میں موجود تمام گاڑیاں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیں۔

پھر ان کی دشمنی اور کینہ عروج پر پہنچ گیا اور انھوں نے ۶۔ مئی ۱۹۹۶ء کو ۹ بڑے بڑے تجارتی مراکز میں آگ لگا دی اور انھیں تباہ و برباد کر دیا۔ اسی طرح ان بدکرداروں نے متعدد سکول اور پلازے جلا کر تباہ کر دیے، کئی عوامی بجلی گھر، ٹیلی فون کی تنصیبات اور بحرین کے اسلامی بنک کو جلا دیا۔ [ان غنڈوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ان مدارس، بجلی گھروں اور ٹیلی فون تنصیبات کا کیا جرم ہے؟]

بحرین کے نیشنل بنک اور انٹرنیشنل نمائش سنٹر کو بھی انھوں نے اپنی تخریبی کاروائیوں کا نشانہ بنایا۔ ان کی ان تمام کاروائیوں کا مقصد ملکی معیشت اور اقتصادیات کو برباد کرنا تھا۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

۱۹۹۶ء کے پہلے چھ مہینوں میں ریڈیو تہران مسلسل فتنوں اور اضطراب انگیزی کو ہوا دیتا رہا۔ حکومت بحرین کے خلاف بغاوت کو ابھارتا رہا اور اس کے استحکام کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں کرتا رہا۔

چنانچہ ۱۳۔فروری ۱۹۹۶ءکو ریڈیو تہران نے اتوار اور سوموار کو دو دن کی تجارتی ہڑتال کا اعلان کر دیا، جب کہ ۱۵۔فروری ۱۹۹۶ء کو اعلان کیا گیا کہ اس سال عید الفطر نہیں منائی جائے گی۔

اسی طرح ۲۔مئی ۱۹۹۶ءکو ریڈیو تہران نے بحرین کی عوام کو اپنی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کرنے اور عید الاضحیٰ کا بائیکاٹ کرنے کی دعوت دی۔ [ایک طرف مسلمانوں کی منفقہ عید، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بائیکات کا اعلان کیا جا رہا ہے، جب کہ دوسری طرف خالص شیعی عید ''عید الغدیر'' اور عید نیروز مجوسی کو زور و شور سے منایا جاتا ہے، حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤ مجوسی کا تہوار بھی خاص اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل والے دن خصوصی جشن منایا جاتا ہے۔ جسے ''فرحۃ الزہراء'' کا نام دیتے ہیں، لیکن یہ ظالم ایسی کسی عید اور جشن کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کرتے!]

یہ ریڈیو حسد و دشمنی سے بھرے لوگوں کو اسی طرح ابھارتا رہا، حتی کہ ریڈیو نے ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ءکو اعلان کیا کہ حکومت بحرین، بحرینی عوام کے مطالبات کے سامنے بے بس ہوگئی ہے اور عوامی مطالبات پورے کرنے سے عاجز آ گئی ہے۔ [دیکھیے: ریڈیو تہران کی خصوصی نشریات] عوامی مطالبات سے ان کی مراد شیعی مطالبات تھے، مثلاً حکومت کا تختہ الٹنا، اور اسے ایرانی حکومت کے طرز پر ایک نئی شیعی حکومت میں تبدیل کرنا وغیرہ۔

اس بات کی دلیل کویت کی خبر رساں ایجنسی کی ۱۵۔جون ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں بھی ملتی ہے۔جس میں بتایا گیا ہے کہ کویتی حزب اللہ نے عراقی فوج کا کویت میں چھوڑا ہوا بھاری مقدار میں اسلحہ خریدا ہے اور اسے سمگل کر کے بحرینی حزب اللہ کو فراہم کر دیا ہے، چناں چہ اخبار لکھتا ہے کہ ایرانی حکومت کی طرف سے ملنے والے احکامات کے تحت بحرینی حزب اللہ طویل المدت منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔جس کے تحت اسلحہ کی سمگلنگ بحرین میں جاری رہے گی، تاکہ سیکورٹی کے ادارے اس سازش کو ایک ہی مرتبہ پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔اس طرح اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ یہ اسلحہ مختلف خفیہ ارکان تک مختلف علاقوں میں بروقت

تقسیم بھی کیا جائے۔

گزشتہ کاروائی کا اعتراف بحرینی حزب اللہ کے قائد علی احمد کاظم المتقوی نے بھی کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

''ہم نے ایرانی انٹیلی جینس آفیسر احمد شریفی کے ساتھ ایک خفیہ میٹنگ کی ہے جس میں اس نے ہمیں سمندر کے راستے اسلحہ سمگل کر کے بحرین پہنچانے کا پروگرام دیا ہے۔''

ملزم جاسم خیاط نے یہ وضاحب بھی کی ہے کہ اسلحے کو سمگل کرنے کا مقصد، بحرینی حکومت کا خاتمہ کرنا ہے۔ عسکری قوت استعمال کر کے اس حکومت کو ختم کر کے اس کی جگہ ایرانی شیعہ حکومت کی ماتحت، حکومت قائم کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اس نے یہ وضاحت بھی کی کہ پہلی سپلائی گرج چھاؤنی میں پہنچائی گئی جو کہ تہران کے شمال میں واقع ہے۔ یہ کاروائی ایرانی انٹیلی جنس آفسر محمد رضی آل صادق میجر وحیدی نے کی ہے۔

عوام کو حکومت کے خلاف مشتعل کرنے کا کام شیعی خطیب علی احمد جبیل کر رہا ہے۔ وہ اپنے خطابات میں لوگوں کو حکومت کے خلاف پرتشدد کاروائیاں کرنے اور حکومت مخالف پراپیگنڈہ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس نے کئی پارٹیاں تشکیل دی ہیں۔ جو بحرینی حزب اللہ میں شامل ہو کر تخریبی کاروائیاں کرے گی۔ [ان ملزمان کے اعترافات ان دنوں بحرینی ٹیلی وژن کے خصوصی بلیٹن میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں، نیز ان دنوں کے بحرینی اور عربی اخبارات میں بھی ان کی تفصیل چھپی تھی]۔

اسی طرح حزب اللہ کے داعی عبدالوہاب حسین کا کردار بھی بڑا اہم ہے۔ وہ حزب اللہ کے اراکین کو سیکورٹی اور انٹیلی جینس اداروں کے ساتھ نپٹنے کے طریقے سکھاتا ہے۔ وہ اراکین کی خصوصی تربیت کرتا ہے کہ کس طرح خفیہ ادارے والوں کے حساس سوالات کا جواب دینا ہے۔ لوگوں کی ذہن سازی کیسے کرنی ہے اور انھیں حکومت مخالف رویے پر کیسے تیار کرنا ہے۔

شیعہ خطیب عباس حبیل کو محمد الریاش نامی شخص کے ذریعے سے عبدالوہاب حسین اور حزب اللہ کے لیڈر عبدالامیر الجمری کی ہدایات ملتی تھیں۔

ان دنوں بحرین کے وزیر اطلاعات اور قومی اسمبلی کے سپیکر نے وضاحت کی کہ بحرینی حزب اللہ ایران کے عسکری کیمپوں میں جنگی ٹریننگ حاصل کر رہی ہے، مثلاً تہران کے شمال میں واقع گرج چھاؤنی میں ایسے لوگوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ جب ایران پر حزب اللہ بحرینی کی تخریبی کاروائیوں کے سلسلے میں سیاسی دباؤ ڈالا گیا تو یہ دہشت گرد گروپ لبنانی حزب اللہ کے معسکرات میں منتقل ہو گئے۔

ان عسکری کیمپوں میں حزب اللہ کو جدید اسلحہ، بم دھماکوں اور جسمانی دفاع کی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ انھیں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح خفیہ معلومات جمع کر کے ہیڈ آفس تک منتقل کی جاتی ہیں۔ خفیہ اداروں کے اہم دستاویزات تک کیسے رسائی حاصل کرنی ہے اور ان میں کس طرح تبدیلی اور تحریف کرنی ہے۔ (۹۲) [اس بات کی وضاحت وزیر داخلہ شیخ محمد بن خلیفہ آل خلیفہ نے کی ہے۔ اسی طرح ان دنوں کے تمام اخبارات میں بھی یہ بات دیکھی جا سکتی ہے]۔

۱۹۹۶ء کے فسادات اور ہنگامہ آرائی میں بحرینی حزب اللہ کے درج ذیل راہنماؤں نے بھرپور حصہ لیا۔

۱۔ علی احمد کاظم المتقوی: اس کا تعلق مالی تنظیم اور ایرانی انٹیلی جینس کے ساتھ رابطہ آفیسر کی ہے۔

۲۔ عادل الشعلہ۔ یہ عسکر تربیت کا ممبر ہے۔

۳۔ خلیل سلطان۔ اس کا تعلق ذرائع ابلاغ سے ہے۔

۴۔ جاسم حسن منصور الخیاط۔ انٹیلی جینس اور سکیورٹی ادارے کا ممبر ہے۔

۵۔ محمد حبیب۔ یہ بحرینی شیخ ہے جو کویت میں مقیم ہے۔

۶۔ حسین احمد المدیفع

۷۔ حسین یوسف علی

۸۔ خلیل ابراہیم عیسی الحایکی [اب تک بحرینی حزب اللہ کے ۴۴ اراکین گرفتار ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۶ء میں بحرینی حزب اللہ کی تخریبی کاروائیوں میں ہونے والے نقصانات کا ایک ادنیٰ سا اندازہ ایک کروڑ باون لاکھ چوبیس ہزار چھ سو اٹھاون ڈالر لگایا گیا ہے۔ (۶۵۸، ۱،۵۲،۲۴$)

ان فسادات کے حکومت بحرین نے شیعہ افراد اور ان کے لیڈر علی سلمان، عبدالأمیر الجمری، آیۃ اللہ محمد سند اور دیگر خطباء اور مشائخ کو بہت سی مراعات دیں اور انھیں خصوصی رعایتیں دیں، تاکہ ملکی انتشار و فساد کا خاتمہ کیا جاسکے، لیکن اس سب کے باوجود یہ خبیث ابھی تک اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل اور اپنے مجرمانہ اہداف کے حصول میں پوری طرح مستعد ہیں۔ حزب اللہ کا آخری گھناؤنا منصوبہ جو ۲۰۰۶ء میں پکڑا گیا وہ یہ تھا کہ حکومت بحرین کو پتہ چلا کہ ایرانی حکومت حزب اللہ کے ذریعے سے بحرین کے مختلف علاقوں میں زمینیں خرید کر شیعہ لوگوں میں تقسیم کر رہی ہے، تاکہ ان علاقوں میں شیعہ آبادی میں اضافہ کیا جاسکے۔ ایران کی حمائتی تنظیموں اور جماعتوں میں بالواسطہ طریقے سے امدادی رقوم تقسیم کی جا رہی ہیں، بلکہ سکیورٹی اداروں کی رپورٹ کے مطابق تہران کے قریب امام علی فوجی چھاؤنی میں حزب اللہ بحرین کے اراکین کو تربیت دینے کے لیے معسکر دوبارہ بنا دیا گیا ہے اور اس کی تشکیل نو کی جا رہی ہے۔

حزب اللہ لبنانی کے کئی لیڈروں نے اس معسکر میں ملاقاتیں کی ہیں۔ ان میں ایک ملاقات عکرم برکات اور بحرینی شیعہ جنگجوؤں کی ہوئی جو پہلے دمشق اور پھر بیروت میں منعقد ہوئی۔ ان ملاقاتوں میں بحرین میں شیعہ اثر و رسوخ کو بڑھانے کے لیے شیعہ تحریک کو فعال بنانے اور سیاسی عمل میں تنظیم سازی پر غور و فکر کیا گیا۔ اس ملاقات میں حسن نصر اللہ نے شیعی افرادی قوت مہیا کرنے کا عہد کیا، تاکہ ایرانی شیعی پلان کو مکمل کیا جاسکے۔ اسی طرح اس

میٹنگ میں اقتصادی اثر ورسوخ میں اضافے کی قرارداد بھی منظور کی گئی، تاکہ شیعہ تاجروں کو بھی سرگرم کیا جاسکے۔ یہ کام شیعہ تاجروں کو بھاری امدادی رقوم دے کر اور ان کے ساتھ کاروباری شراکت کر کے کیا جائے گا، تاکہ بحرین کی اقتصادیات پر شیعہ کنٹرول ہو سکے اور بعد میں بعض بنیادی ضروریات زندگی کو مارکیٹ سے غائب کر کے مصنوعی قلت اور بحران پیدا کر کے حکومت کو اپنے مزید مطالبات ماننے پر مجبور کیا جاسکے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایرانی انٹیلی جینس ادارے بحرینی شیعہ کو انتخابات میں بھرپور شرکت کے لیے ہر قسم کی امداد فراہم کریں گے، تاکہ قومی اسمبلی میں شیعہ ممبران کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکے، تاکہ وہ ممبران شیعہ مفادات کے مطابق قانون سازی کر سکیں اور ایسے قانون اسمبلی سے پاس کرا سکیں جو خلیجی اور عربی ممالک میں ایرانی مفادات کی حمایت اور تحفظ کا کام دے سکیں۔ [دیکھیے: الاحزاب والحرکات والجماعۃ الاسلامیۃ: ۲/۵۸۱]

حجازی حزب اللہ

۱۹۷۹ء میں ایران میں خمینی انقلاب کے قیام کے شروع ہونے اور اس کے غلبے کے فوراً بعد ایرانی حکمرانوں نے اپنے سعودی ایجنٹوں کو سعودی حکومت کے خلاف بغاوت کا حکم دے دیا۔ ایرانی حکومت کی اس تحریض وتحریک پر ۱۴۰۰ھ میں ضلع قطیف میں شیعہ آبادی نے بغاوت کردی۔ اس بغاوت میں کچھ اس طرح کے نعرے لگائے گئے۔ ”ہم حسینی مذہب کے پیروکار ہیں۔“ ”ہمارا قائد خمینی ہے۔“ ”سعودی حکومت کو ختم کر کے دم لیں گے۔“

”شاہ فہد اور خالد کی حکومت کا تختہ الٹ کر رہیں گے۔“ وغیرہ وغیرہ، پھر جیسے ہی سعودی شیعہ قیادت اور ایرانی حکومت میں تعلقات مضبوط ہوئے اور خمینی انقلاب کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو سعودی شیعہ کو حسن الصفار کی قیادت میں ایک نئی تنظیم بنانے کا حکم دیا گیا، لہٰذا ”منظمۃ الثورۃ الاسلامیۃ لتحریر الجزیرۃ العربیۃ“ کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دے دی گئی جس کے لیڈر اور منتظم حسن الصفار تھے۔ اس تنظیم کا معنی ہے۔ ”جزیرہ عرب کی آزادی کے لیے اسلامی انقلابی تنظیم“۔ [دیکھیے الاحزاب والحرکات والجماعۃ الاسلامیۃ: ۲/۵۸۱]

بعد میں اس کا نام "منظمة الثورة الاسلامية فی الجزيرة العربيه" (جزیرہ عرب میں اسلامی انقلابی تنظیم) رکھا گیا۔

اس تنظیم کے اغراض ومقاصد کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ایران میں برپا ہونے والے شیعی انقلاب کی حمایت اور اسے عالم اسلام میں غالب کرنے کی کوششیں کرنا۔

۲۔ جزیرہ عرب یعنی سعودی عرب کی سنی اسلامی حکومت کو ختم کرنا اور ایرانی حکومت کی تابع شیعی حکومت قائم کرنا۔

کیوں کہ اس تنظیم کے نزدیک سعودی حکومت اور دیگر خلیجی حکومتیں کافر طاغوتی حکومتیں ہیں، جب کہ تنظیم خود کو ایرانی انقلاب کا ایک حصہ شمار کرتی ہے۔ اسی لیے شیخ حسن الصفار جو کہ اس تنظیم کا منتظم اور مرشد ہے، کہتا ہے کہ "ہمیں ایران سے بھاری امداد اور حمایت کی توقع ہے جو انقلابی اہداف کو پورا کرنے کے قابل ہو۔" [الاحزاب والحركات والجماعة الاسلامية، ۵۸۸/۲]

تنظیم کا خیال ہے کہ وہ اسلامی انقلاب کے لیے ہی تشکیل دی گئی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے تین شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ قائدین کا ہجرت کر جانا اور ملک سے باہر رہ کر مطلوبہ کردار ادا کرنا تاکہ وہ مکمل آزادی سے اپنا کام سرانجام دے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر ملکی تنظیموں اور موسسات کا ہونا ضروری ہے جو تحریک انقلاب کی فکری، اخلاقی اور نظریاتی حمایت کرے۔

۲۔ اسلحے کے بغیر شیعی انقلاب برپا کرنا ناممکن ہے۔

۳۔ تحریک انقلاب کی معاون تنظیموں کی تشکیل تاکہ وہ اہداف کے حصول میں تحریک کی مددگار بن سکیں۔

اس تنظیم کا ہیڈ آفس ایران میں تھا۔ پھر کچھ عرصہ دمشق میں قائم رہا اور آخر میں لندن میں قائم کیا گیا۔

تنظیم اپنا مشہور رسالہ ''اسلامی انقلاب'' بھی شائع کرتی تھی اور یہ رسالہ ۸۰ کی دہائی میں شائع ہوتا رہا، لیکن جب تنظیم کو احساس ہوا کہ ان کی تنظیم اور میگزین کا نام ان کے مفادات کے خلاف اثر دکھا رہا ہے اور بعض عوامی حلقوں میں اسے پذیرائی نہیں مل رہی تو انھوں نے ۱۹۹۰ء کے اواخر اور ۱۹۹۱ء کے شروع میں تنظیم کا نام تبدیل کر دیا اور نیا نام ''منظمۃ الثورۃ الاسلامیہ فی الجزیرۃ العربیۃ'' (جزیرہ عزب میں اسلامی انقلابی تنظیم) سے بدل کر ''الحرکۃ الاصلاحیۃ الشیعہ فی الجزیرۃ العربیۃ'' (جزیرہ عرب میں شیعہ اصلاحی تحریک) رکھ دیا۔

اسی طرح میگزین کا نام ''اسلامی انقلاب'' کی بجائے ''میگزین جزیرہ عرب'' رکھ دیا گیا۔ (مجلۃ الجزیرۃ العربیۃ)۔

اس کے ساتھ ساتھ تنظیم نے ''دارالصفا'' کے نام سے پبلشنگ ادارہ بھی بنایا جو سعودی حکومت اور سعودی عوام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے پر مشتمل کتابیں نشر کرتا۔ یہ ادارہ تنظیم کی خصوصی امداد پر ایسی رپورٹیں اور سروے شائع کرتا جو خصوصی طور پر مغربی یہودی تنظیموں کو ارسال کی جاتیں، کیوں کہ تنظیم کے مغربی پارلیمنٹری کے ساتھ گہرے تعلقات اور روابط تھے۔

اس طرح اس ''مجلہ الجزیرہ العربیۃ'' نے جنوری ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۳ء کے نصف تک تقریباً تیس شمارے نکالے۔ اس میگزین کو بھاری مغربی امداد ملتی تھی یہ غیر ملکی مغربی تنظیمیں بھی سعودی عرب کے اسلامی نظام حکومت کے ساتھ عداوت کی بنا پر اس میگزین کی بھرپور سپورٹ کرتی رہیں تاکہ سعودی عرب میں امن وامان کو درہم برہم کر کے لوگوں میں اضطراب اور بے چینی کی فضا کو ہوا دی جاسکے۔ اس میگزین کا چیف ایڈیٹر حمزہ الحسن تھا اور ایڈیٹر عبدالامیر موسیٰ تھا۔

چوں کہ اس تنظیم نے اپنے اہداف کے حصول کے لیے متعدد تنظیمیں اور جماعتیں تشکیل دی تھیں اس لیے انھوں نے اپنے مطالبات منظور کرانے کے لیے ''حقوق انسانی کی تنظیم بھی بناڈالی۔ مگر اس نے تنظیم سے دور رہنے اور امریکی نظام کے قریب تر رہنے کو ترجیح دی۔ کیوں کہ بے شمار امریکی اور یہودی تنظیمیں پہلے ہی تنظیم کے ساتھ منسلک تھیں۔ لہٰذا انھوں نے ''الجنۃ الدولۃ لحقوق الانسان فی الخلیج والجزیرۃ العربیۃ'' (خلیج اور جزیرہ عرب میں انسانی حقوق

کی انٹرنیشنل تنظیم) کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ اس تنظیم نے انگریزی میں ایک میگزین Arabia Moniter بھی شائع کیا۔ یہ میگزین مبالغہ آرائی اور جھوٹ پر مبنی تفصیلی رپورٹیں اور مضامین شائع کرتا اور انقلابی تنظیم کے افکار ونظریات کی ترجمانی کرتا تھا اس تنظیم کا واشنگٹن میں نمائندہ جعفر الشایب تھا۔ لندن میں بوخمسین، جب کہ صادق الجبران اداری کاموں میں اس کا معاون تھا، جب کہ توفیق السیف اس تنظیم کا اہم ترین رکن اور حرکۃ اصلاحیہ الشیعہ کا جنرل سیکرٹری تھا۔ جزیرہ عرب میں شیعہ کی اصلاحی تحریک (منظمۃ الثورۃ الاسلامیہ فی الجزیرۃ العربیۃ) کے مشہور ترین سابق راہ نما یہ ہیں:

(۱) حسن الصفار جو اس تنظیم کا منتظم، مرشد اور موسس تھا۔

(۲) توفیق السیف، جنرل سیکرٹری۔

(۳) حمزہ الحسن ''الجزیرہ العربیۃ'' میگزین کا چیف ایڈیٹر۔

(۴) مرزا الخویلدی، دارالصفا پبلشنگ ادارے کا مینیجر۔

ان کے علاوہ دیگر راہ نما بھی اس تحریک سے وابستہ رہے ہیں جیسے عادل سلمان حبیب ابراہیم، فواد ابراہیم، محمد الحسین، زکی المیلاد، عیسی المزعل جعفر الشابت، صادق الجبران اور فوزی السیف وغیرہ۔

۱۹۹۳ء، ۱۹۹۴ء میں سعودی حکومت اور شیعہ تحریک کے درمیان ایک صلح نامہ طے پایا۔ جس کی رو سے شیعہ تنظیم بیرون ملک قائم اپنے تمام دفاتر اور ملکی سطح کے میگزین ورسائل بند کردے گی اور بیرون ملک سیاسی سرگرمیاں ختم کردے گی۔ یہودی اور مغربی تنظیموں کے ساتھ اپنے روابط اور تعلقات کو ترک کردے گی۔ اور حکومتی اداروں میں خفیہ کاروائیوں اور معاشرتی تخریب کاری سے رک جائے گی۔

ایران کے خمینی انقلاب کی حقیقت حال کے کھل جانے کے بعد جب لوگوں کو علم ہوگیا کہ یہ ایک خالص شیعی بغاوت تھی جو علاقے میں شیعہ کی سیاسی چودھراہٹ کے قیام کی کوشش کر رہی تھی۔ اور ان لوگوں نے اپنے عقیدے تقیہ کے مطابق دینی اور سیاسی میدان میں

لوگوں کو دھوکہ دیا ہے تو شیعہ کے کچھ لیڈر واپس سعودی عرب آ گئے، تا کہ وہ اندرون ملک مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے اپنا اپنا کردار نئے سرے سے ادا کر سکیں، جب کہ کچھ لیڈر بیرون ملک ہی رک گئے، تا کہ اپنے بھائی بندوں کی شروع کی ہوئی تحریک کو اس کے حتمی انجام تک پہنچا سکیں اور مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔ [ان لیڈروں میں سے کچھ وہ بھی ہیں۔ جنھوں نے صلح نامے پر دستخط بھی کیے تھے، جب کہ دیگر ایسے لیڈر بھی تھے جو اس صلح نامے میں شریک نہیں ہوئے، تا کہ اپنا پلان مکمل کر سکیں اور بیرونِ ملک رہ کر مغربی اور یہودی تنظیموں سے فنڈ بٹورتے رہیں۔ ان بیرون ملک رہائش پذیر لیڈروں میں سے ایک علی آل احمد ہے جو کہ سعودی حکومت کے اسلامی نظام کے دشمن ہر گروہ اور تنظیم کے ساتھ قریبی تعلقات استوار رکھتا ہے]۔

یہ لوگ ابھی تک اپنے خفیہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں، حالاں کہ صلح نامے میں ہر قسم کے نسلی تعصب پر مبنی سیاسی تحریک اور شیعی اثر ورسوخ کے نفاذ پر مبنی ہر سرگرمی کو بند کرنے پر فریقین کا اتفاق ہو چکا ہے۔

اس گروہ کی آخری کاروائی کی وضاحت حسن الصفار نے ضلع قطیف کے ایک شیعی جشن میں اکتوبر ۲۰۰۶ء میں کی کہ اگر حکومت سعودیہ ان کے مطالبات تسلیم نہیں کرتی تو شیعہ ملک میں دھماکے شروع کر دیں گے، جیسا کہ ۱۴۰۰ھ میں شیعہ بم دھماکے کر چکے ہیں اور ۱۴۰۷ھ میں مکہ مکرمہ میں فسادات اور قتل وغارت کا بازار گرم کر چکے ہیں۔

حجازی حزب اللہ کا عسکری ونگ

اسّی کی دہائی کے نصف ثانی میں تقریباً ۱۹۸۷ء میں جزیرہ عرب کی اسلامی انقلابی تنظیم نے اپنا عسکری ونگ قائم کیا۔ اور اسے ''حزب اللہ الحجاز'' کا متفقہ نام دیا گیا۔ [شیعہ نے اس عسکری ونگ کو حجازی اس لیے قرار دیا کیوں کہ شیعہ سعودی حکومت کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں اور شیعہ کا امام خمینی سعودی عرب کو حجاز ہی کہتا تھا۔ حالاں کہ سعودی عرب کو حجاز کا نام دینا کچھ درست نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ حجازی لوگ سنی مسلمان ہیں اور شیعہ سے براءت اور لاتعلقی

کا اظہار کرتے ہیں]۔ یہ عسکری ونگ سعودی عرب میں دہشت گردی کی وارداتیں کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ ایامِ حج میں فتنہ وفساد اور دہشت گردی کی کاروائیاں کرنے کے لیے اس کو ایرانی انقلابی گارڈز کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔

اس تنظیم کی تشکیل ایرانی خفیہ ایجنسی کے افسر احمد شریفی کے زیر انتظام ایرانی انقلابی طرز پر کی گئی۔ اس تنظیم میں بعض سعودی شیعہ طالب علموں کو بھی بھرتی کیا گیا جو ایران کے شہر ''قم'' میں زیر تعلیم تھے، لیکن بعد میں حزب اللہ حجازی اور شیعہ تنظیم ''منظمۃ الثورہ الاسلامیہ فی جزیرۃ العرب'' کے افراد میں باہمی اختلاف ہو گئے۔ ہر کوئی سیاسی میدان میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے اور اپنی ہدایات پر عمل پیرا ہونے پر زور دیتا تھا، لہٰذا ایرانی منتظمین کی قیادت نے احمد شریفی کے زیرِ نگرانی دونوں تنظیموں کی الگ الگ ذمہ داریاں مقرر کر دیں۔ اور عسکری کاروائیوں کی ذمہ داری حزب اللہ الحجازی کے سپرد کی گئی۔

۱۴۰۷ھ کے حج کے دنوں میں حزب اللہ حجازی کے شیعہ کارکنان نے ایرانی انقلابی گارڈز کے تعاون سے ایک بہت بڑا جلوس نکالا جس کا مقصد حجاج کرام کو قتل کرنا اور عوامی پراپرٹی کو نقصان پہنچانا اور مسجد حرام اور مقدس مقامات میں فتنہ وفساد برپا کرنا تھا۔ [ان جرائم میں ایرانی انقلابی گارڈز کے ملوث ہونے کا ثبوت دیکھیے کتاب ''الحرس الثوری الایرانی''، مؤلفہ کینیث کا ترمان، ص: ۱۹۵۔ جب کہ سعودی شیعہ کی کارگزاری کی وضاحت جناب المغربی نے اپنی کتاب ''الآثار النبویۃ'' کے ص: ۱۱ پر کی ہے]

اسی طرح یونیورسٹی آف عربیک کنٹریز نے بھی مکہ مکرمہ میں ایرانی سازشوں اور ۱۴۰۷ھ کے حج کے موقع پر ان کے فسادات کی تصریح کی ہے۔ یونیورسٹی کی اپنی رپورٹ میں دیگر خلیجی ممالک میں بھی ایرانی خطرے سے آگاہ کیا ہے۔ دیکھیے یونیورسٹی کی رپورٹ ق ۴۶۹۵۔ د۔ غ۔ ع۔ ۲۵۔ ۸۔ ۱۹۸۷ء]۔

۹۔ صفر ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۵۔ جون ۱۹۹۶ء کو حزب اللہ کے کارکنان نے خبر شہر کے رہائشی پلازے میں ایک گاڑی کی تیل والی ٹینکی میں بم رکھ کر شدید دھماکہ کیا۔ اس گاڑی کو

پلازے کے پاس روک کر دہشت گرد خود کاروں میں سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ ان کے فرار کے ٹھیک چار منٹ بعد پٹرول والی ٹینکی زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ جس سے بھاری جانی و مالی نقصان ہوا۔

اس مجرمانہ کاروائی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم ترین کردار درج ذیل غنڈوں نے ادا کیا:

(۱) ھانی الصائغ، (۲) مصطفیٰ القصاب، (۳) جعفر الشویخات، (۴) ابراہیم الیعقوب، (۵) علی الحوری، (٦) احمد المغسل (یہ ہی شخص عسکری ونگ کا منتظم ہے۔ اور خبر شہر کے بم دھماکے کا مرکزی قائد ہے) (۷) حسین آل مغیض، (۸) عبدالهدالجراش، (۹) شیخ سعید البجار، (۱۰) الشیخ عبدالجلیل السمین۔

خُبر شہر کے رہائشی پلازے میں بم دھماکے کے بعد ہانی الصائغ کو کینڈا سے امریکی تعاون سے گرفتار کر لیا گیا۔ جب کہ عبدالکریم الناصر، احمد المغسل اور ابراہیم الیعقوب اور علی الحوری ایران فرار ہو گئے۔ جعفر الشویحات کو شام سے فرار کرا دیا گیا، جب کہ اس کی گرفتاری کے دوسرے ہی دن اس کی خودکشی کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایرانی حکومت کے حکم پر اسے شام کی کسی جیل میں شامی انٹیلی جینس نے قتل کر دیا تھا، تاکہ خُبر شہر کے بم دھماکے کا اصلی مجرم ختم ہو جائے اور اس سے حاصل ہونے والی اہم معلومات کا ذریعہ باقی نہ رہے۔

اس جماعت کے اہم ترین رکن عبدالکریم الناصر حزب اللہ کے اہم لیڈر شمار ہوتے ہیں، جب کہ دیگر افراد میں فاضل العلوی، علی المرہون، مصطفیٰ المعلم، صالح رمضان شامل ہیں۔ جنھیں بم دھماکے سے قبل ہی گرفتار کر لیا گیا، جب کہ وہ اس دھماکے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ ان کی گرفتاری کے باعث احمد المغسل نے دیگر لوگوں کو بم دھماکے کی ذمہ داری سونپی، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

ان کے اہم ترین راہ نما اور قائدین میں الشیخ جعفر علی المبارک، عبدالکریم کاظم الجلیل

اور ہاشم الشخص شامل ہیں۔ یہ تینوں افراد اس تنظیم کے منتظمین اور امدادی سپورٹر شمار ہوتے ہیں۔ [یہ تینوں اشخاص "حجة الاسلام والمسلمین" کے لقب سے ملقب ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ شخص اجتہاد کے درجے کو پہنچ چکے ہیں اور یہ مقام شیعہ کے ہاں بہت بلند واعلیٰ رتبہ ہے]۔

ان کے علاوہ بہت ساری جماعتیں اور گروہ ہیں جن کے ملنے سے تنظیم کی مکمل ہیئت بنتی ہے۔

اس تنظیم کے افراد ایران اور لبنان میں عسکری اور تخریبی تربیت حاصل کرتے ہیں، تاکہ اسلامی حکومتیں الٹنے اور ایرانی انقلاب کے زیر اثر نظام حکومت ان ملکوں میں قائم کرنے کے خفیہ منصوبوں پر عمل کر سکیں۔ [درج بالا معلومات اور خبریں ''جریدۃ الریاض'' کے ۴۔ ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۶۔ دسمبر ۲۰۰۵ء کے شمارے، کتاب ''الاحزاب والحرکات والجماعات الاسلامیۃ: ۵۸۱/۲۔۶۰۱ اور انٹرنیٹ سے حاصل کر گئی ہیں۔ جب کہ دیگر مصادر سے استفادہ بھی کیا گیا ہے]۔

اگرچہ اس عسکری ونگ کے متعدد کمانڈر گرفتار ہو چکے ہیں اور کچھ قائد اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں، تاہم اس تنظیم نے سیاسی اور ابلاغی کوششیں بیرون ملک سے جاری رکھی ہوئی ہیں اور یہ تنظیم ابھی تک اپنے شیعی عوام کو اشتعال دلانے اور حکومتی دشمنی اور عداوت پر ابھارنے والے رسائل اور میگزین شائع کر رہی ہے۔ حکومت سعودیہ کے خلاف علم بغاوت تاحال بلند کیے ہوئے ہے اور سعودی حکومت سے آزادی کی کوششوں میں ابھی تک سرگرم ہے۔ [دیکھیے: حزب اللہ الحجاز کا بیان، مورخہ ۹۔۳۔۲۰۰۵ء] اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے انٹرنیٹ ویب سائٹ کھولی ہوئی ہے جہاں پر اپنی باغیانہ اور تخریبی نشریات جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کویتی حزب اللہ

کویتی حزب اللہ اسّی کی دہائی میں حزب اللہ لبنانی کی تاسیس کے بعد قائم کی گئی۔ اس

تنظیم نے متعدد خیالی تنظیموں اور جعلی ناموں کے ساتھ کام کیا، مثلاً ''طلائع تغییر النظام للجمھوریۃ الکویتیۃ'' فی الکویت'' حالاں کہ ان تمام تنظیموں کی اصل حزب اللہ الکویت ہی ہے۔
[دیکھیے: الحرکۃ الشیعۃ فی الکویت، مولفہ ڈاکٹر فلاح المدیریس، ص: ۳۰، ۳۱]

حزب اللہ کی اس برانچ کی بنیاد کویتی شیعہ کے ان طلباء نے رکھی جو ایرانی شہر ''قم'' کے حوزہ دینیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ [خلیجی ممالک میں حزب اللہ کے موسسین اور کارکنان کی بھرتی ''قم'' شہر ہی سے ہوتی ہے، جب کہ یہ لوگ وہاں کے حوزہ علمیہ میں شیعی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں] اس تنظیم کے اکثر ارکان کے ایرانی انقلابی گارڈز کے ساتھ گہرے روابط ہیں، کیوں کہ انھوں نے تخریبی تربیت انھیں سے حاصل کی تھی۔
[دیکھیے: الحرکۃ الشیعیۃ فی الکویت، مولفہ ڈاکٹر فلاح المدیریس، ص: ۳۱]

ان ہی لوگوں نے ''النصر'' میگزین بھی نکالا جو حزب اللہ الکویتی کے نظریات وافکار کا پرچار کرتا تھا۔ یہ رسالہ طہران سے ''المرکز الکویتی للاعلام الاسلامی'' (کویتی مرکز برائے اسلامی نشریات) کے تحت شائع ہوتا تھا۔

یہ رسالہ کویتی شیعہ کو اپنے مقاصد واہداف کے لیے استعمال کرتا اور ان کی ذہن سازی کرتا، تاکہ کویتی شیعہ حکومت کویت کا تختہ الٹ کر ایرانی شیعی حکومت کے تابع حکومت قائم کریں۔

یہ تنظیم کویت میں فتنہ وفساد اور عوامی اضطراب وبے چینی پیدا کرتی، بم دھماکے اغوا اور قتل وغارت کی خفیہ کاروائیاں کرتی، تاکہ کویت میں اپنا تسلط قائم کرکے ایران کی ہم مذہب حکومت قائم کرسکیں۔

کویتی حزب اللہ ایرانی شیعہ تحریک کا ایک اہم جزو شمار ہوتی ہے جس کی قیادت آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای کرتا ہے اور اس کا نظریہ ہے کہ آل صباح کو کویت میں حکمرانی کا کوئی حق نہیں ہے۔ [دیکھیے: مجلۃ السیاسیۃ الدولیۃ، جسے الاہرام اخبار نے جنوری ۱۹۹۶ء کو شائع کیا۔ شمارہ نمبر ۱۲۳]

اس جماعت نے کویت میں بہت سی تخریبی اور دہشت گردی کی وارداتیں کی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

(۱)......شیعہ تنظیم ''حزب الدعوۃ'' [''حزب الدعوۃ'' کا اس وقت الامیر ''محمد باقر حکیم'' تھا۔ جسے ۲۰۰۳ء کو عراق میں قتل کر دیا گیا۔ اس بدبخت نے ان دنوں امیر کویت کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور اعلان کیا تھا کہ امیر کویت کو قتل کر کے مرنے والا شہید کا درجہ پائے گا اور وہ جنتی ہو گا، نیز اس قتل کی کاروائی میں تعاون کرنے والے بھی جنتی ہوں گے] ۲۵۔ مئی ۱۹۸۵ء کو قتل وغارت کی ایک گھناؤنی کاروائی کی، جب کہ امیر کویت کا قافلہ دسمان محل سے روانہ ہو کر السیف محل کی طرف جا رہا تھا۔ قافلے کی بلا روک ٹوک ٹریفک کے لیے تمام ٹریفک اشارے بند کر دیے گئے۔ اور صرف سڑک کے دائیں بائیں مڑنے والے راستے کھلے رکھے گئے، تاکہ جو لوگ قافلے سے الگ ہو کر جانا چاہیں وہ جا سکیں۔ اسی لمحے ایک کار اسی سائیڈ والی سڑک سے اچانک قافلے کے سامنے آ گئی۔ جسے سکیورٹی افسر نے روکنے کی کوشش کی تو وہ زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ جس سے سکیورٹی افسر کی گاڑی، افسر محمد الغزی اور ہادی الشمری سمیت جل کر راکھ ہو گئی، جب کہ سکیورٹی افسران کی ایک اور گاڑی دھماکے کی شدت کی وجہ سے امیر کویت کی گاڑی سے جا ٹکرائی اور بالآخر الٹ بازیاں کھاتی ہوئی دائیں فٹ پاتھ کے ساتھ جا لگی۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ بھی آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گئی۔

(۲)......۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء کو اس تنظیم نے دو قہوہ خانوں میں بم دھماکے کیے جو کہ کویت شہر میں واقع تھے۔ جس سے بہت سارے شہری ہلاک اور زخمی ہوئے۔

(۳)......۲۹ اپریل ۱۹۸۶ء کو کویت کے سکیورٹی اداروں نے اعلان کیا کہ انھوں نے ایسے بارہ تخریب کار گرفتار کیے ہیں جو کویت ایئر لائن کا ایک ۷۴۷ بوئنگ طیارہ اغوا کر کے مشرقی ایشیا کے کسی ملک لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

(۴)......۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء کو علی اکبر محتشمی [علی اکبر محتشمی کے اس حکم کی وضاحت

کویت کے روزنامے ''القبس'' نے ان دنوں اپنے شمارے میں کی تھی۔ دیکھیے شمارہ نمبر: ۱۷۵۷] نے حزب اللہ کے لیڈروں کو حکم دیا کہ وہ کویت ایئر لائن کا ''الجابریۃ'' جہاز اغوا کر کے ایران کے شہر ''مشھد'' پہنچا دیں۔ یہ جہاز بنکاک سے آرہا تھا، لہٰذا اسے عماد (ایران کے ڈاکٹر مسعود اسد الٰہی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس جہاز کو اغوا کرنے والے لبنانی شیعہ تھے اور ان کا تعلق حزب اللہ سے تھا۔ دیکھیے کتاب ''الاسلامیون فی مجتمع تعددی'' حزب اللہ فی لبنان نموذجا، ص: ۲۵۲-۲۵۴) مغنیہ لبنانی کی قیادت میں اغوا کر کے ایران پہنچا دیا گیا۔ یہ شخص آج کل لبنانی حزب اللہ کا سپریم کمانڈر ہے۔ [اخبار ''شرق الاوسط'' ۱۷۔رجب ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۱۔اگست ۲۰۰۶ء بروز جمعہ المبارک کے شمارے میں لکھتا ہے کہ ۲۰۰۵ء میں عماد مغنیہ کو جنوبی عراق کے مسلحہ شیعہ گروپوں کو متحد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس طرح جنوبی عراق میں انٹیلی جینس رپورٹیں تیار کرنے کی ذمہ داری بھی اسے ہی دی گئی۔ اسی سال ۲۰۰۵ء میں عماد شام کے راستے لبنان میں داخل ہوا جب کہ اس کے ساتھ کچھ ایرانی تخریب کار بھی تھے۔ اس بار یہ سید مھدی ہاشمی کے نام سے ایرانی سفارتی پاسپورٹ پر لبنان داخل ہوا]

پھر ۲۰۰۶ء کے اوائل میں اسے دوبارہ عراق کے شہر بصرہ میں دیکھا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ''الجیش المھدی'' کے جنگجوؤں کو ایران تک بحفاظت پہنچانے کا منتظم بھی ہے، تاکہ وہ دہشت گردی کی تربیت حاصل کرسکیں۔

گزشتہ سال اپریل میں عماد مغنیہ دوبارہ لبنان چلا گیا، تاکہ حزب اللہ کا انٹیلی جینس نیٹ ورک قائم کرسکے۔ ایرانی حکومت اسے ''الثعلب'' (لومڑی) کا لقب دیتی ہے، جب کہ حزب اللہ لبنانی کا قائد حسن نصر اللہ اسے ''الحاج'' کے لقب سے یاد کرتا ہے۔]

پھر اس جہاز نے بیروت میں اترنے کی کوشش کی، لیکن ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا گیا، لہٰذا وہ جہاز کو قبرص کے لارنکا ایئرپورٹ پر لے گئے۔ وہاں پر اغواء کاروں نے دو کویتی شہریوں عبداللہ الخالدی اور خالد ایوب کو ان کے سروں میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا

اور انھیں جہاز سے باہر پھینک دیا، بالآخر وہ جہاز کو الجزائر لے گئے۔ جہاں پر اغواء کاروں کو رہا کر دیا گیا۔ (کویت کے ''الجابریۃ'' جہاز کے اغواء کی تفصیل کے لیے دیکھیے ''الکویت میگزین'' شمارہ نمبر ۷۰، جولائی ۱۹۸۸ء، نیز مجلۃ المستقبل، شمارہ نمبر ۵۸۲، اپریل ۱۹۸۸ء)

(۵)......۱۹۸۳ء میں حزب اللہ نے اپنی ایک ذیلی تنظیم کے ذریعے سے جسے ''الجھاد الاسلامی'' کہا جاتا ہے، ایک ہی دن میں مرکزی بجلی گھر، کویت انٹرنیشنل ایئرپورٹ افریقی اور فرانسیسی سفارت خانوں، پٹرول ریفائنری اور ایک رہائشی کمپلیکس میں بم دھماکے کیے، ان دھماکوں میں کم از کم سات افراد ہلاک اور ۶۲ زخمی ہوئے۔ یہ تمام لوگ پٹرول ریفائنری کے انجینئر اور رہائشی کمپلکس کے بے گناہ شہری تھے۔ ان تخریب کاری کی وارداتوں کے بعد حزب اللہ نے حکومت کویت کو دھمکی دے کر اپنے ۱۹ مجرم رہا کرنے کا مطالبہ کیا جو مختلف دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیلوں میں بند تھے۔ [کویت میں حزب اللہ کی دہشت گردی اور ہنگامہ آرائی کی تفصیل دیکھیے کتاب: حزب اللہ من الحلم الایدیولوجی الی الواقعیۃ السیاسیۃ، ص: ۵۸ تا ۶۰]

(۶)......اسی طرح حزب اللہ نے ۱۹۸۴ء کی پہلی ششماہی میں کویت کا ایک جہاز اغواء کر کے ایران کے مشہد ایئرپورٹ پر پہنچا دیا جس میں ۵۰۰ کے قریب مسافر سوار تھے۔

حزب اللہ الکویت کے خلیجی ممالک میں واقع دیگر برانچوں کے ساتھ بھی گہرے روابط قائم تھے، لہٰذا جب کویتی حزب اللہ نے عراقی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ بارود جمع کر لیا جو وہ کویت عراق جنگ میں چھوڑ گئے تھے۔ تو کویتی حزب اللہ نے یہ بھاری اسلحہ بارود بحرینی حزب اللہ کو سمگل کر کے پہنچا دیا، تاکہ وہ اپنی خونی وارداتوں میں اسے استعمال کر سکے۔ جسے اس نے ۱۹۹۶ء کے فسادات میں استعمال کیا۔

کویت کی خبر رساں ایجنسی نے یہ اعلان کیا تھا کہ کویتی حزب اللہ عراقی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ بارود خرید کر جمع کر رہی ہے اور اسے بحرینی حزب اللہ کو سمگل کر رہی ہے۔ [دیکھیے ۱۰۔ جون ۱۹۹۶ء کا شمارہ]

نوے کی دہائی میں کویتی حزب اللہ نے ایک نیا روپ دھارا کہ ملکی سیاست میں باضابطہ شریک ہوگئی۔ تاکہ سیاست کے زور پر اپنے مطالبات اور مقاصد حاصل کرسکے اس طرح حزب اللہ نے سیاسی تقیہ سے کام لیتے ہوئے نہایت مکاری اور چاپلوسی کے ذریعے سے ملکی سطح پر اسلامی وطنی اتحاد کی فضا تیار کرنا شروع کی جوان کی سیاست کے موافق اوران کے اہداف کے حصول میں معاون ہو۔

اس تنظیم کے اہم ترین لیڈراور بانیان میں محمد باقر المھدی، عباس بن نخي، عدنان عبدالصمد، ڈاکٹر ناصر صرخوہ اور ڈاکٹر عبدالمحسن جمال شامل ہیں۔

ایرانی شیعی حکومت نے اس برانچ میں دوبارہ کام شروع کر دیا ہے۔ [دیکھیے: مجلۃ الوطن العربی، شمارنمبر ۱۵۴۵، ۱۱۔اکتوبر ۲۰۰۶ء] ۔سکیورٹی اداروں کی خفیہ رپورٹیں اس بات کا انکشاف کر رہی ہیں کہ جنوبی عراق میں ایرانی غلبہ اس حد تک پختہ ہو چکا ہے کہ یہ ایرانی انقلابی گارڈز اور خفیہ ایجنسیوں کی پناہ گاہ بن چکا ہے جسے حزب اللہ اور ایرانی شیعہ کویت میں دہشت گردی فتنہ فساد برپا کرنے کے لیے بیس کیمپ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

ان رپورٹوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ایرانی انٹیلی جینس کویت میں اسلحہ کی سمگل کے لیے خفیہ روٹ تیار کر رہی ہے۔ اسی طرح کویتی شیعہ کی کچھ جماعتوں کے ایرانی حمایت اور کویت حکومت کے خلاف ابھارنے والے اعمال بھی دیکھے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کویت اور تمام اسلامی ممالک کو شیعی شراور دہشت گردی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یمنی حزب اللہ

یمن میں حزب اللہ کی علاقائی برانچ کا نام یمنی حزب اللہ رکھا گیا۔ [دیکھیے الزھر والحجر، ص: ۱۳۰] ۔لیکن حزب اللہ لبنانی کے گھناؤنے جرائم، قتل وغارت اور دہشت گردی کی وارداتوں کی وجہ سے یمن کے مسلمان معاشرے میں حزب اللہ کو پذیرائی نہ مل سکی جو کہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد وافکار کی پیروکار تھی، لہٰذا اس برانچ کا نام تبدیل کر کے ''الشباب المومن'' رکھا گیا، تاکہ یہ عوام میں مقبول ہو سکے۔ یہ تنظیم نوے کی دہائی میں قائم کی گئی۔ [اس تنظیم کے

قیام کی تفصیل دیکھیے کتاب: الحرب فی صعدة، ص:۲۶۔ الزہر والحجر، ص:۱۲۹]۔ اس تنظیم میں شیعہ کے زیدی فرقے کے افراد بھی بھرتی کیے گئے جو کہ اپنے زیدی عقائد ترک کر کے اثنا عشریہ عقائد کو قبول کر چکے تھے یا وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے دھوکہ دہی سے اس نئی تنظیم میں شامل ہو گئے، تاکہ ایرانی شیعہ کے اثنا عشری عقائد کو یمن میں فروغ دیا جا سکے۔

اس تنظیم میں شامل ہونے والوں میں سرفہرست حسین [یہ شخص ۱۰۔ستمبر ۲۰۰۴ء کو چھیالیس سال کی عمر میں قتل ہو گیا]۔ بدرالدین الحوثی اور اس کا والد بدرالدین الحوثی ہے۔ [بدرالدین ابھی تک زندہ ہے اور اس کی عمر ۸۵ سال ہے۔] [قطیف کا رہائشی حسن الصفار شیعہ اس شخص کا شاگرد ہے۔ حسن الصفار نے بدرالدین شیعہ مذہب کی سند اور اجازت لی ہوئی ہے۔ اس بات کی تصدیق حسن الصفار کے انٹرنیٹ پر موجود تعارف سے بھی ہوتی ہے۔ اب اس جماعت کی دہشت گردی کی کاروائیوں کے بعد استاد شاگرد کے اس رشتے کو ویب سائٹ سے حذف کر دیا گیا ہے۔] یہ اصل میں جارودیہ [جارودیہ، شیعہ کے زیدی فرقے کا ایک ذیلی فرقہ ہے جو شیعہ کے اثنا عشری فرقے کے سب سے قریب سمجھا جاتا ہے بلکہ شیعہ کا شیخ المفید صرف فرقہ امامیہ اثنا عشریہ اور جارودیہ ہی کو شیعہ شمار کرتا ہے۔] دیکھیے اوائل المقالات، ص:۳۹۔

(یہ وہ بدبخت فرقے ہیں جو حضرت ابوبکر الصدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کا انکار کرتے ہیں اور ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کا اشارہ کیا تھا اور اسے عام لوگوں میں بیان کیا تھا، لیکن امت اسلامیہ نے یہ حق حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دے کر کفر وارتداد کا ارتکاب کیا۔ یہ فرقے صحیحین، صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر سنت نبوی پر مشتمل کتب کا انکار کرتے ہیں جن میں صحابہ کرام کی روایات مروی ہیں۔ دیکھیے: القفاری کی کتاب اصول مذہب الشیعة اثنا عشریة: ۱/۵۱۔ محمد عیط کا مضمون الحوثی و مستقبل الفتنة المجهول، جسے ''الرشد'' اخبار نے ۲۵۔اپریل ۲۰۰۵ء کو شائع کیا ہے۔) جارودیہ فرقے کے افراد تھے جو

زیدیہ جارودیہ سے جعفریہ اثنا عشریہ میں بہت پہلے ہی شامل ہو گئے تھے اور اپنے عقائد کو مزید پختہ کرنے کے لیے یہ شخص ایران گئے، تا کہ وہاں کے شیعہ مذہب مکتب سے مزید تعلیم حاصل کر سکیں۔

کچھ لوگوں نے جو اس کی تبلیغ کے اثر سے اثنا عشریہ فرقے میں شامل ہوئے تھے وہ اس مذہب جارودیہ چھوڑ کر اثنا عشری مذہب کی تاریخ ۱۹۹۷ء بیان کرتے ہیں۔ [دیکھیے الزھر والحجر ''التمرد الشیعی فی الیمن'' مولفہ عادل الاحمدی، ص: ۱۳۸]

اس کے بعد یمن کے زیدی علما نے الحوثی سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور اس کی تنظیم سے مکمل بے زاری کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں انھوں نے ایک اعلان جاری کیا جسے ''زیدی علماء کا بیان'' کہا گیا۔ اس میں انھوں نے حوثی کے دعوی کی شدید تردید کی اور اہل بیت اور زیدی فرقے کے بارے میں اس کے گمراہ کن عقائد کا زبردست رد کیا۔ [اس بیان کی تفصیل مذکورہ بالا کتاب میں ص: ۲۵۳-۳۴۹ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس الحوثی کی ترغیب پر اثنا عشری فرقے میں داخل ہونے والوں میں قاضی احمد الشامی بھی شامل ہے جو ''حزب الحق'' تنظیم کا جنرل سیکرٹری ہے۔ اور حوثی اس شخص کے زیر سایہ اپنا کام کر رہا ہے۔]

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ مہدی منتظر کے خروج سے پہلے کئی تمہیدی انقلاب آئیں گے۔ ایرانی شیعہ محقق علی الکورانی [دیکھیے علی الکورنی کی کتاب: عصر الظہور، ص: ۱۱۵-۱۲۰۔ اور دیکھیے مجلسی کی کتاب بحار الانوار: ۵۲/۳۸۰] کے مطابق اس انقلاب کا لیڈر زید بن علی کی اولاد سے ہو گا۔ اور روایات شیعی میں اس کا نام حسن یا حسین بتایا گیا ہے۔ وہ انقلابی لیڈر یمن سے نمودار ہو گا اور اس کا ظہور ''کرعہ'' نامی بستی سے ہو گا جو صعدہ کے قریب واقع ہے۔

علی الکورانی کے اس بیان میں الحوثی کے انقلاب کی حمایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی مدد کی ترغیب دلائی گئی ہے، کیوں کہ یہ ان کے عقیدے کے مطابق امام مہدی منتظر کے انقلاب کی تمہید ہے؟

حوثی جن نظریات وافکار کی تبلیغ کرتا ہے اور جنھیں وہ اپنے مقالات اور خطابات میں

بیان کرتا ہے وہ امامت، وصیت اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت پر مشتمل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے دشمنی، خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین سے شدید عداوت اس کا ایمان ہے، کیوں کہ اس عقیدے کے مطابق اصل بگاڑ ان ہی حضرات کی وجہ سے ہوا تھا۔

حوثی شرعی علوم سے کنارہ کشی کی دعوت بھی دیتا ہے، کیوں کہ ان علوم کی نشر واشاعت علمائے اہل سنت والجماعت نے کی ہے۔ [دیکھیے کتاب: ''الحرب فی صعدۃ، مولفہ الصنعانی، ص: ۱۶-۱۷]

لہٰذا بدرالدین الحوثی اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے: ''میں صحابہ کے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہوں، میرا ایمان ہے کہ وہ سب کافر ہو گئے تھے، کیوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی مخالفت کی تھی۔'' [اس عقیدے کا اظہار حوثی ابوجعفر المخوت کے ساتھ ایک انٹرویو میں کیا ہے جسے شیعی ویب سائٹ ''المعصومین الاربعۃ عشر'' پر دیکھا جاسکتا ہے۔]

حوثی نے مزید جرأت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خُمس کا مال حکومت سے وصول کر کے اس کے حوالے کرنا واجب ہے۔

حوثی کے یہ پراگندہ نظریات اثنا عشریہ شیعہ کے نجس عقائد کی صرف ایک جھلک ہے حوثی اثنا عشریہ مذہب میں کس قدر غرق ہو چکا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے کربلا کی مٹی منگوائی ہے اور اس پر سجدہ کرتا ہے، تاکہ اپنی مکمل اتباع کا اظہار عوام کے سامنے کر سکے۔ [دیکھیے: الحرب فی الصعدۃ، ص: ۳۹، حوثی کے عقائد اور مقالات کی تفصیل کے لیے مذکورہ بالا کتاب کا ص: ۶۵ سے ص: ۱۳۳ کا مطالعہ کریں۔ نیز ''النباء الیقین فی کشف حقیقۃ حسین بدرالدین'' دیکھیں جو ''مفکرۃ الاسلام'' کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔]

پہلے پہل حوثی اور اس کے بیٹے ''حزب الحق'' نامی تنظیم کے تحت کام کرتے تھے جو کہ زیدی شیعہ کی سیاسی تنظیم ہے، لیکن بعد میں حوثی اس سے الگ ہو گیا اور اس نے ''الشباب

المومن'' کے نام سے نئی تنظیم بنالی جو کہ شمالی یمن کے شہر صعدہ میں دہشت گردی، بغاوت اور دنگا فساد کی کاروائیوں میں مشغول ہے، بلکہ ایران حوثی کو مالی، نظریاتی اور عسکری امداد فراہم کرتا ہے اور یہ ساری کوششیں یمن میں خمینی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے کی جارہی ہیں۔

اس سلسلے میں حوثی کچھ عرصہ لبنان میں بھی رہا، تا کہ لبنانی حزب اللہ کے کردار اور کاروائی کو نزدیک سے دیکھ سکے اور پھر نوے کی دہائی میں ایران بھی گیا اور وہاں سے مزید ہدایات اور تربیت لے کر ۱۹۹۷ء کے وسط میں واپس یمن آ گیا۔ [دیکھیے : الزھر والحجر ''التمر والشیعی فی لیمن'' مولفہ عادل احمدی، ص: ۱۳۴، ۱۳۵ اور کتاب ''الحرب فی الصعدۃ''، ص: ۱۰-۱۸]

صنعاء میں ایرانی سفارت خانے کے ذریعے سے حوثی کی تنظیم ''الشباب المومن'' کو جو امداد دی گئی وہ ایک رپورٹ کے مطابق ۴۲ ملین یمنی ریال ہیں۔ یہ خطیر رقم حوثی کی تنظیم اور اس کے تابع دیگر شیعی مراکز کو دی گئی جو الصعدۃ شہر میں ایرانی مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ [دیکھیے مذکورہ بالا کتاب کا ص: ۱۷۳]

یہ امداد ان رقوم کے سوا ہے جو حوثی کو شیعہ مؤسسات اور ادارے بھیجتے ہیں، مثلاً ایرانی شہر ''قم'' کا ادارہ ''مؤسسۃ الصارین'' لندن کا ''مؤسسۃ خوئی'' کویت کا ''موسسۃ الثقلین'' اور لبنانی حزب اللہ کے تابع ادارے۔ ان کے علاوہ دیگر کئی شیعہ ادارے اور تنظیمیں بھی حوثی کو امدادی رقوم کی ترسیل جاری رکھتی ہیں۔ [دیکھیے الزھر والحجر ''التمر د الشیعی فی الیمن''، ص: ۱۷۲]۔

یمنی حکومت کے قریبی ذرائع نے یہ بات بیان کی کہ الصعدۃ کی لڑائی کے دوران اور اس سے پہلے حوثی کی مدد کے لیے سعودی شیعہ بھی مالی امداد بھیجتے رہے ہیں۔ [دیکھیے اخبار ''الوطن القطریۃ'' ۱۷۔ ستمبر ۲۰۰۴ء کا شمارہ۔]

اسی لیے یمن کے رئیس علی عبداللہ صالح نے بھی ایک خطاب میں شیعہ اور ایرانی

حکومت کی طرف سے حوثی کو ملنے والی امداد کی طرف اشارہ کیا، کیوں کہ حوثی کی تنظیم کو اتنی بھاری مقدار میں مالی اور عسکری امداد اندرون یمن سے ملنا ممکن ہی نہیں۔ عسکری امداد کی صورت یہ تھی کہ عراقی شیعہ اور ایرانی انقلابی گارڈز کے افراد یمن میں قتل وغارت کے مظاہروں اور دہشت گردی کی وارداتوں کے لیے تربیت دینے کے لیے یمن آتے رہے ہیں۔[دیکھیے: الزھر والحجر ''التمرد الشیعي في الیمن'' ص:۱۷۶۔]

چناں چہ ''اخبار الیوم'' روزنامہ اپنے ایک شمارے میں لکھتا ہے کہ حوثی کے کارکنان میں سے گرفتار ہونے والوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ ایرانی انقلابی گارڈز اور عراقی شیعہ کے معسکرات میں دہشت گردی کی تربیت لیتے رہے ہیں۔[دیکھیے: انور قاسم الخضری کا مضمون ''تمرد الحوثي في الیمن'' صاحب مضمون ''مرکز جزیرہ عربیہ برائے تحقیق وبحوث'' کا چیئرمین، اور یمنی اخبار ''الرشد'' کا چیف ایڈیٹر ہے۔ نیز دیکھیے ''مجلة البیان''۔ ''الاتحادی الاستراتیجی'' رپورٹ ملاحظہ فرمائیں جو ۱۴۲۷ ہجری کو نشر کی گئی، ص: ۳۱۹-۴۱۹۔

یمنی عدالت عالیہ نے جاسوس یحیٰ حسین الدیلمی کو سزائے موت سنائی جب کہ اس نے اپنی گرفتاری کے بعد ایرانی حکومت کے لیے خفیہ رازوں کے حصول کے لیے جاسوسی کرنے کا اعتراف کرلیا تھا۔ اس نے حوثی کی تنظیم اور ایرانی انٹیلی جینس کے روابط کا اقرار بھی کیا تھا۔ [دیکھیے: اخبار ''الحیلة اللندیة، ۳۰۔مئی ۲۰۰۵ء کا شمارہ، اسی طرح سعودی عرب کا اخبار ''الوطن'' ۳۰۔مئی ۲۰۰۵ء کا شمارہ نمبر ۱۷۰۴، لیکن فی الحال اس کو معافی دے دی گئی ہے اور اس کی سزائے موت میں تبدیلی کر کے سزا میں تخفیف کر دی گئی ہے۔] جو ایرانی شیعی حکومت کی یمن میں سیاسی مداخلت اور شیعہ گروپوں کو حکومت مخالف کاروائیوں پر ابھارنے کی سرپرستی کی دلیل ہے۔ عدالت کا یہ فیصلہ یمنی حکومت کی طرف سے ایک طرح باقاعدہ اعلان تھا کہ ایران صعدہ شہر کی لڑائی میں حوثی کی ہر طرح کی خفیہ مدد کر رہا ہے۔

حوثی نے بھی آہستہ آہستہ اپنا تعلق حزب اللہ کے ساتھ ظاہر کرنا شروع کر دیا وہ کبھی حزب اللہ کی تعریف کرتا اور کبھی اسے شان دار، قابل اتباع مثال قرار دیتا ہے حتیٰ کہ اب وہ

اپنے بعض مراکز اور مظاہرات میں حزب اللہ لبنانی کے جھنڈے بھی لہرانا شروع ہوگیا ہے۔
[دیکھیے : انور قاسم الخضری کا مضمون ''تمرد الحوثی فی الیمن'' اور مجلۃ البیان کی رپورٹ: تیسرا طبعہ ۱۴۲۷ھ ص: ۳۹۱-۴۱۹ بعنوان ''التقر ار الار نیادی الاستراتیجی'']

حوثی کی ان ہی ''خدمات'' کے صلے میں نجف کے حوزہ علمیہ اور ''قم'' کے حوزہ علمیہ نے دو بیان جاری کیے ہیں جس میں حوثی کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے اور اس کی تنظیم کا دفاع کیا گیا ہے، جب کہ حوثی کی بغاوت اور دہشت گردی میں رکاوٹ بننے والی یمنی حکومت کی پالیسیوں پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ اس بیان میں اثنا عشری شیعہ کی تنظیم کو یمن میں مکمل آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دینے کا پرزور مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

حوزہ علمیہ کا یہ بیان حوثی کی تنظیم کے ساتھ گہرے تعلقات کی واضح دلیل ہے۔ خصوصاً جب کہ ان حوزہ علمیہ کو عراق میں سنی مسلمانوں کے قتل وغارت اور نسلی فسادات کے خلاف بیان دینے کی کبھی توفیق نہیں ہوئی۔ اور انھوں نے جیش المہدی اور لشکر بدر کے ہاتھوں عراقی سنی مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کے لیے بھی کوئی بیان جاری نہیں کیا۔ [حوزہ علمیہ النجف اور قم کا بیان ''الحرب فی الصعدۃ'' کتاب کے ص: ۱۱۱-۱۰۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اسی طرح الزہر والبحر کے ص: ۲۸۱ کو دیکھیں، نیز یمن کے علمائے کرام اور نجف اور قم کے بیانات پر رد بھی اسی کتاب کے ص: ۳۰۵ پر دیکھیں۔ نیز کتاب ''الحرب فی صعدۃ'' کے ص: ۱۱۱-۱۱۴ پر دیکھیں]

لبنانی حزب اللہ کے اعلانیہ اور خفیہ اغراض ومقاصد کیا ہیں؟

۱۔ حزب اللہ، اسرائیل کے لبنان پر قبضے کے خلاف اسلامی مزاحمتی تحریک ہے۔

۲۔ حزب اللہ فلسطین میں واقع اسلامی مقدس مقامات کی آزادی کے لیے برسر پیکار ہے، لیکن حزب اللہ کے یہ نمائشی نعرے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے، مسلمانوں کی اخلاقی اور مالی امداد وصول کرنے اور اپنے خفیہ منصوبوں کی پردہ پوشی کے لیے ہیں۔ حزب اللہ ایرانی مالی وسائل کے ذریعے سے لبنانی عوام کو بہت سارے فلاحی

منصوبے دینے میں کامیاب ہوگئی ہے جس سے حزب اللہ کی عوامی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔

جب کہ حزب اللہ کے خفیہ مقاصد واہداف یہ ہیں۔

(۱) لبنان میں شیعہ مذہب کی نشر واشاعت کرنا۔

(۲) لبنان میں شیعہ کو ہمیشہ کے لیے مضبوط مقام دلانا۔

(۳) لبنانی اقتدار میں غلبہ حاصل کرنا۔

(۴) ایرانی مفادات کی تکمیل کے لیے علاقے میں فضا ہموار کرنا، تا کہ ایران جب چاہے اپنے قومی شیعی مقاصد کے حصول کے لیے با آسانی کاروائی کر سکے۔ اسی لیے لبنانی حکومتی ڈھانچے کو کاری ضربیں لگائی گئی ہیں اور لبنان کو اسرائیل کے ساتھ جنگ میں [illegible] دیا گیا ہے، تا کہ لبنان حزب اللہ کا تسلط اور غلبہ یقینی ہو سکے۔ شیعہ کی یہ کاروائی ایرانی شیعی انقلاب کو اسلامی ممالک میں فروغ دینے کی ایک کوشش ہے، تا کہ شیعہ مذہب کے پیروکار ممالک کا قیام عمل میں آسکے، جیسا کہ وہ خفیہ منصوبہ سازی کرتے رہتے ہیں اور ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بھرپور کوششیں بھی کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ ان کافروں کے مکروفریب اور سازشوں کو باطل کر کے چھوڑے گا۔ ان شاء اللہ۔

لبنانی حزب اللہ کا خمینی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟
خمینی کون ہے؟ خمینی کے عقائد کیا ہیں؟

حزب اللہ کا خمینی سے وہی تعلق ہے جو روح کا جسم کے ساتھ ہے۔ حزب اللہ نے خمینی ہی سے سیاست کا اسلوب سیکھا ہے اور خمینی ہی کے قائم کیئے ہوئے منہج کے مطابق عالم اسلام میں شیعہ مذہب کو غالب کرنے کی کوششیں کرتی ہے۔ خمینی حزب اللہ اور اس کے اراکین کا روحانی اور سیاسی راہ نما ہے۔ اس نے ایرانی شیعہ کے متعدد مسؤل متعین کیے، تا کہ وہ لبنانی حزب اللہ کی لحہ بہ لحہ کارگردی اپنے روحانی قائد تک پہنچاتے رہیں۔ خمینی نے اپنی

دفاعی مجلس [خمینی کی دفاعی مجلس اعلیٰ ان افراد پر مشتمل ہے، علی الخامنہ ای، علی اکبر ہاشمی رفسنجانی اور محسن وفائی۔ یہ تینوں افراد حزب اللہ کی کاروائیوں اور ان کی امدادی ضروریات کا براہ راست انتظام کرتے ہیں] اعلیٰ کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ براہ راست حزب اللہ کی سرپرستی کرے اور خمینی کی ہدایات و احکامات حزب اللہ تک پہنچائے، لہٰذا حزب اللہ کا لیڈر خمینی ہی مقرر کرتا تھا۔ [دیکھیے: ''الشراع'' میگزین کی حزب اللہ کے متعلق فائل، ۱۷۔ مارچ ۱۹۸۶ء ص: ۱۹، بحوالہ أمل وحزب اللہ، مولفہ توفیق المذہبی، ص: ۱۴۰، ۱۴۱]

ایک ایرانی ویب سائٹ نے انٹرنیٹ پر ایک نادر شرعی ذمہ داری پر مشتمل بیان جاری کیا ہے جو خمینی نے حسن نصر اللہ کو اپنا لبنانی وکیل بنا کر دیا تھا، کیوں کہ خمینی شیعہ کا دینی مذہبی راہ نما تھا۔ اس بیان کے مطابق خمینی نے حسن نصر اللہ کو یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ شرعی مسائل میں لوگوں کی راہ نمائی کرے، زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جمع کر کے خود لوگوں میں تقسیم کرے، کیوں کہ لبنانی شیعہ کا دینی اور روحانی راہ نما حسن نصر اللہ ہے جو خمینی کا وکیل ہے۔

جب کہ ایک اور سائٹ جسے ایرانی گارڈز کا سابق راہ نما محسن رضائی چلاتا ہے اس نے یہ وضاحت کی ہے کہ ۱۹۸۱ء میں خمینی نے حسن نصر اللہ کا شاندار استقبال کیا، جب کہ حسن نصر اللہ ۲۱ سال کا جوان رعنا تھا۔ اس کے ساتھ شیعہ تنظیم ''أمل الشیعہ'' کے کچھ دیگر قائدین بھی تھے۔ یہ ملاقات تہران کے شمال میں حسینیہ جماران نامی جگہ پر ہوئی تھی۔

سائٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خمینی نے حسن نصر اللہ اور اس کے ساتھیوں کو پیغام دیا کہ وہ عنقریب ایرانی مدد سے لبنانی افواج کو شکست دینے کے قابل ہو جائیں گے۔

اسی ملاقات میں خمینی نے حسن نصر اللہ کو شرعی سرٹیفکیٹ جاری کیا کہ وہ لوگوں سے خمس، زکوٰۃ، کفارات کی ادائیگی کا مال وصول کرنے اور دیگر شرعی احتسابات اور مسائل کے حل کا ذمہ دار ہے۔ وہ اپنی صوابدید پر ان اموال کو شیعہ مذہب کی نشر واشاعت میں خرچ کر سکتا ہے۔ خمینی کی طرف سے حسن نصر اللہ کو ملنے والا یہ سرٹیفکیٹ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جو حسن نصر اللہ کے مقام کی وضاحت بھی کرتا ہے، کیوں کہ عموماً خمینی شیعہ علماء کو اس قسم کے سرٹیفکیٹ

جاری رکھنے میں نہایت محتاط تھا۔ لیکن حسن نصر اللہ کو ملنے والا سرٹیفکیٹ خمینی کے حسن نصر اللہ پر بے پناہ اعتماد کا اظہار ہے۔

کتاب کے آخر میں ملحق ضمیمہ جات میں آپ وہ عربی عبارت بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

جس میں خمینی کی طرف سے دی جانے والی اجازت اور سرٹیفکیٹ کا تذکرہ ہے۔ ایران میں رائج ہجری شمسی کیلنڈر کے مطابق اس کی تاریخ بھی درج ہے۔ اس سرٹیفکیٹ میں خمینی نے حسن نصر اللہ کو ''حجۃ الاسلام الحاج سید حسن نصر اللہ'' کا لقب دیا ہے۔ یہ لقب شیعہ کے حوزہ علمیہ کے نزدیک بلند ڈگری اور اعلیٰ ترین علمی منصب کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

خمینی کی موت کے بعد ایرانی انقلاب کا مرشد علی خامنہ ای بنا۔ اب وہی شیعہ کا ولی اور فقیہ ہے۔ حزب اللہ اسی سے دینی اور سیاسی راہ نمائی لیتی ہے۔ ایرانی انقلاب کے موجودہ مرشد علی خامنہ ای نے لبنان میں شیعہ کے دینی اور احتسابی امور کے لیے شیخ محمد یزبک اور حسن نصر اللہ کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ یہ دونوں افراد علی خامنہ ای کی نیابت کرتے ہوئے شیعہ آبادی سے تمام شرعی حقوق وصول کریں گے اور شیعہ مفادات میں خرچ کریں گے۔ یہ دونوں افراد اپنے نائبین بھی مقرر کر سکیں گے۔ [دیکھیے ''السفیر'' اخبار مورخہ ۱۸۔۵۔۱۹۹۵ء]

خمینی وہ شخص ہے جس نے شیعہ میں ولائت فقیہ کے عقیدے کی بنیاد رکھی اور اس نظریے کی ترویج میں بھرپور کوشش کی۔ [خمینی انقلاب کی ابتدا میں بعض سنی مسلمانوں نے خمینی کے پرفریب نعروں اور گمراہ کن اعلانات کے دھوکے میں آ کر اس کی پرزور حمایت کی تھی۔ خمینی اپنی جلاوطنی میں اسلامی انقلاب اور اسلامی اتحاد نیز مقدس مقامات کی آزادی، جیسے دلکش نعرے لگایا کرتا تھا، مگر جب اس کی حکومت ایران میں قائم ہوگئی تو اس کا اصلی خونخوار چہرہ بے نقاب ہوگیا۔ اس نے حکومت سنبھالتے ہی سنی علماء کو قتل کروا دیا اور بے گناہ سنی مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا۔ قتل ہونے والے سنی علماء میں سے جناب احمد مفتی زادہ کا نام نہایت معتبر ہے۔ ان کا گناہ صرف اتنا تھا کہ انھوں دارالحکومت تہران میں سنی مسلمانوں کے لیے مسجد کی تعمیر کی اجازت مانگی تھی۔ ان کے اس ''جرم عظیم'' کی پاداش میں انھیں جیل میں ڈال دیا گیا

جہاں وہ ظلم وستم کی چکی میں پستے ہوئے شہید ہو گئے۔

ان کا جرم اس دارالحکومت میں تھا جس میں یہودیوں کے معبد خانے، عیسائیوں کے گرجے، مجوسیوں کے معبد خانے اور زرتشت کے پیروکاروں کے عبادت خانے وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اس طرح تہران دنیا کا وہ انوکھا دارالحکومت ہے جہاں ہر مذہب کے عبادت خانے موجود ہیں، لیکن سنی مسلمانوں کے لیے مسجد موجود نہیں ہے، بلکہ اسے بنانے کا مطالبہ کرنا بھی جرم عظیم ہے۔

خمینی وہ شخص ہے جو اپنے خطابات میں امریکہ کو ''شیطان اکبر'' کہہ کر للکارتا رہتا تھا، لیکن اندر خانے نہایت بے شرمی کے ساتھ امریکی اسلحہ بارود بھی خریدتا رہا، جیسا کہ ایران عراق جنگ کے دوران اس نے کیا۔

امریکی صدر ریگن کے دور میں اس خفیہ تجارت کو ''ایران گیٹ'' کا نام دیا گیا تھا۔ اسی طرح سنڈے ٹائمز نے ۲۶۔۷۔۱۹۸۱ء کی اشاعت میں ایک نقشے کی مدد سے وضاحت کی کہ کس طرح ارجنٹائن کا طیارہ اسرائیلی اسلحہ ایران کو سپلائی کرتا رہا ہے۔ ایران اور اسرائیل کی اسلحے کی تجارت کی تحقیق جامعہ الدول العربیہ کے محققین نے بھی کی ہے، لہٰذا اس یونیورسٹی سے شائع ہونے والی خصوصی رپورٹ میں اس گہرے تعاون کو واضح کیا گیا ہے، نیز خلیجی ممالک کو ایرانی خطرے سے متنبہ کیا گیا ہے۔ ایران کا یہ گھناؤنا کردار، اس کے بیت المقدس کو اسرائیلیوں سے آزاد کرنے کے گمراہ کن نعروں کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہے۔

یونیورسٹی کی رپورٹ دیکھیے بحوالہ (ق ۴۷۱۵۔د۔ع ۸۸۔ج ۳۔۲۲۔۹۔۱۹۸۷ء)

ایران اسرائیل تعلقات کی گہرائی کو سمجھنے کے لیے اور ان کی اسلحے کی تجارت کی تفصیل کے لیے دیکھیے: شیخ محمد مال اللہ کی کتاب ''موقف الشیعہ من أہل السنۃ''، ص: ۱۲۶ اور اس کے بعد والے صفحات۔

اس کے علاوہ جناب سنی سلامہ اور حافظ عبدالالہ کی مشترکہ کتاب ''التعاون التسلیحی الایرانی الصھیونی عرض وتحلیل'' کا مطالعہ کریں] شیعہ کے نزدیک خمینی وہ معتبر فقیہ ہے جسے

غائب امام کے نائب ہونے کے لحاظ سے امام کے تمام اختیارات حاصل ہیں۔ سوائے جہاد اکبر کے۔ یاد رہے کہ خمینی کے اس نظریے کی شیعی مذہب میں کوئی بنیاد اور دلیل موجود نہیں ہے۔

خمینی مذہب وعقیدے کے لحاظ سے رافضی اثنا عشری شیعہ تھا۔ خمینی کا عقیدہ تھا کہ شیعہ کے آئمہ تمام انبیائے کرام اور رسولوں سے افضل و برتر ہیں۔ وہ کہتا ہے ''امام کو وہ مقام محمود اور بلند درجہ اور ایسی تکوینی خلافت وحکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم واقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے اور ہمارے مذہب شیعہ کی ضروریات اور یقینی امور میں سے ہے کہ ہمارے آئمہ کو جو مقام ومرتبہ حاصل ہے اسے کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پاسکتا'' [دیکھیے: خمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' طبعہ موسسۃ تنظیم ونشر تراث الامام الخمینی، طبعہ رابعہ، ص: ۷۵]

خمینی وحدت الوجود کا بھی قائل ہے، لہٰذا وہ بیان کرتا ہے، ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلقات کے مختلف اطوار ہوتے ہیں۔ کبھی وہ ہم ہو جاتا ہے اور کبھی ہم وہ ہو جاتے ہیں۔ حالاں کہ وہ وہ ہے اور ہم ہم ہیں۔ [دیکھیے: خمینی کی کتاب ''شرح دعاء السحر'' ص: ۱۰۳]

خمینی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں زبردست گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے منکر ہونے کا برملا اظہار کرتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت ومشیت کے تحت حکمرانی حضرت عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہما اور یزید رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی تھی۔

لہٰذا جس رب نے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعی کو حکومت عطا فرمائی، خمینی اس رب سے لاتعلقی اور براءت کا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ ''ہم اس اللہ کی عبادت کرتے ہیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ اس کے تمام کام پختہ عقل پر مبنی ہیں اور وہ عقل کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔ ہم ایسے اللہ کو نہیں مانتے جو الوہیت، عدل وانصاف اور دین داری کی بہت بلند اور شان دار عمارت بنائے اور پھر یزید، معاویہ اور عثمان، جیسے ظالموں کو حکومت دے کر اپنی ہی بنائی عمارت کو برباد کردے۔ وہ اللہ جو نبی کریم کے بعد تا قیامت

آنے والے حکمرانوں کی تعین بھی نہ کرے، تاکہ ظلم وجور کی حکومتوں کی تشکیل میں اس کا تعاون نہ ہو۔ ہم ایسے اللہ کو نہ مانتے ہیں نہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ [دیکھیے: خمینی کتاب ''کشف الاسرار'' ص: ۱۱۶] (نعوذ باللہ)

خمینی کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے اعمال نامے شیعہ مہدی کو پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا وہ اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے۔ ''شیعی روایت کے مطابق ہمارے اعمال نامے ہر ہفتے دو مرتبہ امام صاحب الزمان سلام اللہ علیہ کو پیش کیے جاتے ہیں۔ [دیکھیے: کتاب ''المیعاد فی نظر الامام الخمینی'' ص: ۳۶۸] خمینی وہ بد بخت شخص ہے، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت وتبلیغ میں ناکام ہو کر گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے: ''انبیاء میں سے ہر نبی دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے آیا، اس کی آمد کا مقصد دنیا میں عدل کا نظام قائم کرنا تھا، لیکن وہ کامیاب نہیں ہوسکے حتیٰ کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ انسانوں کی اصلاح کے لیے آئے تھے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے آئے تھے وہ بھی کامیاب نہیں ہوسکے۔ صرف امام مہدی منتظر ہی وہ شخص ہے جو دنیا کے کونے کونے میں عدل وانصاف قائم کرے گا اور اس کی دعوت ہر لحاظ سے کامیاب ہوگی۔'' [دیکھیے کتاب: ''مختارات من احادیث وخطابات الامام الخمینی: ۲/ ۴۲]

خمینی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین پر طعن وتشنیع کا مرتکب بھی ہے۔ لہٰذا وہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو قرآن مجید کی مخالفت کرنے کا الزام دیتا ہے۔ اور دیگر صحابہ کرام پر اتہام لگاتا ہے کہ وہ ان دونوں اصحاب سے قرآن مجید کی مخالفت پر مبنی احکامات کو قبول کر لیتے تھے۔ گویا خمینی نے تمام صحابہ کرام کو ان دو خلفائے راشدین کے احکامات کو قبول کرنے کی وجہ سے گمراہ قرار دے دیا ہے، جب کہ خمینی یہ بھول گیا کہ ان صحابہ کرام میں آل بیت رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ [دیکھیے: خمینی کی کتاب، کشف الاسرار، ص: ۱۲۲]

اہل سنت مسلمانوں کو خمینی ناصبی قرار دیتا ہے۔ [ناصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اہل بیت

رحمھم اللہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہو، لیکن شیعہ کے نزدیک ہر سنی مسلمان ناصبی ہے۔
ان کے اس عقیدے کا اقرار شیعہ کے علامہ حسین الدرازی نے اپنی کتاب ''المحاسن النغسانیہ فی اجوبۃ المسائل الخراسانیۃ'' ص: ۱۴۷ پر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ ''آئمہ شیعہ کی روایات کھلم کھلا اعلان کر رہی ہیں کہ ان کے نزدیک ناصبی سے مراد سنی مسلمان ہے۔'' پھر اسی صفحے پر لکھتا ہے۔ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ ناصبی سے مراد اہل سنت ہیں'' صدوق نے معتبر سند سے ''علل الشرائع'' نامی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ امام صاحب نے فرمایا: ''ناصبی وہ نہیں جو ہم اہل بیت سے دشمنی کرے، کیوں کہ تمھیں ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو کہتا ہو کہ میں محمد اور آل محمد کا دشمن ہوں، لیکن اصل میں ناصبی تو وہ ہے جو تم سے دشمنی رکھتا ہو، حالاں کہ اسے علم ہے کہ تم ہمارے دوست ہو، ہم سے محبت کرتے ہو اور تم ہمارے شیعہ ہو۔''] خمینی کے نزدیک سنی مسلمان پلید ہیں اور ان کے مال شیعہ کے لیے حلال ہیں، لہٰذا وہ کہتا ہے: ''مضبوط ترین بات یہ ہی ہے کہ ناصبی کا حکم جنگ کرنے والے کافروں کا ہے۔ ان سے غنیمت ملنے والا حلال ہے۔ اس میں سے خمس نکالا جائے گا، بلکہ ان کے اموال کا ظاہری حکم تو یہ ہے کہ جہاں بھی ملیں انھیں لے لیا جائے اور اس میں خمس نکالا جائے۔
[دیکھیے اس کی کتاب: ''تحریر الوسیلہ'' ص: ۱/۳۱۸]

خمینی یہ بھی کہتا ہے: نواصب اور خوارج، ان پر اللہ کی لعنت ہو، یہ دونوں گروہ نجس ہیں۔ اس میں کوئی توقف کرنے کی ضرورت نہیں۔'' [دیکھیے اس کی کتاب: تحری الوسیلۃ: ۱/۱۰۷]

خمینی کے کفریات اور خرافات کی فہرست بڑی طویل ہے۔ تفصیل کے لیے ڈاکٹر زید العیص کی کتاب ''الخمینی والوجہ الآخر'' (خمینی کا دوسرا رخ) وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں یا انٹرنیٹ پر درج ذیل ویب سائٹ پر خمینی کا حقیقی مکروہ چہرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(http:www.Khomainy.com)

لبنانی حزب اللہ کا ایران سے کیا تعلق؟

ایران، حزب اللہ کی شہ رگ ہے۔ ایران، حزب اللہ کا ہیڈ آفس ہے جہاں سے اسے ہدایات اور احکامات دیئے جاتے ہیں، جب کہ حسن نصر اللہ ایران اور لبنان میں ایرانی ملیشیا کے درمیان رابطے کے فرائض انجام دیتا ہے۔ [دیکھیے: ''أمل وحزب اللہ فی حلبة المجاهات لتوفیق المذهبی، ص: ۱۳۹]

۵۔ مارچ ۱۹۸۷ء کو منعقدہ ایک اجلاس میں حزب اللہ کے ترجمان ابراہیم الامین نے بیان دیا کہ ''ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا جزء ہیں، بلکہ ہم لبنان میں ایران اور ایران میں لبنان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۲) [دیکھیے: ''النہار'' اخبار کا ۵۔ مارچ ۱۹۸۷ء کا شمارہ]

جب کہ حزب اللہ کا جنرل سیکرٹری حسن نصر اللہ کہتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ایرانی حکومت ایسی مملکت ہے جو اسلامی قانون کے مطابق احکامات جاری کرتی ہے اور وہ ایسی حکومت ہے جو مسلمانوں اور عربوں کی مدد گار ہے۔ اور ہمارا ایرانی حکومت سے رشتہ باہمی تعاون کا رشتہ ہے۔ ایرانی حکمرانوں کے ساتھ ہمارے گہرے قلبی تعلقات ہیں اور ہم پرانی حکومت کے ساتھ گہرے روابط میں بندھے ہیں، جیسا کہ ہماری مسلح جدوجہد کی دینی اور شرعی حمایت بھی ایران ہی میں ہے۔ [دیکھیے ''المقاوم'' میگزین، شمارہ نمبر ۳۳، صفحہ ۱۵، ۱۶۔ بحوالہ کتاب ''حزب اللہ رویة مغایرة'' ص: ۳۲]

امام مہدی مسجد کا امام الشیخ حسن طراد کہتا ہے۔ ''ایران اور لبنان کے لوگ ایک ہی قوم ہیں اور ان کا ملک بھی ایک ہی ہے۔ اور جیسا کہ ایک بڑے عالم نے فرمایا ہے: ''ہم لبنان کی اس طرح مدد کریں گے جس طرح ہم ایرانی جماعتوں اور تنظیموں کی سیاسی اور فوجی مدد کرتے ہیں۔'' [دیکھیے: النہار اخبار کا ۱۱۔ دسمبر ۱۹۸۶ء کا شمارہ]

حزب اللہ کا ترجمان ابراہیم الامین کہتا ہے۔ ''ہم امام مہدی منتظر کی روپوشی کا عرصہ گزار رہے ہیں، لہٰذا اس دور میں ہمارے قائد، عادل فقہاء ہیں۔''

یہ وہ اہم ترین خصوصیت ہے جس کے ساتھ حزب اللہ لبنانی قوم کو مرتبط کرتی ہے کہ ان کا مرجع فقیہ عادل ہے، لہٰذا حزب اللہ فقیہ عادل کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی روشنی ہی میں اپنی تحریک کو آگے بڑھاتی ہے۔ ''حزب اللہ اور ایران کے درمیان تعلقات قائم ہوں، تا کہ حزب اللہ اپنے علاقے میں ہونے والے نئے تجربے سے استفادہ کر سکے۔ (اس کا مقصد ہے کہ ایران میں خمینی کی قیادت میں ولائت فقیہ کے نظریے پر قائم ہونے والی حکومت کے تجربات سے فائدہ اٹھانا ہے اور اسرائیلی قبضے کے خلاف ایرانی امداد کا حصول ہے)۔ یہ تعلقات بڑی تیزی کے ساتھ گہرے اور مضبوط ہو گئے اور اس کے ثمرات بھی تیزی سے برآمد ہونے لگے، جس کے متعدد اسباب ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایران اور حزب اللہ دونوں ولایت فقیہ کے نظریے پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں کے نزدیک عصرِ حاضر میں خمینی ہی وہ قائد اور ولی ہے جو شیعہ کی ترجمانی کرتا ہے، لہٰذا دونوں عالمی شرعی قیادت کے اتحاد میں متفق ہو گئے۔

۲۔ ایران نے ''اسلامی'' جمہوریہ نظام حکومت کو اختیار کیا ہے جو کہ حزب اللہ کے اسلامی عقائد کے موافق ہے۔ اس طرح ان دونوں کا نظریاتی اتحاد پایا جاتا ہے، اگر چہ دونوں کے عملی نظام کی تفصیلات ان کے علاقائی حالات و واقعات کے لحاظ سے قدرے مختلف ہیں۔

۳۔ دونوں کا سیاسی اتحاد ہے۔ ایران نے ہر قسم کے استعمار کے مقابلے میں آزادی کی کوششیں کی ہیں اور آزادی کی تحریکوں کو ہر طرح کی مدد فراہم کی ہے۔ خصوصاً اسرائیلی قبضے کے خلاف ایران نے مدد دی ہے۔ حزب اللہ بھی اسرائیلی قبضے کے خلاف جدوجہد کرنے اور غیر ملکی استعمار کے خلاف لڑنے کے خواب دیکھتی ہے جس سے دونوں کے درمیان سیاسی اتحاد قائم ہو گیا ہے۔

۴۔ ایران اسلامی نظام کی عملی تطبیق کی زندہ مثال ہے۔
ایسا نظام جس کی خواہش ہر پکا مسلمان کرتا ہے......

حتیٰ کہ نعیم قاسم نے یہ بھی کہا کہ ''جیسا کہ حزب اللہ نے مزاحمت کا شان دار تجربہ کیا ہے۔ جس نے ایرانی حکومت اور ایرانی عوام کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ جب حزب اللہ نے جنوبی لبنان اور البقاع مغربی کو آزاد کرایا جس میں ایران کی نہایت مؤثر مدد بھی شامل تھی تو حزب اللہ نے اپنے اعلان کردہ ہدف کو حاصل کر لیا، جس کے لیے اس نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ اس طرح ایران نے بھی مجاہدین کی مدد کر کے غیر ملکی فوجی قبضے کو ناکام بنا کر اپنا مطلوبہ ہدف حاصل کر لیا۔ یہ حزب اللہ کی کامیابی تھی، لبنان کی فتح تھی اور ایران کی فتح تھی۔''

اسرائیلی دشمنی اور اس کے خلاف جہاد کے نعرے لگانے والا ایران کس قدر جھوٹا اور فریبی ہے۔ اور اسرائیل کے خلاف حملے کرنے کے اعلانات کس قدر گمراہ کن اور دھوکے پر مبنی ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لیے کہ کیسے ایران نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہوئی ہے۔ ایک یہودی صحافی یوسی ملیمان کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں ''ہر صورت میں یہ ناممکن ہے کہ اسرائیل ایرانی ایٹمی تنصیبات پر حملہ آور ہو، کیوں کہ بہت سارے انٹیلی جینس افسران نے اس بات کی تاکید کی ہے ایران اسرائیل کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا، باوجود کہ وہ زبانی کلامی اسرائیل کے خلاف جنگ کے اعلانات کرتا رہتا ہے، بلکہ زیادہ احتمال یہ ہی ہے کہ ایرانی ایٹمی تنصیبات کا رخ عرب ممالک کی طرف ہے اور وہ ہی ان کا نشانہ ہیں۔'' [بحوالہ لاس اینجلس ٹائمز..... الانباء اخبار کا شمارہ نمبر ۷۹۳۱]

مذکورہ بالا یہودی بیان کی تصدیق وتائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حزب اللہ کو ایک مستقل سیاسی اور نظریاتی لائحہ عمل کی ضرورت ہے جو ایرانی نقطہ نظر سے مختلف اور عربی اسلامی خصوصیات کا حامل ہو۔ اسے ایسے سیاسی تجربات کی ضرورت ہے جس کے علاقائی سطح پر گہرے تاریخی اثرات موجود ہوں اور اسے ایسے تنظیمی ڈھانچے کی ضرورت ہے جس میں فی زمانہ رائج تمام آلات موجود ہوں، تاکہ حزب اللہ اپنے قدم جما سکے۔ [یہ بیان ڈاکٹر غسان الغری کا ہے، جو لبنانی یونیورسٹی میں سیاسیات کے استاذ ہیں۔ انھوں نے یہ بات اپنی کتاب ''حزب اللہ من الحلم الایدیولوجی الی الوقعیۃ السیاسیۃ'' ص: ۹ پر لکھی ہے]

ابتداء ہی سے ایران نے حزب اللہ کی تنظیم سازی میں بھرپور بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ اَمل الشیعہ کے ایک قائد اور حزب اللہ کے بانی سید حسین موسوی نے اَمل الشیعہ کے لیڈر کا تحریک آزادی میں شرکت کرنا غیر اسلامی رویہ قرار دیا ہے۔ [حزب اللہ کے ''اَمل الشیعہ'' سے الگ ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہی تھی، لیکن اس بات کے غلط ہونے کی تصریح شیعہ مفتی عبدالامیر قبلان جو شیعی مجلس اعلیٰ کا ترجمان بھی ہے اس نے کی تھی۔ ''اَمل الشیعہ'' شیعہ آبادی کی ریڑھ کی ہڈی ہے، لہٰذا اَمل الشیعہ جو فیصلہ صادر کرتی ہے ہم اسے شیعہ کی مجلس اعلیٰ کا حکم سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ اس لیے اَمل جو اعلان کرتی ہے حزب اللہ اس پر کار بند ہو جاتی ہے۔'' دیکھیے: المستقبل میگزین، شمارہ نمبر ۳۴۶، مورخہ ۸۔۱۰۔۱۹۸۳ء بحوالہ اَمل والمخیمات، ص: ۱۸۴] اور کہا کہ اَمل کے لیڈر کے کردار کو غیر اسلامی قرار دینا، ایرانی قیادت کا فیصلہ ہے، کیوں کہ کسی کام کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار ایرانی اسلامی انقلاب کے قائدین کے پاس ہی ہے، جیسا کہ ہم سب تحریک اَمل الشیعہ کے چوتھے اجلاس میں مارچ ۱۹۸۲ء کو اعلان کر چکے ہیں کہ ہم ایرانی انقلاب کا اٹوٹ انگ ہیں۔

مذکورہ بالا بیان حسن نصر اللہ کے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی وضاحت کرتا ہے۔ حسن نصر اللہ نے ۱۸۔ مارچ ۱۹۹۶ء کو ''الوسط'' اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا: ''حزب اللہ کا قیام لبنانی کوششوں سے عمل میں آیا ہے۔ اس کے لیے فیصلہ بھی لبنانی عوام کا ہے اور یہ لبنانی عوام کے ارادوں ہی کی امنگ ہے، جب کہ ایرانی یا شامی کردار اس کے بعد میں شامل ہوا ہے۔''

حزب اللہ، اصل میں ایران ہی کا بیٹا ہے۔ اس بات کی وضاحت حزب اللہ کے سابقہ جنرل سیکرٹری صبحی الطفیلی کے اس بیان سے بھی ہوتا ہے کہ ''وہ ایران جمہوریہ کے دورے پر تھا جب ایرانی حکومت کے ساتھ لبنان میں مزاحمتی تحریک شروع کرنے پر ہمارا اتفاق ہوا۔ پھر حزب اللہ نے کام شروع کیا تو ہزاروں ایرانی حزب اللہ کو تربیت دینے اور ان کی مدد کرنے کے لیے لبنان آ گئے۔ (الجزیرہ چینل پر صبحی الطفیلی کا انٹرویو دیکھیں جو ۲۳۔۷۔۲۰۰۳ء کو نشر ہوا۔ مکمل بیان الجزیرہ کے انٹرنیٹ سائٹ پر دیکھا جا سکتا ہے)

ایران نے انقلابی گارڈز لبنان روانہ کیے، تاکہ حزب اللہ کے عملی قیام کو یقینی بنایا جاسکے اور حزب اللہ کے افراد کو ٹریننگ اور امداد فراہم کی جاسکے۔ اس مقصد کے لیے ۲۰۰۰ گارڈز روانہ کیے گئے۔ جنھوں نے لبنان کے البقاع علاقے اور حزب اللہ کے ٹھکانوں میں شیعہ عقائد بھی پھیلائے۔ اپنی شیعی تبلیغ کو مؤثر بنانے کے لیے انھوں نے متعدد اسپتال، مدارس اور فلاحی تنظیمیں بنائیں۔ (دیکھیے کینٹ کاٹزمان کی کتاب ''الحرس الثوری الایرانی'' ص: ۱۳۹-۱۹۲، نیز ڈاکٹر مسعود اسد الٰہی کی کتاب ''الاسلامیون مجتمع تعددی کا ص: ۳۳۰ دیکھیں)

تہران میں حزب اللہ کا مستقل آفس بھی موجود ہے۔ (دیکھیے: ڈاکٹر مسعود اسد الٰہی کی کتاب ''الاسلامیون فی متمع تعددی، ص: ۳۶) جو مختلف قسم کے میگزین اور کتابیں شائع کرتا ہے جس میں حزب اللہ کی خوب ترجمانی کی جاتی ہے اور اس کی کارکردگی بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایرانی حکومت کی طرف سے صادر ہونے والے فیصلوں اور احکامات کی پیروی بھی ان میگزین کی ذمہ داری ہے۔

حزب اللہ اپنی کتابوں میں اس نظریے کا اقرار کرتی ہے کہ ہمارے فقیہ ولی کو جنگ یا صلح کا فیصلہ کرنے کا کلی اختیار ہے۔ (دیکھیے: نعیم قاسم کی کتاب ''حزب اللہ'' ص: ۷۲، مولف حزب اللہ، نائب جنرل سیکرٹری ہے) کیوں کہ فقیہ ولی کی حکومت واقتدار کا علاقے اور وطن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ ولی فقیہ تمام ممالک کے شیعہ کا حکمران ہے۔'' اسی لیے خمینی تمام ممالک میں موجود شیعہ آبادی کی سیاسی ذمہ داریاں مقرر کیا کرتا تھا جو کسی بھی استعمار کے خلاف نبرد آزما ہوتے تھے۔'' (دیکھیے: حوالہ سابق، ص: ۷۵)

درج بالا کلام وضاحت کر رہا ہے کہ شیعہ ایران کے انقلابی لیڈر کے مکمل پیروکار ہیں اور ان کا اپنے قائد کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ وہ اپنے قائد کی تنظیموں اور اس کے مفادات کی مکمل حفاظت کرتے ہیں۔ خصوصا ایسا تحریکیں اور تنظیمیں جو براہ راست ایرانی حکومت کے تابع ہیں، جیسا کہ حزب اللہ اور اس کی ذیلی تنظیمیں ہیں۔

کیا لبنانی حزب اللہ ایران، عراق جنگ میں شریک ہوئی تھی؟
کیا حزب اللہ نے احواز کے سنی طلباء کی تحریک کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا تھا؟

۱۹۹۹ء میں ایران میں سنی طلباء کی تحریک کے دوران سکیورٹی فورسز اور طلباء کے درمیان خون ریز جھڑپیں ہوئیں۔ ان جھڑپوں میں خوزستان کے شہر احواز کے رہائشی لوگ بھی ملوث ہوئے اور بڑی قتل و غارت ہوئی۔ اس قتل و غارت کے بارے میں متعدد ذرائع اور طلباء کے قائدین کا کہنا ہے کہ سکیورٹی فورسز میں سینکڑوں کی تعداد میں شیعہ جنگجو شامل تھے۔ انھوں نے فورسز کے ساتھ مل کر طلباء تحریک کا قلع قمع کر دیا اور ایرانی عربوں کی تحریک ختم کر دی گئی۔

ایرانی سکیورٹی فورسز میں داخل ہونے والے یہ جنگجو اور ایرانی انقلابی گارڈز میں گھسنے والے یہ دہشت گرد بدر تنظیم کے عسکری ونگ کے ارکان تھے جن کا تعلق عراق میں اسلامی انقلابی مجلس اعلیٰ سے تھا۔

البتہ ان ارکان میں سے بعض کا لہجہ لبنانی اور شامی لوگوں جیسا تھا۔ جس سے ان لوگوں کی قومیت کے بارے میں سوالات اُبھرتے ہیں کہ آخر یہ لوگ کس ملک کے باشندے تھے، لیکن کچھ دن قبل اس راز کو حزب اللہ کے باپ علی اکبر محتشمی پور نے فاش کر دیا ہے۔ علی اکبر محتشمی پور شام میں ایرانی سفیر رہا ہے اور ایران کا سابقہ وزیر داخلہ ہے اور فلسطین کی تحریک آزادی کی عالمی مجلس کا جنرل سیکرٹری ہے۔ اسی شخص نے ۱۹۸۲ء کو اہل الشیعہ کے بطن سے حزب اللہ کو نکالا تھا۔ علی اکبر محتشمی نے انکشاف کیا ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو ایران، عراق جنگ کے دوران ایرانی انقلابی فوجوں کے ساتھ شانہ بشانہ جنگ لڑتے رہے ہیں۔

علی اکبر محتشمی پور گزشتہ بدھ کو ایرانی اخبار ''شرق'' کو انٹرویو دیتے ہوئے حزب اللہ کے کردار اور لبنان میں ہونے والی گزشتہ جنگ کے بارے میں حقائق بیان کر رہا تھا۔ درج ذیل بیان میں خمینی کے شاگرد حجۃ الاسلام محتشمی نے مزید وضاحت کر دی ہے، وہ کہتا ہے

''حزب اللہ کی مہارت کا کچھ حصہ تو وہ ہے جو اس نے جنگی تجربات سے سیکھا ہے اور دوسرا حصہ ان کی تربیت سے حاصل شدہ ہے۔ بلاشبہ حزب اللہ نے ایران، عراق جنگ کے دوران شان دار جنگی مہارت حاصل کی تھی، کیوں کہ حزب اللہ کے جنگجو ہماری افواج کے ساتھ مل کر یا براہ راست بھی جنگ لڑتے رہے تھے۔

محتشمی پور حزب اللہ کی قوت کے اصل مصدر کی وضاحت کرتے ہوئے مزید کہتا ہے
''گزشتہ کچھ سالوں میں حزب اللہ نے اپنی سیاسی اور عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لبنان اور پورے علاقے میں حزب اللہ کے جنگجوؤں کی عسکری تربیت اور مہارت میں اضافہ ہوا ہے۔

اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ بیروت، الجنوب، اور البقاع کے دور دراز علاقوں میں جہاں حزب اللہ کے قائدین رہائش پذیر تھے اور حزب اللہ کے میزائل اڈے جو جنوب میں واقع تھے اور اسرائیلی طیاروں کی بمباری سے وہ برباد ہوگئے ہیں، لیکن اس تباہی کے باوجود آج بھی حزب اللہ اسرائیل پر مسلسل میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حزب اللہ کی اسی مہارت کی وجہ سے اسرائیل اپنی بری افواج کو لبنان میں آہستہ آہستہ داخل کرنے پر مجبور ہوگیا، کیوں کہ حزب اللہ کے حملوں کی وجہ سے ان کے لیے زمینی راستوں سے لبنان میں داخل ہونا مشکل ہوگیا تھا۔ البتہ انھیں بنت جبیل، ماردن الرأس اور عیترون کے تین علاقوں میں بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔''

محتشمی کے بیان کے مطابق حزب اللہ کے قیام سے لے کر اب تک تقریباً ایک لاکھ شیعہ جنگجو جنگی ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ ہر تربیتی کیمپ میں ۳۰۰ جنگجو شریک ہوئے تھے اور اب تک لبنان اور ایران میں بے شمار تربیتی کیمپ لگائے جا چکے ہیں۔ (محتشمی کا یہ انٹرویو علی نوری زادہ نے ''شرق الاوسط'' اخبار کے لیے ۱۱۔۷۔۱۴۲۷ھ بموافق ۵۔۹۔۲۰۰۶ء کو لیا تھا۔ شمارہ نمبر: ۱۰۱۱۲ ہے اس کا عنوان ہے۔ ''علی اکبر محتشمی پور کا اعتراف'')

علی اکبر محتشمی پور ایران کے شام میں سابق سفیر اور سابق وزیر داخلہ ہیں۔

علی اکبر نے اعتراف کیا ہے کہ حزب اللہ ایران عراق جنگ میں ایرانی افوان کے ساتھ شریک رہی ہے اور احواز کے سنی طلبا کی تحریک کو کچلنے میں بھی اس نے بھرپور شرکت کی ہے۔

کیا حزب اللہ اپنے خطابات اور خارجی سیاست میں ''تقیہ'' پر عمل کرتی ہے؟

شیعہ امامیہ کے فرقوں میں سے حزب اللہ اہل سنت مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں سب سے زیادہ ''تقیہ'' کا استعمال کرتی ہے۔

شیعہ مولف کاظم المصباح اپنی کتاب ''الامام المھدی ومفھوم الانتظار'' کے ص: ۲۴۰ پر لکھتا ہے: ''تقیہ پر عمل کرنے والا بلند مرتبہ مجاہد ہے، لیکن وہ حالات و واقعات کی روشنی میں بصیرت اور احتیاط کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل ہو کر بیٹھا نہیں رہتا، جیسا کہ سادہ لوح مومنوں کے بارے میں تصور پایا جاتا ہے۔ تقیہ محض مخفی عمل ہی نہیں کہ جس پر کوئی شیعہ سیاسی یا دینی جماعت پوشیدہ طور پر عمل پیرا ہوتی ہے، بلکہ یہ عمل کرنے کا اسلوب ہے جو حزب اللہ کے طریقے کے مطابق ہے اور ظاہری طور پر ہر قسم کے نامساعد اور موافق سیاسی حالات کے مطابق ہوتا ہے۔''

مولف اگلے صفحے پر لکھتا: ''لیکن بعض اوقات خطیب اور مبلغ خفیہ کلام کرنے، صراحت کو ترک کرنے اور اپنی کلام کو خوب پوشیدہ رکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے، جیسا کہ عام حالات میں اگر خطیب وضاحت کر دے تو اس کے نقصانات سامنے آجاتے ہیں''۔

میں (مولف کتاب حزب اللہ کون ہے؟) کہتا ہوں: جو شخص اس شیعہ مولف کی کلام پر غور کرے گا وہ جان لے گا کہ حزب اللہ اپنے خطابات میں تقیہ پر عمل کرتی ہے اور اب تو ان کے گھر کے بھیدی نے بھی لنکا ڈھادی ہے۔

حالاں کہ ہم نے بارہا سنی مسلمانوں کو تنبیہ کی تھی کہ حزب اللہ اور اس کے لیڈر حسن نصر اللہ کے خطابات کی تصدیق مت کرو، ان کی فریب دہی میں مت آؤ، کیوں کہ رافضی شیعہ کا مذہب باطنی ہے۔ شیعہ زبان سے کچھ کہتا ہے، جیسا کہ ان کے علامہ کاظم المصباح نے

وضاحت کردی ہے، جب کہ شیعہ کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ اپنے کلام کو خوب مکاری اور فریب دہی سے مزین کرتے ہیں، جیسا کہ حسن نصراللہ اپنی تقاریر میں کرتا ہے اور بعض اوقات کچھ امور پر جان بوجھ کر بات چیت نہیں کرتا کہ مبادا اس کی زبان سے اندرونی حقیقت ہی نہ پھسل جائے جو اس کی جماعت پر لعن طعن کا باعث بن جائے، لہٰذا شیعہ کے اس دھوکے سے سنی مسلمانوں کو تعجب نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ امامیہ کا مذہب شیعہ کو تقیہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے، بلکہ ان کا مذہب تو اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانے کی بھی اجازت دیتا ہے، جب کہ مقصود تقیہ ہو۔

شیعہ کی کتاب ''وسائل الشیعہ'' (یہ کتاب الحر العاقلی کی ہے۔ دیکھیے ۱۶/۱۳۶) میں ابوعبداللہ سے منقول ہے: ''جب شیعہ آدمی کراہت اور اضطراری حالت میں تقیہ کرتے ہوئے اللہ کی قسم کھالے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گی۔''

امام شافعی رحمہ اللہ نے رافضہ کی صفت بیان کرتے ہوئے سچ ہی فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں: ''میں نے رافضی شیعہ سے بڑھ کر جھوٹی گواہی دینے والی قوم نہیں دیکھی۔''

کیا حزب اللہ نے واقعی جہاد فی سبیل اللہ کا پرچم لہرایا ہے؟

حزب اللہ لبنانی سرزمین پر جہاد کرنے کی بڑی شوقین ہے، لیکن اسے کبھی بھی لبنانی حدود سے باہر نکل کر جہاد کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔ حزب اللہ لبنان کے ہر اس شخص کی دوست ہے جو اس کے اغراض ومقاصد کا حمایتی ہے خواہ اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ وہ عیسائی ہو، یہودی ہو یا دروزی مذہب کا ہو، سے کچھ غرض نہیں۔ تو جس جماعت کا نظریہ اور عقیدہ ایسا ہو اور وہ اپنے کردار عمل میں منافقانہ روش پر چل رہی ہو اس کا جہاد نہ اسلامی جہاد ہوسکتا ہے اور نہ اس کی قتل وغارت اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سمجھی جاسکتی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک

آدمی صرف مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے، دوسرا شخص دنیوی شہرت کے لیے جنگ لڑتا ہے اور تیسرا شخص اپنی بہادری اور شجاعت کی داد حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے۔ ان تینوں میں سے مجاہد فی سبیل اللہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ."

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لیے جہاد کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔''

(دیکھیے: صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من قاتل لتکون کلمة اللہ ھی العلیا حدیث نمبر: ۲۸۱۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قاتل لتکون کلمة اللہ ھی العلیا، حدیث نمبر: ۱۹۰۴- اور باقی سب ریاکاری یا دنیاوی مقصد کے حصول کی وجہ سے بے کار ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لیے جہاد کیا وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔'' آپ کے اس فرمان میں مذکور اللہ کے کلمے سے مراد اسلام کی دعوت ہے۔'' [دیکھیے: فتح الباری شرح صحیح البخاری، مولفہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ: ۶/ ۳۴]

میں (مولف کتاب) کہتا ہوں کہ حزب اللہ جس مقصد کے لیے جہاد کرتی ہے وہ صرف لبنانی حدود کی حفاظت ہے، تاکہ شیعی رافضی عقیدہ سربلند ہوجائے۔ (اس طرح حزب اللہ صرف لبنانی علاقے کی خاطر ہی نہیں لڑتی، بلکہ اپنے اثر ونفوذ والے علاقوں میں شیعہ مذہب کی نشر واشاعت کے لیے جدوجہد کرتی ہے۔)

اگر حزب اللہ کے عمل کو جہاد فی سبیل اللہ مان لیا جائے تو پھر سوال یہ ابھرتا ہے کہ جب فلسطینی جہاد کے دو بلند مرتبہ رہنما جناب احمد یاسین اور عبدالعزیز الرنتیسی رحمہا اللہ اسرائیلی میزائیلوں سے شہید ہوئے تو حزب اللہ نے ایکشن کیوں نہ لیا اور اسے اسرائیل پر ایک بھی میزائل فائر کرنے کی توفیق کیوں نہ ہوئی؟ کیا مقبوضہ فسلطین اور قبلہ اول بیت المقدس کی آزادی کے لیے جہاد کرنا، ایرانی اور شامی سیاسی مفادات اور اغراض ومقاصد کے حصول کے

لیے لڑنے سے زیادہ اولیٰ اور افضل نہیں ہے؟

لیجیے حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری اور سربراہ حسن نصر اللہ کا اعتراف حقیقت سنیے جو کہتا ہے کہ یہودیوں کے ساتھ اس کی جنگ عقیدے اور دین کی جنگ نہیں ہے۔ حالیہ اسرائیل اور لبنانی جنگ جو ۳۴ دن جاری رہی، اس کے اختتام پر جب کہ لبنانی سٹرکچر ہی بری طرح تباہ ہو چکا ہے اور جس کی بنیاد صرف دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا کے ڈرامے پر تھی، حسن نصر اللہ نے لبنانی ٹی وی چینل New TV پر انٹرویو دیتے ہوئے کہا جو ۲۷۔ جولائی ۲۰۰۶ء کو نشر ہوا کہ ''اگر اسے علم ہوتا کہ دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا پر اس قدر تباہی و بربادی ہوگی تو وہ اس کا حکم کبھی نہ دیتے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حزب اللہ کی قیادت کو ایک فی صد بھی امید نہ تھی کہ دو فوجیوں کے اغوا پر اس قدر شدید فوجی حملے ہوں گے اور اتنی زیادہ تباہی و بربادی لبنان کا مقدر بن جائے گی، کیوں کہ جنگی تاریخ میں اس قدر شدید حملوں کی مثال نہیں ملتی۔''

حسن نصر اللہ نے اس بات کی توثیق بھی کی کہ وہ آئندہ کبھی اسرائیل کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ (حسن نصر اللہ کی یہ وضاحت ''الشرق الاوسط'' اخبار کے شمارہ نمبر ۱۰۱۳۵، ۸/۲۸ ہے۔ ۲۰۰۶ء کے شمارے میں دیکھی جا سکتی ہے)

حزب اللہ کے اس اعتراف میں اس کی شکست کا اقرار نمایاں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ حالیہ جنگ میں فاتح نہیں، بلکہ شکست خوردہ ہے۔ اس کے اس اعتراف کا مطلب ایک زوردار طمانچہ ہے جو ہر اس شخص کی گال پر لگا ہے جو حسن نصر اللہ کے لیے تالیاں بجاتے نہ تھکتے تھے اور اس سے نہایت متاثر ہو کر اسے اسلامی ہیرو مانے بیٹھے تھے۔

شیعہ کا منہج اور طریقہ کار یہ ہی ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے ملت اسلامیہ کے مفادات کو قتل بھی کرنا پڑے تو شیعہ اس سے دریغ نہیں کرتے۔ اسی لیے ڈاکٹر علی عبدالباقی لکھتے ہیں:

''بلاشبہ میں نے نوٹ کیا ہے کہ شیعہ کی جدوجہد اور کارکردگی خالصتاً شیعی گروہی جدوجہد ہے،

خواہ یہ جدوجہد ایران میں ہو، عراق میں ہو، افغانستان میں ہو یا دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو۔ شیعہ اپنے گروہ کے ذاتی مفادات اور مصلحت کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں اور امت اسلامیہ کے مفادات اور مصالح کی انھیں کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اپنے مفادات کے لیے کوشش کریں گے، اگرچہ ملت اسلامیہ کے مفادات کو نقصان پہنچا کر ہی حاصل ہوں۔ (ڈاکٹر صاحب کا مضمون انٹرنیٹ سائٹ ''مفکرۃ الاسلام'' پر ھل تکون، حرب العصابات املنا فی ھزیمۃ بن مھیون'' کے عنوان سے دیکھا جاسکتا ہے۔ مورخہ ۲۱۔۸۔۲۰۰۶ء)

کیا حزب اللہ جہاد فی سبیل اللہ کی قائل ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا حزب اللہ کسی بھی اسلامی مقبوضہ ملک یا علاقے، جیسے فلسطین، کشمیر وغیرہ ہیں، ان کی آزادی کے لیے کوششیں کرتی ہے؟ کیا ان علاقوں کی آزادی حزب اللہ کے مقاصد میں شامل ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شیعہ امامیہ اثنا عشری فرقے (جو کہ حزب اللہ کا مذہب بھی ہے) کے نزدیک مہدی منتظر کے نمودار ہونے تک جہاد معطل ہے، کیوں کہ شیعی روایات کے مطابق شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ''امام مہدی کے ظہور سے پہلے اور ان کے پرچم جہاد بلند کرنے سے پہلے جو شخص بھی علم جہاد بلند کرے گا وہ طاغوت ہوگا۔ (دیکھیے: النعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'' ص: ۷۰) امام مہدی آئیں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے صلح کرلیں کریں گے؟ (یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ امام مہدی جب نمودار ہوں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے صلح کیوں کریں گے؟ وہ یہودی ظالموں غاصبوں سے بیت المقدس کو آزاد کیوں نہیں کرائیں گے؟) اور آل داؤد یعنی یہودیوں کی شریعت کے مطابق حکومت کریں گے، کعبۃ اللہ کو گرا دیں گے، اور اہل سنت مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے، کیوں کہ یہ شیعہ کے دشمن ہیں۔ (حضرت) ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو ان کی قبروں سے نکال کر سولی پر چڑھائیں گے پھر ان کی لاشیں آگ سے جلائیں گے۔'' [دیکھیے: النعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'']

حزب اللہ کے نائب جنرل سیکرٹری نعیم قاسم نے [دیکھیے اس کی کتاب ''حزب اللہ......

المنھج ...... التجربہ...... المستقبل'' ص: ۵۰۔) اس مسئلے کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''چوں کہ عسکری جہاد دشمن کے ساتھ لڑائی کی صورت میں ہوتا ہے اس لیے یہ ہمارے کتاب کے موضوع سے براہ راست تعلق رکھتا ہے اس لیے ہم اس بحث کو خصوصی طور پر ذکر کرتے ہیں۔

فقہاء نے جہاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ ابتدائی جہاد: یعنی مسلمان دشمن پر حملہ آور ہوں اور ان کے علاقے میں داخل ہو جائیں۔ اس جہاد کا مقصد اپنی زمینیں واپس لینا نہیں ہوتا، نہ دشمن کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ جہاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا امام معصوم کے ساتھ خاص ہے، اس دور میں جب کہ ہمارا امام مہدی منتظر غائب ہے۔ اس لیے یہ جہاد ممکن نہیں ہے۔

۲۔ دفاعی جہاد: جب استعماری قوت مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو اپنے ملک قوم اور اپنی جانوں کی حفاظت کے لیے جہاد مشروع، بلکہ واجب ہے۔''

مذکور بالا کتاب (ص: ۵۱) میں پھر لکھتا ہے: لیکن جہاد کا فیصلہ کرنا ولی فقیہ کا کام ہے جو دفاعی جہاد کے حالات پر غور و فکر کرے گا۔ وہی جہاد کے قواعد و ضوابط متعین کرے گا، کیوں کہ مسلمانوں کے خون کا مسئلہ نہایت اہم ہے اس لیے دفاعی جہاد کے مقاصد اور شروط پوری کیے بغیر کسی بھی معرکے میں جنگجوؤں کو جھونک دینا ممکن نہیں ہے۔''

میں (مولف کتاب) کہتا ہوں۔ حزب اللہ اور اس کے لیڈر حسن نصر اللہ وغیرہ اپنے ٹی وی خطابات میں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کے جو نعرے لگاتے ہیں وہ سب پُر فریب نمائشی نعرے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، مثلاً: وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ نعرے لگاتے ہیں:

''اے اقصیٰ ہم تیری آزادی کے لیے آرہے ہیں۔'' چلو چلو القدس چلو۔'' ان نعروں کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل خود حسن نصر اللہ کا اپنا بیان ہے ایک انٹرویو کے دوران جب اس سے فلسطینیوں کے بارے میں اس کا موقف پوچھا گیا تو اس نے فلسطینیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جب تمھیں ہماری ضرورت ہوگی تو ہم آجائیں گے اور بس اتنا

ہی کافی ہے۔"

کیوں کہ شیعی امامیہ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی منتظر کے ظہور تک کوئی جہاد نہیں ہے، لہٰذا اے سنی مسلمان! خوب غور وفکر کر! شیعہ کے نزدیک جہاد دفاعی بھی ولی فقیہ کے فیصلے کے بغیر ممکن نہیں ہے اور حزب اللہ کے ارکان اپنے فقیہ ولی کے حکم کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کرتے۔ جب تک خامنہ ای انھیں حکم نہ دے دے وہ کوئی عمل کرنا جائز نہیں سمجھتے۔۔۔۔ پھر خوب غور وفکر کرلو اور پھر شیعہ مذہب کی اس روایت کو بغور پڑھو، تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ رافضی شیعہ کون ہیں؟ اور کیا واقعی وہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں؟

صحیفہ السجادیۃ الکاملۃ کے ص: ۱۶ پر ابو عبدال علیہ السلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: "ہم اہل بیت میں سے کبھی کوئی شخص ظلم سے دفاع یا اپنا حق واپس لینے کے لیے نکلا ہے اور نہ نکلے گا، حتی کہ ہمارے امام مہدی کا ظہور ہو جائے۔ اگر کسی شخص نے یہ کام کیا تو وہ سخت آزمائش کا شکار ہوگا اور اس کا نکلنا ہمارے اور ہمارے شیعہ کی نفرت میں اضافے کا باعث ہوگا۔"

۲۰۰۰ء میں اسرائیلی انخلاء کے بعد بنت جبیل میں ایک لاکھ شیعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حسن نصر اللہ نے کہا تھا۔ "حزب اللہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لیے اسرائیل کے خلاف کسی بھی عسکری عمل میں شریک نہیں ہوگی۔" [دیکھیے الانبیاء اخبار ۲۷۔۵۔۲۰۰۰ کا شمارہ نمبر ۸۶۳۰، بحوالہ حزب اللہ رویۃ مغایرۃ، ص: ۲۱۴] اسی لیے قومی امن کمیٹی کے جنرل سیکرٹری حسن روحانی نے بیان دیا کہ "اسرائیل نے جنوبی لبنان کے شبعا کے علاقے سے انخلاء کر دیا ہے، لہٰذا اب حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔"

اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ "حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک کا تعلق صرف لبنانی سرزمین کا دفاع ہے۔" (حسن روحانی سے یہ وضاحتی بیانات "الحیاۃ اللندیۃ" اخبار کو ۱۸۔۱۔۲۰۰۴ء کو ایک انٹرویو میں دیئے)

اب سوال یہ ہے کہ وہ فلسطین کہاں ہے جسے عنقریب حزب اللہ یہودی غاصبوں سے

آزاد کرائے گی؟

لہٰذا۔۔۔ شیعی مذہب میں ایسے کسی جہاد کی گنجائش نہیں ہے جو مقبوضہ علاقوں کو آزاد کرانے یا ان کی دفاعی ضروریات کے لیے کیا جائے۔

ایران کے وزیراعظم محمود احمد نژادی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

''ایران مغربی ممالک کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے، حتی کہ اسرائیلی صہیونی نظام حکومت کے لیے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔'' [دیکھیے: ''الشرق الاوسط، شمارہ نمبر ۱۰۱۳۴، مورخہ ۲۷۔۸۔۲۰۰۶ء اور شمارہ نمبر ۱۰۱۳۶ مورخہ ۲۹۔۸۔۲۰۰۶ء)

کیا حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان خفیہ معاہدہ ہوا ہے؟

ایک اسرائیلی انٹیلی جینس افسر بیان کرتا ہے کہ اسرائیل اور لبنانی شیعہ کے درمیان تعلقات پُرامن علاقے کی شرط سے غیر مشروط ہیں۔ اسی لیے اسرائیل شیعہ عناصر کی خصوصی پُشت پناہی کرتا ہے جس سے ان کے درمیان ایک طرح کا سمجھوتہ ہوگیا ہے کہ وہ فلسطینی جذبہ جہاد کو مل کر ختم کریں گے جس سے حماس اور الجہاد کی داخلی امداد میں اضافہ ہوا ہے۔ [دیکھیے یہودی اخبار ''معاریف الیھودیہ'' ۸۔ستمبر ۱۹۹۷ء کا شمارہ]

یہ بیان اسرائیل اور لبنانی حزب اللہ کے خفیہ معاہدے کی توثیق کرتا ہے۔ اس کا اعتراف حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری صبحی الطفیلی نے بھی کیا ہے۔ (صبحی الطفیلی حزب اللہ کا سابق جنرل سیکرٹری تھا۔) یہ جماعت سے اس وقت الگ ہوگیا جب اس نے دیکھا کہ یہ جماعت نہ صرف اپنے علانیہ مزاحمتی کردار کو چھوڑ کر ایرانی اور شامی مفادات کی محافظ بن گئی ہے، بلکہ اسرائیل کی شمالی سرحد کی چوکیدار بن بیٹھی ہے۔ حزب اللہ ہر اس مجاہد کو گرفتار کر لیتی ہے جو اس سرحد سے اسرائیل پر فدائی حملہ کرنا یا کروانا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''بلاشبہ حزب اللہ اسرائیلی سرحد کی محافظ ہے۔'' [دیکھیے: ''الشرق الاوسط'' کا ۲۹۔رجب ۱۴۲۴ھ بموافق ۲۵۔۹۔۲۰۰۳ء کا شمارہ نمبر ۹۰۶۷۔ اسی طرح New TV پر ۲۰۰۳ء کے اواخر میں ''بلارقیب'' نامی پروگرام میں ان کا انٹرویو ملاحظہ کریں)

صبحی الطفیلی مزید کہتا ہے: ''نوے کی دہائی میں ایرانی سیاست میں تبدیلی کے نمایاں آثار نظر آنے لگے تھے۔ پہلے تموز میں ۱۹۹۳ء میں سمجھوتہ ہوا۔ پھر نیسان میں ۱۹۹۶ء میں اتفاق رائے طے پا گیا۔ ان سمجھوتوں میں طے ہوا کہ فلسطین میں موجود یہودیوں کو پُرامن رہنے کی اجازت ہوگی۔ اس سمجھوتے میں ایرانی وزیر خارجہ بھی شریک ہوا۔ ان سمجھوتوں کے بعد اسرائیل نے لبنان سے فوجیں نکالنا شروع کر دیں، کیوں کہ یہ طے پایا تھا کہ اسرائیل کے خلاف مزاحمتی تحریک ختم کر دی جائے گی۔ یہ تحریک سرحد پر رہے گی اور حملہ آور نہیں ہوگی۔

پھر مزید کہا: ''میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور یہ ہی حقیقت ہے کہ اس سمجھوتے کے نتیجے میں مزاحمتی تحریک، مزاحمت سے نکل کر سرحدوں کی محافظ ہو کر رہ گئی۔'' [New TV پر ''بلا رقیب'' نامی پروگرام میں ان کا انٹرویو دیکھیں جو ۲۰۰۳ء کے اواخر میں نشر ہوا۔ اسی لیے اسرائیل جنوبی لبنان میں شیعی اثر ونفوذ کی بھرپور حمایت کرتا ہے، تاکہ یہ شیعہ آبادی اسرائیل پر شمالی سرحد سے حملہ آور ہونے والے مجاہدین کے خلاف ڈھال بن سکے۔]

یروشلم پوسٹ کے ۲۳۔مئی ۱۹۸۵ء کے شمارے میں یہ بیان چھپ چکا ہے کہ ''اسرائیلی مفادات ومصالح سے غفلت درست نہیں ہے جو اس بنیاد پر قائم ہیں کہ باہم مل کر جنوبی لبنان کی حفاظت کی جائے گی اور اس علاقے کو اسرائیل پر حملہ کرنے والے ہر قسم کے خطرات سے خالی کیا جائے گا اور اب وقت آ گیا ہے کہ اسرائیل یہ بھاری ذمہ داری ''أمل الشیعہ'' کو سونپ دے۔'' [بحوالہ کتاب ''أمل والمخیمات الفلسطینیۃ، ص:۱۹۲]

اس امر کی توثیق توفیق المدنی نے ان الفاظ میں کی ہے: ''شیعہ کی تنظیم (أمل الشیعہ) نے یہ بندوبست کیا ہے کہ وہ فلسطینی مجاہدین کی تحریکوں کو جنوبی لبنان کی طرف جانے سے روکے، تاکہ وہ اسرائیلی فوجوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہ کر سکیں اور نہ مقبوضہ فلسطین کے شمال میں الجلیل مقام پر قائم اسرائیلی کالونیوں میں کاروائی کر سکیں۔'' [بحوالہ کتاب ''أمل وحزب اللہ فی حلبۃ المجابہات، ص:۸۳]

حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری صبحی الطفیلی نے بھی شیعہ کے اس کردار کا اعتراف

کیا ہے وہ بیان کرتا ہے: ''جو شخص حزب اللہ کے اس کردار کی تحقیق کرنا چاہے کہ اب یہ تحریک مزاحمت چھوڑ کر اسرائیلی سرحدوں کی چوکیدار بن گئی ہے۔ وہ اسلحہ اٹھائے اور کسی بھی سرحد پر چلا جائے اور یہودی دشمنوں کے خلاف کاروائی کرنے کی کوشش کرے تو ہم دیکھ لیں گے کہ حزب اللہ کے مسلح چوکیدار اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔'' کیوں کہ بہت سارے مجاہدین اسرائیل پر حملہ کرنے کے لیے گئے، لیکن اب وہ اسرائیلی جیلوں میں قید ہیں۔ انھیں حزب اللہ کے مسلح افراد نے گرفتار کر کے اسرائیلی فوج کے حوالے کیا ہے۔'' [New TV پر صبحی الطفیلی کا انٹرویو دیکھیں جو ۲۰۰۳ء کے اواخر میں ''بلا رقیب'' نامی پروگرام میں نشر کیا گیا۔]

اس لیے اسرائیل حزب اللہ کو ختم کرنے اور اس کی قوت کو تباہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتا۔ اس لیے نہیں کہ اسرائیل یہ کام کر نہیں سکتا، بلکہ وہ اس لیے نہیں کرتا، کیوں کہ حزب اللہ ایک منظّم جماعت ہے اور اس کے ختم ہو جانے سے اسرائیل کے خلاف سنی مسلمانوں کی تحریک منظّم ہو جائے گی، اگرچہ بعض اوقات حزب اللہ اسرائیل کے خلاف تھوڑا بہت شور شرابہ کر بھی لیتی ہے، لیکن اسرائیل ہر حال میں سنی تحریک کو ابھرنے نہیں دینا چاہتا اس لیے وہ حزب اللہ کی بھرپور مدد کرتا ہے۔

ان کے اس باہمی تعاون کے بارے میں کسی نے بڑی خوب صورت بات کی ہے کہ اسرائیلی مصلحت اس میں ہے کہ حزب اللہ باقی رہے اور حزب اللہ کی مصلحت اس میں ہے کہ اسرائیل باقی رہے (تاکہ اس کے خلاف نعرے بازی سے عام مسلمانوں کو مسلسل فریب دینا ممکن رہے۔)

لہٰذا شیعی منصوبہ اگرچہ اسرائیلی امریکی یہودیوں کے لیے پریشان کن ہے، لیکن یہ شیعی منصوبہ یہودیوں کے ساتھ مذاکرات اور سمجھوتے کا انکار نہیں کرتا بلکہ شیعہ یہودیوں کے ساتھ آگے بڑھ کر سمجھوتے کرتے ہیں، جیسا کہ ایران نے افغانستان اور عراق میں کیا ہے۔ یا جس طرح ماضی میں حزب اللہ نے جنوبی لبنان میں اسرائیل کے ساتھ سمجھوتوں کے تحت مزاحمتی

تحریک ختم کردی تھی۔

لیکن سنی مسلمانوں کی مزاحمتی تحریک یہودیوں کے لیے نہایت خطرناک اور پریشان کن ہے، کیوں کہ وہ کسی قسم کے مذاکرات یا سودے بازی کے قائل ہی نہیں۔ اس بات کے کئی ثبوت موجود ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی مثال اس کی ابتدا تھی اور فلسطینی جہاد اس کی انتہا ہے اور اب عراق میں بھرپور مزاحمتی جنگ جاری ہے۔ (اور سنی مجاہدین کسی قسم کا سمجھوتہ ماننے سے انکاری ہیں۔) [دیکھیے انٹرنیٹ ویب سائٹ ''مفکرۃ الاسلام'' پر ولید نور کا مضمون ''الوعد الصادق بینھی بھم کاذب'' مورخہ ۱۷۔۸۔۲۰۰۶ء۔ نیز ربیع الحافظ کا انٹرویو ملاحظہ فرمائیں جس کا عنوان ہے ولا حزب اللہ والمساحات الخالیۃ: ۲۶۔۸۔۲۰۰۶ء)

حزب اللہ کی دوستی کن سے ہے؟

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ رافضی عقیدے کی حامل حزب اللہ کی ولاء اور دوستی پہلے نمبر پر ایرانی رافضی حکومت کے ساتھ ہے پھر شیعی بعثی نصیری حکومت کے ساتھ ہے۔ (ان کی باہمی ولاء اور محبت کی مثال یہ ہے کہ لبنانی حزب اللہ نے احواز کے سنی مسلمانوں کی قتل وغارت میں ایرانی انقلابی لشکر کا بھرپور ساتھ دیا تھا)

۱۔ الراصد میگزین میں ایک مضمون چھپا ہے: [دیکھیے ''الراصد'' میگزین کا شمارہ نمبر ۳۴۔ ربیع الثانی ۱۴۲۷ ہجری اس شان دار تحقیقی مضمون کا عنوان ہے: ''شیعہ کی ولاء کس کے لیے ہے۔ ہم نے اس سے صرف حزب اللہ کے متعلق ایک پیراگراف لیا ہے۔ تفصیلی مضمون میگزین کے انٹرنیٹ سائٹ http://www.alrased.net پر دیکھیں] شیعہ کی ولاء اور محبت کس کے ساتھ ہے۔'' اس میں یہ لکھا ہے: ''تمام شیعہ حضرات پر خمینی کی ولایت کے زیر اثر حزب اللہ کی نشو ونما ایران میں ہوئی۔ حزب اللہ کا نائب جنرل سیکرٹری نعیم قاسم بیان کرتا ہے: ''مومنوں کا ایک گروہ تھا۔ ان کے ذہن ایک عملی قاعدے کے لیے کھل گئے کہ ولایت فقیہ کے مسئلے کی مکمل پیروی ہونی چاہیے، تا کہ تمام اسلامی دنیا کا قائد ولی فقیہ کو تسلیم کر لیا جائے۔ کوئی گروہ اور ملک اس کی

ولایت سے الگ نہ ہو۔۔۔ لہٰذا مومنوں کا یہ گروہ جو نو افراد پر مشتمل تھا، ایران گیا اور امام خمینی کو ملا۔ اور اسے لبنانی حزب اللہ کی تاسیس کے منصوبے سے آگاہ کیا۔ خمینی نے اس منصوبے کی حمایت کی اور برکت کی دعا کی۔'' [دیکھیے: کتاب ''المقاومۃ فی لبنان'' مولفہ امین مصطفیٰ، دار الھادی، ص: ۴۲۵]

۲۔ ''الشراع'' میگزین ۱۴۔اگست ۱۹۹۵ء کے شمارے میں ڈاکٹر غسان عزی کی کتاب حزب اللہ کے ص: ۳۴ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ حزب اللہ کے دو قائد ایرانی ہیں۔

۳۔ یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ لبنانی حزب اللہ کا سربراہ حسن نصر اللہ جو کہ لبنانی شیعہ کا ایک اہم لیڈر بھی ہے وہ ایرانی علی خامنہ ای کا وکیل بن جائے۔ اور اس کی متعدد تصویریں شائع ہوئی ہیں جن میں وہ علی خامنہ ای کے ہاتھ چوم رہا ہے، حالاں کہ لبنانی شیعہ کے اپنے لیڈر موجود ہیں، جیسے محمد حسین فضل اللہ وغیرہ۔

ان حالات میں اگر ایران اور لبنان میں اختلاف ہوجائے اور نوبت جنگ تک پہنچ جائے، جیسا کہ آج کل حالات وواقعات سے ایسا نظر بھی آرہا ہے تو حسن نصر اللہ اور حزب اللہ کی ولاء کن کے لیے ہوگی؟ لبنانی حکومت کے ساتھ یا ایران کے ساتھ؟

۴۔ ''امل الشیعہ'' اور حزب اللہ کی تاریخ کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ باہمی اختلافات کی صورت میں ایرانی قیادت کے فیصلوں کو تسلیم کریں گے۔ [وضاح شرارہ کی کتاب ''دولۃ حزب اللہ، کا ص: ۱۱۹ دیکھیں]

۵۔ مارچ ۱۹۸۲ء میں امل الشیعہ تنظیم اپنے چوتھے اجلاس میں یہ اعلان کرچکی ہے کہ وہ ایرانی اسلامی انقلاب کا اٹوٹ انگ ہے۔ [حوالہ سابق ملاحظہ کریں]

۶۔ حزب اللہ کے ولایت فقیہ کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ایرانی محقق ڈاکٹر مسعود اسعد الٰہی اپنی کتاب ''الاسلامیون فی مجتمع تعددی'' کے ص: ۳۲۱ پر لکھتا ہے: ''چوں کہ خمینی کی ولایت فقیہ کسی ملک یا سرحد کے اندر منحصر نہیں ہے، لہٰذا ہر مصنوعی غیر طبعی سرحد جو ولایت فقیہ سے منع کرے وہ سرحد غیر شرعی شمار ہوگی۔ اسی لیے لبنانی حزب اللہ، وسیع تر

عالمی درجے کی حزب اللہ کی ایک شاخ کے طور پر عمل کر رہی ہے۔''

مذکورہ بالا آراء سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ حزب اللہ ولی فقیہ کے ہر ہر حکم کے نفاذ کے لیے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔ (جس سے ثابت ہوا کہ حزب اللہ کی ولاء اور محبت صرف ایرانی حکومت کے ساتھ ہے نہ کہ اللہ اور اس کے دین کے لیے۔)

عالم اسلام کے سنی مسلمانوں کے ساتھ حزب اللہ کے کیسے تعلقات ہیں؟

جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ حزب اللہ سنی مسلمانوں کے ساتھ تقیے پر عمل کرتے ہوئے تعلقات استوار رکھتی ہے۔ اسی لیے حزب اللہ کے لیڈر اپنے خطاب میں پرفریب مگر دلکش نعرے لگاتے ہیں کہ وہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کو یہودیوں سے آزاد کرا کے دم لیں گے۔ سادہ لوح سامعین ان نعروں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعی شیعی حزب اللہ مسلمان علاقوں کو غاصب یہودیوں سے آزاد کرائیں گے۔ ان ہی خوش نما نعروں سے فلسطینی مجاہدین حماس اور الجہاد الاسلامی کے بعض لیڈر بھی دھوکہ کھا گئے تھے، لیکن ایرانی شیعی حکومت کے ساتھ ولاء کا رشتہ جوڑنے والی حزب اللہ کسی بھی شخص کو اپنے ساتھ اس وقت تک نہیں ملاتی جب تک وہ اپنے صحیح عقیدے سے دست بردار ہو کر شیعی عقیدے کا اظہار نہ کر دے، مثلاً خمینی کی تعریف وتوصیف کرنا یا ایرانی نظام حکومت کو داد دینا وغیرہ۔

اپنے عقیدے کی بربادی کے بعد ہی یہ دھوکہ کھانے والے چند ظاہری فوائد کو حاصل کر پاتے ہیں۔ جو لبنانی حزب اللہ انھیں دیتی ہے۔

جب کہ باقی اسلامی ممالک میں حزب اللہ صرف اور صرف رافضی شیعہ کے ساتھ دوستی اور محبت کا رشتہ جوڑتی ہے، مثلاً ایران، عراق اور بقیہ خلیجی ممالک میں شیعہ کی ولاء صرف شیعہ ہے یا چند سادہ لوح سنی مسلمانوں سے جو رافضی شیعہ کی تاریخ اور عقائد سے ناواقف اور ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور رافضیوں کے شر سے محفوظ

فرمائے آمین۔

حزب اللہ کے زیر تسلط لبنانی سنی مسلمانوں کے حالات کیسے ہیں؟

لبنانی سنی مسلمان بڑی ظلم وستم کی زندگی گزار رہے ہیں، کیوں کہ ان کے دشمن رافضی اور نصیری فرقے ہیں اور یہ دونوں احباش فرقے کی ہر طرح کی مدد کرتے ہیں جو سنی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور ان کے عقیدے کو خراب کرنے کے لیے طرح طرح کے شکوک وشبہات کو پھیلا رہا ہے۔ اس پر مستزاد رافضی حزب اللہ کا ظالمانہ تسلط ہے جس کی مدد ایران کر رہا ہے، مثلاً رافضی شیعہ، نصیری اور احباش فرقے کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اپنی کتابیں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ جن میں ان فرقوں کے عقائد کی بھرپور دعوت دی جاتی ہے جب کہ سنی مسلمان ان کتابوں کا علمی رد کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ انھیں گرفتار کر لیا جائے گا اور ان کی کتابیں ضبط کر لی جائے، اگرچہ ان کتابوں میں رافضی عقائد کی تردید کے لیے فقط اشارہ کنایہ ہی کیا گیا ہو۔

جیسا کہ اہل سنت کی یہ کتاب ضبط کر لی گئی ''للہ ثم للتاریخ'' (فیصلہ اللہ کا ہے، پھر تاریخ کا)۔ اس کتاب کے ناشر کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اسی طرح جس پرنٹنگ پریس نے علامہ آلوسی کی کتاب ''صب العذاب علی من سب الاصحاب'' (صحابہ کرام کو گالیاں بکنے والوں پر اللہ کا عذاب) شائع کی انھیں شدید دھمکیاں دی گئیں کہ اگر انھوں نے یہ کتاب دوبارہ چھاپی تو ان کا مکمل پریس جلا دیا جائے گا۔

حزب اللہ کے جابرانہ تلسط کی وجہ سے لبنانی سنی مسلمان قربانی کا بکرا بنا دیئے گئے ہیں جب بھی کسی علاقے میں کوئی بم دھماکہ ہوتا ہے یا دہشت گردی کی واردات ہوتی ہے تو اس کا الزام سنی مسلمانوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ پھر ان سے تفتیش کی جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات بغیر کسی ثبوت کے سنی مسلمانوں کو کئی کئی سال قید کی سزا سنا دی جاتی ہے۔ لبنان کے حالات میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ مظلوم سنی مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

لبنان کے علاقے جبل کے مفتی ڈاکٹر محمد علی الجوزد نے ''فجر الاسلام'' میگزین میں اللہ تعالیٰ سے حزب اللہ کے ظلم وستم سے شکایت کی ہے اور اللہ سے فریادرسی کی درخواست کی ہے کہ یہ ظالم اہل سنت کی مساجد پر بھی قبضہ جمانا شروع ہو گئے ہیں۔ جنوب لبنان میں حزب اللہ کے غلبے کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں ''بظاہر حزب اللہ کے غنڈوں کا یہ غلبہ جنوب اور جبل کے علاقوں میں سنی مساجد پر قبضے ہی کی ایک کڑی ہے۔ وہ اس قسم کی متعدد کارروائیاں کر چکے ہیں، جن میں سب سے آخری کارروائی جبیہ کے علاقے میں یونس علیہ السلام کے نام پر بنی مسجد ''مسجد النبی یونس'' پر ان کا قبضہ ہے۔

الجیۃ شہر میں حزب اللہ، اَمل الشیعہ تنظیم کے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور دونوں شیخ عبدالامیر قبلان کی معیت میں سنی اوقاف پر قبضہ جما رہے ہیں۔ شیعہ کی مجلس اعلیٰ نے الجیۃ شہر میں شیعہ کا محکمہ اوقاف بنا دیا ہے۔ پھر اس محکمے نے بلدیہ کے دفتر میں درخواست دے دی ہے کہ الجیۃ میں موجود تمام سنی اوقاف شیعہ کی ملکیت ہیں، لہٰذا سنی مسلمانوں سے یہ اوقاف واگزار کرا کے شیعہ کے حوالے کیے جائیں۔ یہ اوقاف چودہ ہزار مربع میٹر رقبے پر مشتمل ہیں جو ساحل سمندر پر واقع ہے۔ اس اوقاف میں مسجد النبی یونس، ایک سرکاری مدرسہ اور ایک ہائی سکول اور قبرستان وغیرہ شامل ہیں۔

یہ مقدمہ لبنانی عدالت میں زیر سماعت ہے اور اس دوران اوقاف کی زمینوں پر ایک تنبیہی بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ اس بورڈ کی وجہ سے شیعہ اوقاف کے ارکان سنی مسلمانوں کو ان کے اوقاف اور مسجد کے سلسلے میں پریشان کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں نے مسجد کی تعمیر میں اضافہ کرنے اور اسے نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا تو شیعہ نے عدالت سے فیصلہ لے کر یہ تعمیر رکوا دی اور عدالت میں یہ موقف اختیار کیا کہ سنی مسلمان مسجد کی تعمیر خراب کر رہے ہیں۔

اس طرح یہ مقدمہ ایک مذہبی مقدمہ بن گیا جس میں شیعہ نے الجیۃ میں سنی مسلمانوں کو مزید اشتعال دلانے کے لیے لاؤڈ سپیکر اُتار کر مسجد کے فرش پر رکھ دیے اور اپنے مذہب کے

مطابق اذان کہہ ڈالی جس میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں کہ

"وَ اَنَّ عَلِیًّا بِالْحَقِّ وَلِیُّ اللّٰہِ ."

"بے شک علی سچے ولی اللہ ہیں۔"

یہ کام علاقے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد شیعہ نے مذہبی رواداری اور باہمی واحترام کی ہر حد پھلانگتے ہوئے مرکز الافتاء والاوقاف پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد نہایت گھٹیا اسلوب میں اپنے حسد و کینے کا اظہار بدترین الفاظ میں کرنے لگے، تاکہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد کو بھڑکایا جاسکے۔

باوجود اس کے متعدد ذمہ داران نے اس فساد کو ختم کرنے اور مسئلے کو حل کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں، لیکن شیعہ مجلس، حزب اللہ، اَمل الشیعہ اور عبدالامیر قبلان کی سربراہی میں شیعہ کی مجلس اعلیٰ سنی مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے میں مسلسل پیش قدمی کر رہے ہیں۔ یہ سب گروہ مل کر علاقے کی تاریخی حیثیت کو مسخ کرنے اور الجیۃ کے نوجوانوں کو فسادات میں جھونکنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ سنی اسلامی اوقاف کی انتظامیہ کے پاس زمینوں کے ہر قسم کے کاغذات اور تاریخی دستاویزات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ الجیتہ میں اوقاف النبی یونس کے متولی سنی مسلمانوں کا محکمہ اوقاف ہے، لیکن یہ مسئلہ روز بروز شدت اختیار کرتا جارہا ہے کیوں کہ حزب اللہ سنی نوجوانوں کو مشتعل کرنے کے لیے مسلسل کوششیں کر رہی ہے، تاکہ ان کا باہمی ٹکراؤ ہوجائے خواہ اس کا کوئی سبب ہو یا نہ ہو۔ [دیکھیے: "فجر الاسلام" میگزین میں جبل لبنان کے مفتی جناب محمد علی الجوزو کا انٹرویو]

لبنان میں اہل سنت کی مساجد پر قبضہ جمانے کی متعدد کاروائیاں کی گئیں ہیں اور بعض مساجد پر قبضہ کرلیا گیا ہے۔ الجیۃ کی مسجد کے علاوہ بعلبک میں مسجد "الظاهر بیبرس" پر قبضہ کر کے اس کا نام "مسجد راس الحسین" (حسین کا سر) رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح صور کے قریب المعشوق کے علاقے میں مسجد علی بن ابی طالب پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نام مسجد الوحدۃ

الاسلامیہ" رکھا گیا ہے۔ اسی طرح صور کے قریبی علاقے میں مسجد الشبر یحا کو سنی مسلمانوں سے چھین کر اس کا نام مسجد الکاظم رکھ دیا گیا ہے۔

صور کی قدیمی مسجد "مسجد الفاروق عمرؓ" کے بارے میں شیعہ اپنے اجلاسوں اور محفلوں میں کہہ رہے ہیں کہ یہ مسجد بھی شیعہ کی ہے اور سنی مسلمانوں نے خلافت عثمانیہ کے دوران اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سارا پراپیگنڈہ اس لیے کیا جا رہا ہے، تاکہ مستقبل میں اس پر بھی ہاتھ صاف کیے جاسکیں۔

اس طرح یہ بیان کرنا بھی برمحل ہوگا کہ شیعہ لبنان کے اہم شہروں پر تسلط کے نہایت خبیث اور خطرناک خفیہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں، تاکہ ان شہروں کو سنی سے شیعہ شہروں میں تبدیل کیا جاسکے۔ جیسا کہ ایک صدی کی مسلسل کوششوں سے وہ صور شہر کو مکمل طور پر شیعہ شہر بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور اب ان کی نظریں دوسرے شہروں جیسے صیدا اور بیروت پر جمی ہوئی ہیں۔

ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ شامی حکومت بھی لبنانی سنی مسلمانوں کو کمزور کرنے کی سازشوں میں بھرپور حصہ لے رہی ہے۔ یہ سارا گھناؤنا کاروبار دیگر عرب حکومتوں کے سامنے نہایت ڈھٹائی سے ہو رہا ہے اور وہ اس خطرناک منصوبے پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس وقت شیعہ کو ہر قسم کی مالی اور اسلحہ کی امداد سے مضبوط بنایا جا رہا ہے، جب کہ سنی مسلمانوں کو ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت مارا جا رہا ہے جیسا کہ فلسطین میں ہو رہا ہے وہاں سنی مسلمانوں کو مار پیٹ کے ذریعے ان کے مخصوص کیمپوں تک محدود رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس دوران تحریک المرابطین، تحریک التوحید وغیرہ کا بزور بازو خاتمہ کر دیا گیا ہے اور جماعت اسلامی کی عسکری تنظیم کو سیاسی جماعت میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟

یہ ہے حزب اللہ کا حقیقی چہرہ کہ وہ سنی مسلمانوں کی مساجد پر قبضہ جما رہی ہے، لیکن صد افسوس! بعض سنی مسلمانوں کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلیں وہ حزب اللہ کی نام نہاد فتح پر شادمانی کے شامیانے بجا رہے ہیں اور اسے اسلام اور مسلمانوں کی عظیم فتح قرار دے رہے ہیں۔ لیکن

ان بے چاروں کو یہ بھی علم نہیں کہ حزب اللہ مسلمان ممالک میں ایرانی شیعی منصوبوں پر عمل پیرا ہے اور لبنان میں حزب اللہ کا قیام دیگر عرب ممالک میں ایران کے داخلے کا ایک دروازہ ہے۔ بھلا ایران کے علاوہ کون ہے جو حزب اللہ کے بھاری اخراجات برداشت کر رہا ہے؟

لبنانی حکومت اور دیگر اسلامی حکومتوں کے بارے میں حزب اللہ کا موقف کیا ہے؟

محمد نعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'' کے ص: ۴۷ پر لکھا ہے۔ ''مالک بن اعین جھینی، امام ابوجعفر باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہمارے امام القائم (مہدی منتظر علیہ السلام) سے پہلے بلند ہونے والے ہر جھنڈے کا مالک طاغوت ہے۔''

جب کہ ''بحار الانوار'' نامی کتاب میں ایک اور روایت ہے۔ امام الصادق علیہ السلام کہتے ہیں: ''اے مفضل! امام القائم علیہ السلام سے پہلے کی جانے والی ہر بیعت کفر ونفاق اور دھوکے پر مبنی بیعت ہے۔ بیعت کرنے والے شخص اور بیعت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔''
[دیکھیے: مجلسی کتاب ''بحار الانوار'' ۸/۵۳]

اس لیے حزب اللہ سوائے شیعہ اثنا عشری حکومت کے کسی بھی حکومت کو تسلیم نہیں کرتی اور نہ اس کی اطاعت وفرماں برداری ضروری سمجھتی ہے اور اگر بظاہر ان کی تابع داری کرنی پڑے تو وہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے منافقانہ دھوکہ دہی سے کام لے گی۔

شیعہ کی کتاب ''وسائل الشیعہ'' میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو خط لکھا: ''اہل باطل کے ساتھ ظاہری طور پر خوش گوار تعلقات قائم رکھو، ان کے ظلم وستم برداشت کرو، خبردار نہیں گالی گلوچ مت کرنا۔ اپنے باہمی تعلقات میں اپنے دین پر عمل کرو جب تم ان کے ساتھ مجلس قائم کرو، ان کے ساتھ خوشی وغم کی تقریبات میں شرکت کرو اور جب باہمی گفتگو میں نوک جھوک ہو تو تم تقیہ پر عمل کرو جس کا تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اسے اہل باطل کے ساتھ تعلقات میں استعمال کرو، کیوں کہ تمھارے لیے ان کی مجالس میں جانا اور ان کے ساتھ تعلقات رکھنا اور گفتگو کرنا ضروری ہے۔'' [دیکھیے: وسائل

الشیعہ: ۱۱/۴۷۰، ۴۷۱]

الحر العاملی نے ایک خصوصی باب ذکر کیا ہے جس کا عنوان ہے: ''عوام کے ساتھ تعلقات میں تقیہ کرنا واجب ہے۔'' ابو بصیر، ابو جعفر سے بیان کرتا ہے کہ ''عوام سے ظاہری اچھے تعلقات قائم رکھو ور اندر سے ان کی مخالفت کرو، جب کہ بچوں جیسی حکومتیں قائم ہوں۔'' [دیکھیے: وسائل الشیعہ: ۱۱/۴۷۰، ۴۷۱] اسی کتاب میں لکھا ہے: (۱۱/۴۷۱) باب: سلطان کی اطاعت تقیہ کرتے ہوئے واجب ہے پھر اس نے متعدد شیعی روایات ذکر کی ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ سلاطین کے ساتھ تقیہ کرتے ہوئے معاملات نبھانا واجب ہے اور اپنے معاملات میں باطنی حالات کے برخلاف عمل کرنا ضروری ہے۔

اسی لیے شیعہ کا مشہور عالم محمد حسین فضل اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے ''ماضی میں اسلامی حکومتیں صحیح اسلامی قواعد کے مطابق حکومت نہیں کرتی رہیں، لہٰذا ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ صحیح اسلامی، عادل، آزاد حکومتیں نہیں تھیں جیسے کہ حکومت عثمانی ہے۔ [دیکھیے احمد خضر کے مجلۃ المجتمع کے شمارہ نمبر ۹۵۳، ص: نمبر ۴۵ پر سلسلہ وار مضمون اسلام اور امریکی کانگریس''] گزشتہ صفحات میں حزب اللہ کی ذیلی تنظیموں کے تعارف میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ حزب اللہ کے نزدیک تمام اسلامی حکومتیں طاغوتی ہیں ان کا تختہ الٹنا واجب ہے، تا کہ ان ممالک میں ایرانی صفوی شیعی نظام کے ماتحت شیعی نظام حکومت قائم کیا جا سکے۔

اہل سنت کی کثیر تعداد حزب اللہ کے فریب میں کیسے پھنس گئی اور اس کے جھوٹے دعووں کی تصدیق کیوں کر کی؟

میرے خیال میں اہل سنت کے حزب اللہ کے پرفریب جال میں پھنسنے کی کئی وجوہات اور اسباب ہیں، جن میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

۱۔ لاعلمی: اہل سنت کی اکثریت رافضی شیعہ کے عقائد سے ناواقف ہے، رافضی اپنے آئمہ کی شان میں غلو کرتے ہیں، قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں۔ صحابہ کرام، اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے سوا تمام

مسلمان فرقوں کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف شیعہ امامیہ نجات یافتہ فرقہ ہے باقی سب جہنمی ہیں۔ [اس بارے میں تفصیلات جاننے کے لیے عبداللہ الموصلی، کی کتاب ''حتی لانتخدع'' (تاکہ ہم شیعہ سے دھوکہ نہ کھائیں) کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر دے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہترین معلومات کا ذخیرہ ہے۔]

۲۔ تقیہ: حزب اللہ نے تقیہ پر بڑی مہارت کے ساتھ عمل کیا ہے۔ انھوں نے تقیے کو بڑی خوب صورتی سے استعمال کیا ہے، حتیٰ کہ مسلمان ان کے پرفریب نعروں میں پھنس گئے۔ شیعہ کے نزدیک تقیہ کی تعریف یہ ہے، شیعہ کا علامہ المفید بیان کرتا ہے: ''تقیہ یہ ہے کہ حق کو چھپا کر، اپنے عقیدے کا اظہار کیے بغیر، مخالفین کی دشمنی کو پردۂ راز میں چھپا کر معاملات کرنا، انھیں علانیہ حق نہ بتانا، تاکہ دین ودنیا کے نقصانات سے بچا جاسکے۔''

شیعہ کا ایک اور عالم جو شہید اول کے نام سے معروف ہے وہ تقیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے: ''لوگوں کے ساتھ بظاہر رواداری کا سلوک کرنا اور جن امور کو وہ ناپسند کرتے ہیں انھیں ترک کر دینا، تاکہ لوگوں کے فتنے سے بچا جاسکے۔'' [دیکھیے: مہدی عطار کی کتاب ''التقیہ منہج اسلامی واع'' کا ص: ۱۶] تقیہ سب سے بڑا ہتھیار ہے جو حزب اللہ نے سنی مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا ہے۔ اس سے بہت سارے سنی مسلمان حسن نصراللہ کے پرفریب گمراہ کن نعروں کو تسلیم کر لیتے ہیں جو وہ ٹیلی وژن پر آکر لگاتا ہے کہ ہم مسجد اقصیٰ کو آزاد کرا کے دم لیں گے۔ اس طرح وہ اپنی ہر تقریر میں فلسطین اور یہودیوں کا تذکرہ ضرور کرتا ہے جس سے سادہ لوح سنی مسلمانوں کو اس کی باتوں کا یقین ہونے لگتا ہے۔

۳۔ ذرائع ابلاغ کا کردار: ذرائع ابلاغ نے حزب اللہ کو بڑی ہیرو جماعت بنا کر پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں حزب اللہ اپنے سیٹلائٹ چینل ''المنار'' کا بھرپور استعمال کرتی ہے۔ یہ چینل دن رات حزب اللہ اور اس کے لیڈر کی تصویر کشی میں مصروف رہتا ہے، حتیٰ کہ عوام میں حزب اللہ مجاہدین اسلام کی جماعت سمجھی جانے لگی ہے۔ ایک ایسی

جماعت جس کا مقصد مقبوضہ علاقوں کی آزادی اور یہودیوں سے مسلمان علاقوں کی واپسی ہے۔ اس طرح حزب اللہ اپنا اصلی مکروہ چہرہ چھپانے میں کامیاب ہوگئی ہے جو کہ لبنان اور عالمِ اسلام میں ایرانی خمینی انقلاب کو برپا کرنے کی خفیہ سازشیں کر رہی ہے۔

کیا شیعہ نے کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کا فریضہ ادا کیا ہے؟

رافضی شیعہ ہمیشہ سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا ہتھیار اور ان کی ملی وحدت میں زہر آلود خنجر کی حیثیت ہی رکھتے ہیں اور آج تک ان کا کردار ایک جیسا ہی ہے۔ عیسائی ہمیشہ سے اسلامی حکومتوں کو ختم کرنے کے لیے انھیں استعمال کرتے آرہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ ہم تمام شیعہ رافضیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک شیعہ لیڈر کا نام بتادیں جس نے کوئی ملک یا علاقہ فتح کرکے اسلامی مملکت میں شامل کیا ہو؟

امت اسلامیہ کے خلاف شیعہ کی بدترین خیانتیں

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ رافضی شیعہ کی دینی ولاء اور محبت ''قم'' کے مذہبی لیڈروں کے ساتھ ہے اور ان کی سیاسی وابستگی صرف اور صرف حکومت تہران کے ساتھ ہے۔ جس شخص نے ان زہریلے کیڑوں کے اقوال پڑھے سنے ہوں وہ یہ تلخ حقیقت پالیتا ہے۔ (اس بات کی اہم ترین توثیق مصری صدر نے عربی چینل کو ۸۔۴۔۲۰۰۶ء کو دیے گئے ایک انٹرویو میں کی۔ مصری صدر کہتے ہیں کہ شیعہ کی ولاء اور دوستی ایران کے ساتھ ہے۔ اسی طرح اردن کے بادشاہ عبداللہ نے بھی شیعی ہلال احمر کے قیام سے ڈرایا ہے۔ انھوں نے شیعی ہلال احمر کے قیام پر خبردار کیا جو اپنی کاروائیاں عراق میں کر رہا ہے اور لبنان میں حزب اللہ کی شکل میں عمل پیرا ہے۔ سعودی عرب کے وزیر خارجہ جناب سعود فیصل نے بھی عراقی معاملات میں ایرانی دخل اندازی پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے) جب کہ یہودیوں کے وزیراعظم شیرون نے ایک مذاکرے کے دوران واضح اعلان کیا کہ مجھے آج دور دور تک اسرائیل کا دشمن کوئی شیعہ

دکھائی نہیں دیتا۔" [دیکھیے: مذاکرات شیرون، ص:۵۸۳]

شیرون کے اس اعلان میں ہمیں اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ اسرائیل حزب اللہ کے خلاف سخت ترین فوجی ایکشن کیوں نہیں لیتا، جیسا کہ وہ مجاہد تنظیم حماس کے لیڈروں کے خلاف پوری دنیا میں سخت گیر رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ اسرائیل کی حماس کے خلاف درندگی کی مشہور ترین مثالیں شیخ احمد یاسین، ڈاکٹر عبدالعزیز الرنتیسی، یحییٰ عیاش کے خلاف مجرمانہ حملے ہیں جس میں یہ قائدین جام شہادت نوش فرما گئے۔

اسی طرح اسرائیل نے ڈاکٹر خالد مشعل کو بھی قتل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رضا اور خوشنودی کے مطابق اعمال کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

میں اس موضوع کو تفصیل سے بیان نہیں کروں گا، بلکہ شیعہ کی بدترین خیانتوں کی طرف اشارہ کروں گا اور جو حضرات تفصیل کے خواہش مند ہوں ان کے لیے تفصیلات کے مصادر اور مراجع ذکر کردوں گا۔

لیجیے شیعہ کی بدترین، تاریخی، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف خیانتوں کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ شیعہ نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف خیانت کی تو انھوں نے ان کی شدید مذمت کی اور ان کے افعال و کردار سے براءت کا اعلان کر دیا۔ [حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیعہ کی مذمت میں خطبہ دیکھیں: "نهج البلاغة" ت، محمد عبدہ، ص: ۱۴۸، خطبہ نمبر: ۶۹]

۲۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خیانت ڈھکی چھپی نہیں، ایک شیعہ نے ان کی ران میں زہر آلود خنجر مارا (جس سے وہ بعد فوت ہوگئے) اور شیعہ نے حضرت حسن کو "مذل المومنین" (مومنوں کو رسوا کرنے والا) کا لقب دیا۔ (کیوں کہ انھوں نے اپنے نانا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروادی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی تھی۔ جو شیعہ کو کسی

صورت گوارانہ تھی۔ [دیکھیے: مجلسی کی کتاب "محار الانوار" ۴۴/ ۲۴۔ اور امام طبری کی کتاب الدلائل الامامۃ" ص: ۶۴]

۳۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی خیانت عالمی شہرت یافتہ ہے۔ انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے شمار خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی، جب آپ رضی اللہ عنہ ان کی دعوت پر کوفہ پہنچ گئے تو انھوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی لیکن پھر ان ہی کے خلاف ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ [دیکھیے شیعہ مولف کی کتاب "اعیان الشیعہ" ۱/ ۳۲، مولفہ: محسن امین] حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بدعہدی اور خیانت معلوم ہونے پر انھیں بددعا دی تھی۔ [دیکھیے: مفید کی کتاب "الارشاد" ۲/ ۱۱۰، ۱۱۱]

۴۔ ہارون رشید کے عہد حکومت میں شیعہ وزیر علی بن یقطین نے بددیانتی کرتے ہوئے پانچ سو سنی مسلمانوں کو قید خانے کی چھت گرا کر قتل کر دیا۔ [دیکھیے نعمت اللہ جزائری کی کتاب "الانوار النعمانیۃ"]

۵۔ فاطمیوں کا عہد حکومت اہل سنت کے مذہب کو مٹانے اور شیعہ مذہب کی نشر و اشاعت کے لیے خیانتوں اور بددیانتیوں سے بھرا پڑا ہے۔ [تفصیل کے لیے عماد حسین کی کتاب "خیانات الشیعہ واثرھا فی ھزائم الامۃ الاسلامیۃ" ص: ۴۷ دیکھیں]

۶۔ قرامطہ نے حجاج کرام کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹ لیے اس طرح وہ حاجیوں کے خون اور مال کو اپنے لیے حلال سمجھ کر لوٹتے رہے۔ [تفصیل کے لیے مذکورہ بالا کتاب کا ص: ۶۳ ملاحظہ کریں]

۷۔ بوھری فرقے کی خیانتیں اور سنی مسلمانوں پر ان کا ظالمانہ تسلط۔ [حوالہ سابق کا ص: ۷۳ دیکھیں]

۸۔ رافضی وزیر موید الدین ابی طالب محمد بن احمد علقمی نے سخت بددیانتی کرتے ہوئے تاتاریوں کو عباسی حکومت کے دار الحکومت بغداد میں داخل ہونے پر مدد دی اور

مسلمانوں کے قتل وغارت میں شریک ہوا۔ [تفصیل کے لیے عماد حسین کی کتاب ''خیانات الشیعہ واثرھا فی ھزائم الامۃ الاسلامیۃ'' کا ص: ۸۱ دیکھیں۔ نیز شیخ سلمان عودہ کی کتاب ''دور الشیعہ فی سقوط بغداد علی ابدی التتار'' ملاحظہ کریں]

۹۔ جب تاتاری دمشق میں داخل ہوگئے تو رافضی شیعہ نے ان کی اطاعت قبول کر کے ان کی حکومت میں خدمات انجام دیں۔ [تفصیل کے لیے شیخ عماد حسین کی مذکورہ بالا کتاب کا ص: ۹۲ دیکھیں]

۱۰۔ ہلاکو جب حلب میں فوجیں لے کر داخل ہوا اور اس نے بے شمار مسلمان شہید کر دیے تو اس دوران شیعہ رافضہ نے ہلاکو کی فرماں برداری اختیار کر لی اور اس کے خلاف جنگ سے دستبردار ہوگئے۔ [حوالہ سابق کا ص: ۹۷ دیکھیں]

۱۱۔ نصیر الدین الطّوسی رافضی نے سنی مسلمانوں کے قتل وغارت میں بھرپور گھناؤنا کردار ادا کیا۔ [حوالہ سابق کا ص: ۱۰۱ ملاحظہ فرمائیں] مسلمانوں کے اموال قبضے میں لے لیے اور ان کی فکری اور نظریاتی میراث کو ختم کر کے رکھ دیا۔

۱۲۔ شیعہ کی خیانتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انھوں نے امت اسلامیہ کے عظیم مجاہد اور ہیرو صلاح الدین ایوبی کو قتل کرنے کی کوششیں کیں۔ [اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو کفار سے آزاد کرانے کا شرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا اور پھر دوبارہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرایا۔ لیکن یہ دونوں عظیم ہستیاں شیعہ امامیہ کے نزدیک کافر ہیں۔ تفصیل کے لیے عماد حسین کی کتاب کا ص: ۱۰۹ دیکھیں]

۱۳۔ شیعہ نے سنی مسلمانوں کی سلاجقہ حکومت کو ختم کرنے کے لیے عیسائیوں سے مکمل تعاون کیا اور ان کے خفیہ ایجنٹ کا کردار ادا کیا۔ [مذکورہ بالا کتاب کا ص: ۱۱۷ دیکھیں]

۱۴۔ شیعہ اثنا عشریہ امامیہ کی تنظیم ''أمل الشیعہ'' لبنان میں عیسائیوں کے ساتھ مل کر سنی مسلمانوں کے خلاف بدکرداری میں ملوث ہے۔ [حوالہ سابق کا ص: ۱۴۵ دیکھیں]

۱۵۔ صفوی شیعی حکومت نے عثمانی حکومت کی یورپ میں فتوحات کا بائیکاٹ کیا اور عثمانی حکومت کے خلاف عیسائیوں کے ساتھ مل کر سازشوں کے کئی جال بُنے۔ [دیکھیے کتاب ''الصفویون والدولۃ العثمانیہ'' مولفہ علوی بن حسن عطرجی]

۱۶۔ شیعہ امامیہ خلیجی ممالک میں بے شمار خیانتوں کی مرتکب ہے، جیسا کہ وہ عراق میں عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کر کے سنی مسلمانوں کے خلاف مجرمانہ کاروائیاں کر رہے ہیں اور اس میں ان کے علماء، جیسے سیستانی اور الحکیم ہیں، ان کی مکمل حمایت انھیں حاصل ہے۔ [دیکھیے عماد حسین کی کتاب، خیانات الشیعہ ۔۔۔ص: ۱۶۷] امریکی سفیر اور عراق میں امریکی حاکم پال بریمر کی کتاب ''عراق میں فیصلہ کن سال'' میں شیعہ کے گھناؤنے کردار کے متعلق بعض نہایت خطرناک اعترافات شامل ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ کس طرح عراقی تباہی اور شکست میں شیعہ امامیہ نے عیسائیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ [حوالہ سابق ص: ۷۵]

پال بریمر لکھتا ہے: ''ابھی تک بہت سارے شیعہ امریکیوں پر سخت غضبناک ہیں کہ وہ عراق میں قتل و غارت بند نہیں کر رہا، لیکن اس کے باوجود شیعہ قائدین مثلاً آیۃ اللہ العظمیٰ السیستانی وغیرہ نے اپنے پیروکاروں کو عیسائی اتحاد کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ تعاون عراق کو آزاد کرانے کی ابتدا سے ابھی تک جاری ہے اور ہم بھی ان کے تعاون کو کھونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔''

اسی طرح عراق میں اسلامی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے لیڈر عبدالعزیز الحکیم کے بارے میں لکھتا ہے: ''مجھے عبدالعزیز الحکیم نے کہا، جب کہ وہ اپنی رنگین عینک سے مجھے دیکھ رہا تھا: جناب سفیر محترم! آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب اس نئے لشکر کی قیادت فوجی افسر کریں گے۔ تو وہ افسر کون ہوں گے؟

میں نے اس کا عربی لقب لے کر کہا: جناب میرا وعدہ ہے کہ پہلے لشکر کا قائد شیعہ ہو گا۔ یقیناً امریکی اتحادی فوجوں کے سربراہ نے یہ وعدہ پورا کر دیا۔ [دیکھیے کتاب کا ص: ۸۰]

پال بریمر مزید لکھتا ہے کہ السیستانی امریکی افواج کا بڑا قریبی ساتھی ہے، لیکن وہ نہیں چاہتا کہ وہ اعلانیہ امریکی فوج کے ساتھ مل کر کام کرے۔ اس لیے امریکی لیڈر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس کی امریکی خدمات پر خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ [دیکھیے امریکی سفیر کی کتاب کا ص: ۲۱۳]

عراق پر قبضہ کے فوری بعد آیۃ اللہ العظمیٰ نے شیعہ کے مخصوص ٹی وی چینل پر اعلان کیا کہ وہ امریکی اتحاد کے ساتھ ہرگز تعاون نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ کاروائیوں میں شریک نہیں ہوگا، لیکن میں نے اس پر دباؤ نہیں ڈالا، کیوں کہ میں اس کے ساتھ خصوصی انفرادی میٹنگ کرنا چاہتا تھا، لہٰذا اس میٹنگ میں تمام مشکوک وشبہات دور ہوگئے۔ السیستانی یقیناً عالم اسلام اور عالم عرب کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اعلانیہ طور پر امریکی غاصب فوجوں کے ساتھ تعاون کر سکے۔ ۱۹۲۰ء کی کچھ تلخ یادیں بھی موجود ہیں، حالاں کہ وہ ان میں شریک ہی نہیں تھا۔ اس لیے اسے دو جانب کا خیال رکھ کر چلنا پڑتا ہے۔ اسے مقتدیٰ الصدر جیسے جذباتی احمق سے بھی بچنا ہے اور ہمارے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے، لیکن بہرحال السیستانی ہمارے ساتھ کام جاری رکھے گا اور ہم اہداف باہم تقسیم کر کے حاصل کریں گے۔!!

رافضہ کے نفاق اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی دشمنی اور دھوکہ دہی کو مزید سمجھنے کے لیے پال بریمر کا یہ بیان پڑھیں، وہ کہتا ہے: جس دوران عربی اور مغربی ذرائع ابلاغ السیستانی کے امریکی اتحاد کے ساتھ اختلاف اور علیحدگی کی خبریں نشر کر رہے تھے۔ عین اس وقت میں اور السیستانی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے شہری معاملات کے انتظام وانصرام میں مصروف تھے۔ عراق میں امریکی اتحادی فوجوں کے ساتھ السیستانی کا یہ تعاون پورا عرصہ جاری رہا۔

موسم گرما کی ابتداء میں تمام شکوک وشبہات ختم ہوگئے جب السیستانی نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں نے امریکی اتحاد کے ساتھ کسی دشمنی کی بنا پر اپنے موقف کا اعلان نہیں کیا، بلکہ آیت اللہ کا خیال ہے کہ اتحادی فوجوں کے ساتھ سرعام تعاون واتحاد کی بجائے خفیہ دوستانہ تعلقات

زیادہ مفید ہیں اور ہماری مشترکہ کوششوں کے لیے نفع بخش ہیں۔ اگر اعلانیہ اتحاد کیا گیا تو مسلمانوں کے بہت سارے لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے اور ہمارا اعتماد ختم ہو جائے گا، لہٰذا ہم اسی طریقے سے آپ سے تعاون کریں گے، جیسے بے شمار شیعہ اور کمیونسٹ سنی کر رہے ہیں۔ یا جیسا کہ شیعہ کے علماء آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

میں (مولف) کہتا ہوں: کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی خیانت ہو سکتی ہے؟ شیعہ کا عالمی لیڈر امریکی اتحاد کے ساتھ اختلاف اور عداوت کا اعلان کرتا ہے، جب کہ اندر خانے ان کے ساتھ مکمل تعاون کرتا ہے۔ امریکی فوجوں کے ساتھ عراق پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوششیں کرتا ہے تاکہ بعد میں اپنا حصہ وصول کر سکے۔ شیعہ کا یہ خطرناک کردار کوئی تعجب خیز چیز نہیں ہے۔ ان کے آباؤ اجداد بھی اسی طرح گھناؤنے کردار ادا کرتے رہے ہیں، جیسا کہ ابن علقمی نے کیا تھا یا جیسا کہ موجودہ دور میں ان کے لیڈر عبدالمجید خوئی، محمد الباقر الحکیم، اور علی السیستانی عراق میں کر رہے ہیں۔ یہ بدکردار شیعہ مسلمان ممالک پر کفار کے قبضہ کے لیے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ واللہ المستعان!

افغانستان اور عراقی حکومتوں کے خاتمے میں ایران کا کردار اور امریکہ کے ساتھ اس کے خفیہ تعلقات؟

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حالیہ جنگوں میں ایران نے پس پردہ رہتے ہوئے نہایت اہم اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ خصوصاً افغانستان اور عراق کی حالیہ جنگوں کے دوران اور جنگوں سے پہلے اور جنگ کے خاتمے پر اس کا کردار بہت اہم رہا ہے، بلکہ یہ امریکہ کے صف اول کے اتحادی تھے، جنھوں نے افغانستان اور عراق کی تباہی کے منصوبے بنائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کی ان تھک کوششوں کا مقصد صرف ان دو حکومتوں کا خاتمہ تھا، تاکہ ان علاقوں میں اپنی نسلی شیعی متعصب جماعت کو فروغ دے سکیں اور ان کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ اس بات کا اعتراف خود امریکیوں کو بھی ہے کہ اگر ایران کی شمولیت نہ ہوتی تو طالبان حکومت کا اس تیزی سے خاتمہ ممکن نہیں تھا ان کے اس تعاون کو

اس خوبصورت جملے میں سمودیا گیا ہے:

"لَوْ لَاكَ يَا اَخَا الْفَرَسِ مَا سَقَطَتْ كَابِلُ وَ لَا بَغْدَادُ."

''اے ایرانی بھائی اگر تم نہ ہوتے تو کابل اور بغداد کبھی فتح نہ ہوتے۔''

ایران کی ان ہی رضا کارانہ خدمات کے صلے میں جو اس نے امریکی افواج کے لیے عراق میں سرانجام دیں تھیں، ایران کو عراقی پارلیمینٹ میں بھرپور شیعہ نمائندگی کی صورت میں اس کا صلہ دے دیا گیا۔ امریکی قابض فوج نے جیسے ہی شیعہ افراد کی اکثریت پر مشتمل نئی عراقی حکومت کا اعلان کیا تو ایران نے سب سے پہلے اس نام نہاد حکومت کو تسلیم کرلیا، حالاں کہ یہ حکومت اپنے قانونی جواز سے بھی محروم ہے۔

اس کے فوراً بعد تحریک مجاہدین خلق کے جنگجو میدانِ جنگ سے الگ ہوگئے اور انھوں نے جنگ سے مکمل کنارہ کشی کر لی۔ اس طرح امریکہ بھی ایران کے ساتھ بڑا نرم رویہ اپنائے ہوئے ہے اگرچہ ایٹمی ہتھیاروں کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اب ایک بار پھر خفیہ میٹنگوں میں ایران اور امریکی اتحاد کے لیے مسودات تیار کیے جارہے ہیں۔

یہ کہنا کہ ایران نے عراق پر امریکی حملے کے وقت مکمل کنارہ کشی کی ہے، یہ بالکل غلط ہے، کیوں کہ تمام اشارے اس بات کی دلیل ہیں کہ ایران امریکی حملے پر بے حد خوش تھا کیوں کہ عراقی حکومت کے خاتمے سے ان کے نسلی تعصب اور گروہی عنصر پر مبنی تمام مقاصد حل ہورہے تھے، حالاں کہ عراقی حکومت کے خاتمے سے امریکی افواج جنھیں ایرانی حکمران ''شیطان اکبر'' کہتے نہیں تھکتے، وہ مستقبل میں ایرانی سرحدوں پر منڈلاتی نظر آئیں گی۔

کیا حزب اللہ نے مسلمانوں میں رافضی شیعی عقائد کی نشرواشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے؟

لبنانی حزب اللہ نے اپنے سیٹلائٹ چینل ''المنار'' کے ذریعے سے عالم اسلام کے سنی مسلمانوں میں شیعہ امامیہ کے باطل عقائد کی خوب نشرواشاعت کی ہے۔ یہ چینل شیعی مذہب پھیلانے کا منبر ہے جسے وہ تقیے کے استعمال سے خوب استعمال کررہے ہیں، لہٰذا وہ ایسی کوئی

بات نشر نہیں کرتے جس سے سنی مسلمانوں کے جذبات واحساسات کو ٹھیس پہنچتی ہو، بلکہ ہمیشہ اسلامی اتحاد اور اسرائیلی قابضین کے ساتھ جہاد کی باتیں ہی نشر کریں گے۔

حزب اللہ کا لیڈر حسن نصر اللہ ہمیشہ سنی شیعہ اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے سے مکمل احتراز کرتا ہے، کیوں کہ اس نے خود کو ایسے ہیرو کی صورت میں پیش کیا ہے جس کا مقصد لبنان کی آزادی اور یہودیوں کے قبضے سے مسجد اقصیٰ کو آزاد کرنا ہے۔ اس کے اس بہروپ سے بے شمار سنی مسلمان اس کے فریب کا شکار ہو گئے اور وہ سمجھنے لگے کہ حزب اللہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو مسلمانوں کو اسرائیلی جبر وستم سے نجات دلائے گی!

اس طرح حزب اللہ نے اسرائیل کے خلاف چند دکھاوے کی کاروائیوں اور چند میزائل حملوں کے ذریعے سے اپنے عقائد کی نشر واشاعت کی ہے۔ ان میزائل حملوں کی آڑ لے کر حسن نصر اللہ، خمینی کے لیے رحمت کی دعائیں کرتا ہے (اور سادہ لوح لاعلم سنی مسلمان بھی اس کے لیے دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں) حالاں کہ خمینی ہی وہ شخص ہے جس نے ایران میں بے شمار سنی مسلمان قتل کیے ہیں۔

حسن نصر اللہ ان حملوں سے ملنے والی حمایت کے ساتھ ہی خمینی کے فضائل ومناقب بیان کرتا ہے اور اس کے متعین کردہ طریقے پر چلنے کی دعوت دیتا ہے، حسن نصر اللہ نے خمینی کی وفات کے بعد ایرانی انقلابی لیڈر خامنہ ای کی بیعت کر لی تھی، حتی کہ بہت سارے سنی مسلمانوں کو وہم ہو گیا کہ خمینی اور خامنہ ای دو ایسے راہ نما ہیں جو دین اسلام اور مسلمانوں کے عظیم مددگار ہیں اور ان کی خاطر کفار سے معرکہ آراء ہیں۔ اسی لیے آپ حزب اللہ کے ہر جلسے، جلوس اور ہر ہر ٹھکانے پر خمینی اور خامنہ ای کی تصاویر دیکھیں گے۔

حزب اللہ نے ان لیڈروں کی کتب کی شان دار طباعت کروا کر دنیا بھر کے مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں تاکہ اپنے باطل عقائد ونظریات کو پھیلا سکیں۔

اس کا اثر یہ ہو ہے کہ مغربی ممالک میں موجود عرب مہاجرین بھی ان کے باطل پراپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ حزب اللہ ہی مسلمانوں کے دفاع کا

فریضہ ادا کر رہی ہے اور ظالم کفار کے سامنے صف آراء ہے۔

بلکہ کچھ عرب مہاجرین نے رافضی شیعہ کے باطنی عقائد سے جہالت کی بناء پر رافضی ہونے کا اعلان تک کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس گمراہی اور جہالت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

کیا لبنان اپنی ہی سرزمین پر حزب اللہ کا اسیر بن کر ایران اسرائیل جنگ میں جلتا رہے گا یا۔۔۔؟

وضاح شرارہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''جس طرح لبنان خمینی تحریکوں کے لیے بہترین سازگار میدان عمل تھا اور لبنان کے نصیب میں صرف جل جل کر راکھ بننا تھا، اس طرح آج حزب اللہ بھی چاہتی ہے کہ وہ اپنے اہداف کے حصول کے لیے کوششیں جاری رکھے اگرچہ لبنان راکھ کا ڈھیر بن جائے۔''

لیجیے حزب اللہ کے سابق ترجمان ابراہیم السید کی زبانی سنیے: ''ہمارے نزدیک لبنان کی حیثیت یہ ہے کہ یہ اسرائیل کے ساتھ ہماری جنگ کا میدان بنا رہے اور اسلامی مصلحت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ لبنان کی حیثیت یہ ہی رہے۔'' [وضاح شرارہ کی کتاب ''دولۃ حزب اللہ'' کا ص: ۳۳۶ دیکھیں] جب دو اسرائیلی فوجی اغوا ہوئے تو حزب اللہ نے اس ڈرامے کا خود ہی اعتراف کر لیا کہ اس نے یہ دو فوجی اغواء کیے ہیں، لہٰذا حسن نصر اللہ ''المنار'' چینل پر ۱۴۔ جولائی ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک، نمودار ہوا اور اس نے درج ذیل بھڑکیں ماریں: ''آج سے اگر تم کھلی جنگ چاہتے ہو تو کھلی جنگ ہی ہوگی۔ اگر تم اور تمھاری حکومت کھیل کے قواعد تبدیل کرنا چاہتی ہے تو اب تبدیل کر کے دیکھ لو۔ تمھیں آج معلوم ہی نہیں کہ تمھارا سامنا کس فوج سے ہے۔ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم، علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ، اہل بیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیٹوں سے جنگ لڑنے آئے ہو۔ تمھارا مقابلہ ایسی قوم سے ہے جو ایسا مضبوط ایمان رکھتی ہے کہ اس جیسا حیا و ایمان کرہ ارض پر موجود کسی قوم کو نصیب نہیں۔ تم نے ایک ایسی قوم سے کھلی جنگ لڑنے کا پروگرام

بنایا ہے جسے اپنی جنگی تاریخ اور تہذیب وتمدن پر فخر ہے اور ان کے پاس ہر قسم کے وسائل، طاقت، جنگی مہارت، عقل ودانش، علم وبردباری، عزم وثبات اور شجاعت وبہادری وافر موجود ہے۔ آنے والے دن ہمارے اور تمھارے درمیان معرکے کے دن ہوں گے۔ ان شاء اللہ حسن نصر اللہ نے اپنی ان بھڑکوں کو ان الفاظ پر ختم کیا۔ ''رہے عرب حکمران تو میں تم سے تمہاری تاریخ پوچھنا نہیں چاہتا۔ بس مختصراً کہتا ہوں۔ ہم جانباز ہیں جی ہاں، ہم حزب اللہ کے جانباز ہیں۔ ہم ۱۹۸۲ء سے جانبازی کے مظاہرے کررہے ہیں۔ ہم نے اپنے ملک کو فتح، آزادی، شرف ومنزلت سے ہمکنار کیا ہے اور اپنی قوم کو سر اٹھا کر چلنا سکھایا ہے۔ یہ ہے ہمارے تاریخ یہی ہمارا تجربہ ہے اور یہی ہماری جانبازی وسرفروشی ہے۔''

لیکن جب لبنان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور حزب اللہ کے ایک ڈرامے کی وجہ سے بے شمار جانیں ضائع ہوگئیں۔ حزب اللہ کے اس ڈرامے ہی نے یہودیوں کو لبنان کی تباہی وبربادی کا جواز مہیا کیا تھا۔ پھر جب لبنان اربوں ڈالر کا مقروض ہوگیا تو حسن نصر اللہ نے لبنان کی تباہی وبربادی کا جواز مہیا کیا تھا۔ پھر جب لبنان اربوں ڈالر کا مقروض ہوگیا تو حسن نصرا للہ نے لبنان کے New T.V پر اتوار کے روز ۳۔۸۔۱۴۲۷ھ بموافق ۲۷۔۸۔۲۰۰۶ء کو اعلان کیا۔ ''اگر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کے دو فوجیوں کے اغواء سے لبنان میں اس قدر ہولناک تباہی آئے گی تو وہ کبھی بھی انھیں اغواء کرنے کا حکم نہ دیتا۔''

حسن نصر اللہ نے وضاحت کی کہ اگر حزب اللہ کی قیادت کو ایک فی صد بھی یقین ہوتا کہ ان کے اس اقدام سے لبنان پر ایسی دردناک تباہی اتر آئے گی تو وہ بالکل ایسی کاروائی نہ کرتے، کیوں کہ ''جنگی تاریخ میں ایسا ہولناک حملہ کبھی نہیں ہوا۔''

مزید تاکید کرتے ہوئے کہا: ''حزب اللہ آئندہ کبھی اسرائیل پر حملہ نہیں کرے گی۔''

حزب اللہ کے اس گھٹیا ڈرامے کا ڈراپ سین یہ ہوا کہ لبنانی بے گناہ لوگ پہلے سے بھی زیادہ مارے گئے اور اسرائیل کی قید میں چلے گئے، جب کہ اسرائیل جنوب لبنان کے علاقے پر قابض ہوگیا اور اس نے لبنان کا زمینی اور فضائی محاصرہ کرلیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا لبنانی عوام حزب اللہ کے لیڈر پر مقدمہ کرنے کا مطالبہ کریں گے کیوں کہ وہ لبنانیوں پر بے شمار مصائب کا باعث بنا ہے؟

کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ لبنانی حکومت نے اس جنگ میں کیا کردار ادا کیا؟ لبنانی حکومت پر شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

و یقضی الامر حین تغیب تیم
و لا یستأمرون وهم شهود

(جب تیم چلا جاتا ہے تو یہ اپنے کام کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ موجود ہوتے ہوئے بھی مشورہ نہیں کرتے۔)

یہ لبنان میں خطرناک ترین فیصلہ تھا، وہ ایک اور ملک پر حملہ کرنے کا فیصلہ تھا، مگر یہ سارا پروگرام حکومت کے علم میں لائے بغیر ہی مکمل ہو گیا۔ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ اس سلسلے میں حکومت وقت کی رائے تک نہیں لی گئی۔ پھر جنگ بندی بھی حکومت کے مشورے کے بغیر ہی کر دی گئی۔

یہ کیسی حکومت ہے؟ یہ کیسے عجیب ولا چار حکمران ہیں؟ اور کتنے بے بس عوام؟ یہ سارا خونی کھیل کس قانون اور آئین کے تحت کھیلا گیا؟

اس دوران میں لبنانی حکومت کا کردار کیا تھا؟ حکومت کا فرض تھا کہ وہ ملک وقوم کے حقوق کا دفاع کرتی، قوم کو بے دریغ قتل کیا گیا، ان کی پراپرٹی تباہ کر دی گئی اور لبنان کی اقتصادیات اور انتظامی ڈھانچے کو تباہ کرنے کے لیے زبردست تباہی مچائی گئی۔ [لیکن حکومت خاموش تماشائی بنی رہی۔] کیا اس تباہی اور بربادی کا سبب بننے والے شخص یا اس کی جماعت کا محاسبہ کیا جائے گا؟ حالاں کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے حکومتی محاسبہ کے بجائے حزب اللہ کسی وقت بھی کسی ادنیٰ الزام پر حکومت یا جنوب میں بسنے والے سنی مسلمانوں یا فلسطینی کیمپوں کے مجبور و بے کس افراد کا زبردست محاسبہ کر سکتی ہے۔

یہاں پر ایک سوال خود بخود ابھرتا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ حماس حکومت کے ساتھ

سمجھوتے سے انکار کیوں کرتی ہے، حالاں کہ یہ قوم کی منتخب اور قانونی حکومت ہے؟ جب کہ حزب اللہ کے ساتھ ہر قسم کا سمجھوتہ کر لیتے ہیں، حالاں کہ حزب اللہ کی حیثیت لبنان کے اندر ایک الگ حکومت جیسی ہے یا ایک مافیا کی سی ہے جو دو اسرائیلی فوجیوں کو اغوا کر کے اسرائیل کو لبنان اور لبنانی بنیادی ڈھانچے کو تباہ کرنے کا جواز فراہم کرتی ہے۔

اسی قسم کی کاروائی حسن نصر اللہ کا پیش رو عباس موسوی بھی کر چکا ہے۔ اس نے فروری کے وسط میں ۱۹۸۶ء کو دوسرا اسرائیلی فوجی اغوا کیا تھا۔ اس پر اسرائیل نے لبنان کے کئی علاقوں پر قبضہ جمالیا تھا اور لبنان کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ [دیکھیے: امیر القافلہ۔ السیرۃ الذاتیۃ سید شھداء المقاومۃ الاسلامیۃ السید عباس الموسوی، تقدیم: حسن نصر اللہ، مولفہ محمد علی خانون، ص: ۱۰۱]

ہمارے نزدیک دو اسرائیلیوں کا اغوا اسرائیل کو لبنان کو ملبے کا ڈھیر بنانے کا جواز فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حزب اللہ کے کردار عمل سے کچھ بعید نہیں کہ وہ آئندہ بھی اس قسم کی گھٹیا کاروائی کرے گی۔ خواہ حسن نصر اللہ کرے یا کوئی اور اس کا جانشین، کیوں کہ جب تک حزب اللہ کے پر کاٹ نہیں دیے جاتے یہ ایسی کاروائیاں کرتی رہے گی۔

اس شخص نے سچ ہی کہا ہے کہ اسرائیلی مصلحت یہ ہے کہ حزب اللہ باقی رہے اور حزب اللہ کی مصلحت اس میں ہے کہ اسرائیل قائم دائم رہے۔

عراق میں صلیبی فوجوں کے خلاف جنگ میں حزب اللہ اور اس کے پیروکار شیعہ امامیہ کا کردار کیا ہے؟

دانیال سوبلمان کہتا ہے: حزب اللہ کی قیادت نے امریکی حملے اور صدام حکومت کے خلاف اپنی مخالفت کو چھپایا نہیں ہے، لیکن انھوں نے اپنی آواز کو مکمل خاموش رکھا اور اپنی کاروائی جاری رکھی۔ انھوں نے اپنی آواز اس وقت بلند کی جب انھوں نے اعلان کیا کہ انھوں نے امریکی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے عراق میں کوئی امداد نہیں بھیجی، لیکن جب بغداد میں ذکر ہوا کہ حزب اللہ کے چھ جنگجو گرفتار کر لیے گئے ہیں جو عراقی اور شامی سرحد پر

تھے تو حزب اللہ نے فوراً سمی تردید کردی کہ یہ افراد ان کی تنظیم کے نہیں تھے۔ [دیکھیے: کتاب ''لاقواعد جدید للعبۃ، اسرائیل وحزب اللہ بعد الانسحاب من لبنان'' کتاب کا آخری ص: دیکھیں]

اسی طرح شیعہ کے رہنماؤں نے آیۃ اللہ العظمی علی السیستانی کی رہائش گاہ پر منعقد ایک اجتماع میں اعلان کیا کہ وہ عراق میں امریکی فوجوں کے خلاف جنگ نہیں کریں گے، بلکہ کویت کے الوطن اخبار نے لکھا ہے [کویت کے ''الوطن'' اخبار کا ۲۹۔۸۔۲۰۰۴ء کا شمارہ دیکھیں] کہ حزب اللہ نے عراق میں اپنے اڈے قائم کر لیے ہیں اور ان اڈوں پر نوے جنگجو بھیج دیے ہیں جو شامی سرحدوں سے عراق داخل ہوئے ہیں۔ [دیکھیے: ''الوطن'' اخبار ۲۹۔۱۱۔۲۰۰۳ء کا شمارہ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ] ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنی شیعہ تنظیموں، جیسے بدر، اور جیش المہدی ہے، انھیں لاجسٹک سپورٹ اور انٹیلی جینس معلومات فراہم کی جاسکیں، تاکہ مختلف عراقی علاقوں میں شیعی اثر ونفوذ قائم کر کے سنی مسلمانو ں کا صفایا کیا جاسکے۔ [ہم دیکھتے ہیں کہ لبنانی شیعہ امریکہ اور اسرائیل کو گالیاں دیتے نہیں تھکتے جب کہ عراقی شیعہ علماء اور امریکی افواج کے درمیان نہایت مضبوط تعلقات قائم ہیں۔ اور عراقی شیعہ عوام کس بے شرمی کے ساتھ قابض فوج کے خادم بنے ہوئے ہیں۔ اس کی کچھ جھلک ضمیمہ جات میں دیکھی جاسکتی ہے۔ کتاب کے آخر میں دی گئی تصاویر امریکی شیعی تعاون کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔]

۲۰۰۶ء میں اکتوبر کے مہینے میں عراقی شیعہ تنظیم الجیش المہدی کے ۳۵ جنگجو اور لیڈر لبنانی حزب اللہ کی باقاعدہ دعوت پر لبنان گئے۔ ان کا مقصد عسکری تعاون اور عسکری تربیت کا حصول تھا، تاکہ یہ سنی مسلمانوں کی جماعتوں سے بھرپور لڑائی لڑسکیں، کیوں کہ سنی مسلمان شیعی ہلال احمر کی مکمل مخالفت کر رہے ہیں۔ [دیکھیے انٹرنیٹ پر ''مفکرۃ الاسلام الاخباری'' بدھ ۳۔شوال ۱۴۲۷ھ بموافق ۲۵۔اکتوبر ۲۰۰۶ء]

میں کہتا ہوں: مسلمان بھائی! ذرا غور کریں کہ کس طرح شیعہ لیڈروں نے امریکی

فوجوں کے خلاف جنگ لڑنے کی مخالفت کا اعلان کیا، حالاں کہ یہ ایک مسلمان ملک پر کفار کی قابض فوجیں ہیں۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا لبنان میں لڑائی جنت میں داخلے کا سبب ہے اور عراق میں امریکہ کے خلاف لڑائی لڑنا جہنم میں داخلے کا سبب ہے جو تم اس سے انکار کر رہے ہو؟ (حالاں کہ لبنان میں قابض فوج کے خلاف تم بڑی نعرے بازی کرتے ہو۔)

کیا عراق اور لبنان دونوں ہی اسلامی ممالک نہیں ہیں؟ یا وجہ یہ ہے کہ ایرانی، شامی اور شیعہ مفادات تمھیں صرف لبنان ہی میں جنگ لڑنے کی اجازت دیتے ہیں؟

کیا آپ کو معلوم ہے کہ دو اسرائیلی فوجی اغوا کر کے کون سے اہداف حاصل کیے گئے؟

۱۔ اسرائیل کے دو فوجی اغوا کرنے کا پہلا فائدہ یہ حاصل کیا گیا کہ ایران کے ایٹمی پروگرام پر امریکی اور عالمی دباؤ کم ہو گیا، کیوں کہ پوری دنیا کی توجہ لبنان اور لبنانی قوم پر ٹوٹنے والی قیامت پر مرکوز ہو گئی تھی۔

۲۔ شیعہ رافضیوں کی دو تنظیموں جیش المہدی اور بدر کو عراق میں کھلا موقع مل گیا کہ وہ عراق میں جیسے چاہیں سنی مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلیں، انھیں اپنے علاقوں سے زبردستی ہجرت پر مجبور کر دیں، بے گناہوں کو اذیتیں دے دے کر قتل کریں اور ان کے اموال لوٹ لیں اور ان کی مساجد پر قبضہ جما لیں۔ یہ سارے جرائم امریکی حمایت اور ایرانی لیڈر علی السیستانی کی رہنمائی میں سرزد ہوئے۔

۳۔ اس اغوا سے امریکہ کو یہ پیغام دیا گیا کہ وہ ایرانی ایٹمی پروگرام کی مخالفت چھوڑ دے وگرنہ ایران اپنی جنگ کو ایران اور خلیج سے بڑھا کر اسرائیل اور لبنان تک پھیلا سکتا ہے۔

۴۔ جب شامی فوجیں لبنان سے نکل گئیں اور شامی حکومت کا اثر ورسوخ کم ہو گیا تو لبنانی قوم میں اپنے قومی وطنی وحدت کا شعور پروان چڑھنا شروع ہو گیا۔ ان حالات میں

ایران اور شام نے مشترکہ کوششیں شروع کردیں کہ کسی طریقے سے لبنان میں اپنی حکمرانی اور سیاست کو دوبارہ مستحکم کیا جا سکے، لہٰذا انھوں نے جعلی کارڈ کھیلنے شروع کردیے اور حزب اللہ کو ایک مزاحمتی تحریک کے روپ میں پیش کردیا اور اسے بھرپور اسلحہ فراہم کردیا، جب کہ اندر خانے مقصود یہ تھا کہ ایرانی صفوی اور شامی نصیری اثر ونفوذ کو بہتر بنایا جاسکے۔ خصوصاً اس وقت جب عالمی برادری اور خود لبنانی حکومت حزب اللہ کو ہتھیار پھینک کر لبنانی فوج میں شامل ہونے کا مطالبہ کر چکی تھی، لیکن ایسا کرنے سے ایرانی مفادات کو سخت نقصان پہنچتا، لہٰذا انھوں نے یہ گھناؤنا کھیل کھیلا، تاکہ مزاحمت کے نام پر حزب اللہ کے پاس ہتھیار باقی رہیں۔

مصر کے وزیر خارجہ احمد ابوالغیط نے ۲۲-۱۰-۲۰۰۶ء کو وضاحت کی تھی کہ [دیکھیے اس دن کے اخبارات اور الجزیرہ چینل کی نیوز] دو اسرائیلی فوجیوں کو اغوا کرنے کا مقصد الطائف معاہدے کو توڑنا تھا، جس میں واضح کہا گیا تھا کہ حزب اللہ ہتھیار پھینک دے گی۔ یہ سارا ڈھونگ مزاحمت کے نام پر رچایا گیا ہے۔ حالاں کہ اس کا مقصد صرف ایرانی مفادات کا تحفظ ہے۔

ابوالغیط کہتا ہے: شبعا کے کھیت اور دیگر لبنانی علاقے جن کی آزادی کا اعلان حزب اللہ کرتی رہتی ہے وہ ابھی تک اسرائیلی قبضے میں ہیں۔ اس اغوا اور اس جنگ سے لبنان اور حزب اللہ کو سوائے لبنانی سٹرکچر کی تباہی اور زبردست مالی خسارے کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

۵۔ اس اغوا سے فلسطینی تحریک مزاحمت پس پردہ چلی گئی، کیوں کہ شیعہ اور اسرائیل کے درمیان اسلحے کی خریداری کے معاہدوں پر عالمی برادری نے ایران کو لعن طعن کی۔ ان کی اس خریداری کو رسوا کن نام ''ایران گیٹ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ جب ایران ''شیطان اکبر'' کے ساتھ تعاون اور معاہدوں کے جال میں پھنس گیا اور اس نے طالبان حکومت کے خاتمے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور عراقی حکومت کے خاتمے میں بھی اپنا کردار ادا کیا تاکہ شیعی نسلی گروہ کو سنی مسلمانوں پر غلبہ اور تسلط مل جائے۔ ایرانی نے شیعی ملیشیا کو مالی امداد فراہم کی، تاکہ سنی مسلمانوں کی نسل کشی کی جا سکے اور انھیں ظالمانہ

ہجرت پر مجبور کیا جاسکے تو حزب اللہ نے یہ جنگ چھیڑ دی، تاکہ مزاحمت کے نام پر شہرت اور عوامی حمایت حاصل کر سکے اور آئندہ جنگوں میں جمہور سنی مسلمانوں کی حمایت حاصل کر سکے، تاکہ شیعی اثر و رسوخ کو مزید پھیلایا جاسکے۔

فلسطینی مولف غازی التوبہ لکھتا ہے: ''لبنان میں یہودیوں کے ساتھ حزب اللہ کی جنگ کا مقصد یہ ہے کہ ایک طرف لبنان، عالم عرب اور عالم اسلام میں ایران اور شیعہ کے پروپیگنڈے کو خوب پھیلایا جاسکے اور دوسری طرف عراق میں ایرانی جرائم پر پردہ ڈالا جاسکے۔'' [دیکھیے: ''الحیاۃ'' میگزین میں غازی التوبہ کا مضمون، شمارہ نمبر ۱۵۸۴۸، مورخہ ۲۵۔۸۔۲۰۰۶ء، ص:۱۹]

کیا ہم غاصب یہودیوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ سے محروم کر دیے جائیں گے؟

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہے، جب ایک جماعت جہاد کر رہی ہو تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (التوبہ: ۱۲۲)

''اور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سو ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں، تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، جب ان کی طرف واپس جائیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔''

جب کہ تین مواقع پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے:

۱۔ جب مسلمان اور کافر صف آراء ہو جائیں اور دونوں جماعتیں باہم گتھم گتھا ہو جائیں تو اس وقت میدانِ جنگ میں موجود افراد کا وہاں سے فرار ہونا حرام ہے، بلکہ ان کے لیے جنگ لڑنا واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الانفال: ٤٥)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم کسی گروہ کے مقابل ہو تو جمے رہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

۲۔ جب امام، حکمران لوگوں سے جہاد کے لیے کہے تو ان کے لیے جہاد کے لیے نکلنا واجب ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ﴾ (الانفال: ٣٨)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھیں کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے اللہ کے راستے میں نکلو تو تم زمین کی طرف نہایت بوجھل ہو جاتے ہو؟''

پھر ابن قدامہ رحمہ اللہ نے جہاد کی فرضیت کی سات شروط بیان کی ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ بالغ ہونا

۳۔ عقل ۳۔ مرد ہونا

۵۔ آزاد مرد ہونا ٦۔ جسمانی طور پر معذور نہ ہونا

۷۔ جنگی اخراجات کا موجود ہونا۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ سوال کرے کہ آخر تم سنی مسلمان یہودیوں کے ساتھ جنگ کے لیے شیعہ امامیہ کے ساتھ اتحاد کیوں نہیں کرتے؟

تو ہم اسے جواب دیں گے: شیعہ امامیہ، اہل سنت کے ساتھ متحد کب ہوئے تھے؟

ایک مسلمان قائد صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی سیرت کا مطالعہ کریں، جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے اور کفر و شرک کو ملیامیٹ کرنے کے لیے جہاد سے بھرپور زندگی گزاری۔

اس عظیم صاحب بصیرت و دانش مجاہد اور شجاع قائد نے شیعہ اسماعیلیہ کی حکومت الدولۃ

العبیدیۃ کوختم کر دیا تھا اور انھیں حکومت سے محروم کر دیا تھا، ان شیعہ کے غلبے اور تسلط کے خاتمے کے بعد اس نے بیت المقدس میں یہودیوں اور عیسائیوں سے جنگ کی تھی۔

بلاشبہ ہم یہودیوں کے قتل اور انھیں پہنچے والی ہر مصیبت پر خوش ہوتے ہیں، خواہ اس کا سبب کوئی بھی ہو، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہم حزب اللہ کے پرفریب ڈرامہ بازی، جھوٹ اور بے بنیاد نعروں سے دھوکہ کھا جائیں جنھیں وہ سادہ لوح مسلمانوں اور عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ہر وقت لگاتے رہتے ہیں، کیوں کہ ہمیں یقینی علم ہے کہ حزب اللہ صرف اور صرف ایران اور شام کے مفادات کی محافظ ہے۔ یہ اسلامی مقدس مقامات کی آزادی کے لیے ہرگز جدوجہد نہیں کر رہی اور نہ کبھی بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لیے جنگ کرے گی۔

یہاں کچھ سوالات ہیں جو خود بخود اُبھرتے ہیں (حالاں کہ وہ تلخ حقائق ہیں)

۱۔ ایران، لبنان، میں جاری جنگ میں اپنے شیعہ کے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوا، حالاں کہ وہ اسرائیل کو دھمکیاں دیتا رہا ہے کہ اگر اسرائیل نے شام پر حملہ کیا تو وہ بھی اس جنگ میں پوری فوجی طاقت کے ساتھ شریک ہو جائے گا؟

۲۔ حزب اللہ اسرائیلی جیلوں میں قید لبنانی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ تو کرتی ہے۔ (جیسا کہ ۱۹۹۲ء میں حزب اللہ کے انتخابی پروگرام میں بھی یہ مطالبہ شامل ہے۔ دیکھیں نعیم قاسم کی کتاب، حزب اللہ، ص: ۳۹۴) لیکن شامی جیلوں میں اسیر سنی مسلمانوں کی رہائی کا مطالبہ بالکل نہیں کرتی، بلکہ کبھی ان کا تذکرہ تک نہیں کرتی، آخر کیوں؟

۳۔ ایرانی وزیر اعظم محمود احمد نژاد نے ایرانیوں کو حزب اللہ کے ساتھ لبنان میں اسرائیلی جنگ میں شریک ہونے سے منع کیوں کیا؟

یہ بات یاد رہے کہ محمود احمدی نژاد یہ نعرے لگاتا رہا ہے۔ ''اسرائیل کو عالمی نقشے سے مٹانا واجب ہے'' [جیسا کہ ''الریاض'' اخبار کے شمارہ نمبر ۱۳۹۱۶، مورخہ ۶۔ رجب ۱۴۲۷ھ

بمواق ۳۱۔ جولائی ۲۰۰۶ء میں لکھا ہے)

۴۔ جب حماس کے لیڈر جناب احمد یاسین اور عبدالعزیز الرنتیسی اسرائیل کی وحشیانہ دہشت گردی میں شہید ہوگئے تو حزب اللہ نے ایک بھی میزائل اسرائیل پر نہیں داغا۔ آخر کیوں؟

حالاں کہ تحریک حماس عین میدان جنگ میں مصروف عمل ہے اور اسے ہر قسم کی امداد، قوت اور تعاون کی شدید ضرورت ہے جب کہ حزب اللہ کے لیڈر ٹیلی ویژن پر اپنے خطابات میں بیت المقدس کو آزاد کرانے کے دعوے اور فلسطین کے دفاع کے نعرے تو لگاتے رہتے ہیں، پھر سوال یہ ہے کہ فلسطین کی تحریک آزادی کے دو ممتاز رہنماؤں کے قتل پر حزب اللہ کی مجرمانہ خاموشی کی آخر وجہ کیا ہے؟

۵۔ حزب اللہ نے دو اسرائیلی فوجی دو بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے اغوا کیے تھے۔ (۱) اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے۔ (۲) حسن نصراللہ کے دعوے کے مطابق مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لیے، لیکن اس کاروائی کے نتیجے میں اسرائیل نے مزید علاقوں پر قبضہ جمالیا، اور کچھ علاقے اقوام متحدہ کی نگرانی میں چلے گئے، اسرائیل کی جیلیں مزید لبنانی اور فسلطینی قیدیوں سے بھر گئیں۔ تو پھر علاقے اقوام متحدہ کی نگرانی میں چلے گئے، اسرائیل مزید لبنانی اور فلسطینی قیدیوں سے بھر گئیں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ حسن نصراللہ نے ذرائع ابلاغ پر اپنی دھواں دھار تقاریر کے سوا کچھ حاصل بھی کیا ہے؟ صرف ''النبار'' جیسے ٹی وی چینل حسن نصراللہ کی فتح کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں جب کہ حسن نصراللہ اپنے کسی بھی مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ (سوائے سنی مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کرنے کے)

۶۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حسن نصراللہ اور اس کی تنظیم حزب اللہ اسرائیل کے لیے بہت بڑا خطرہ اور چیلنج بن گئی ہے اگر بات ایسے ہی ہے تو پھر حسن نصراللہ کا نام اسرائیل کو مطلوب افراد کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا جاتا؟

۷۔ آخر حسن نصراللہ کی گرفتاری پر نقد انعام کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا؟ (جیسا کہ دیگر مجاہدین کی گرفتاری پر کروڑوں ڈالر کا اعلان کیا گیا ہے)۔

۸۔ دیگر اسلامی جماعتوں اور فلاحی اداروں کی طرح حزب اللہ کے اثاثے منجمد کیوں نہیں کیئے جاتے؟

۹۔ ہم نے حزب اللہ کے یہ اعلان بڑے تسلسل کے ساتھ سنے ہیں کہ حزب اللہ یہودیوں سے مزارع شبعا کا علاقہ آزاد کرانے تک اسرائیل کے ساتھ جنگ جاری رکھے گی۔ لیکن اب حزب اللہ نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی اعلان کر دیا ہے، حالاں کہ اسرائیل لبنانی علاقوں سے ابھی نہیں نکلا۔

۱۰۔ کیا وجہ ہے کہ حسن نصراللہ معزز قائدین کی طرح میدانِ جنگ میں براہ راست شریک ہوکر اپنی افواج کی صف بندی نہیں کرتا؟

۱۱۔ حزب اللہ کا دعویٰ ہے کہ اسرائیل، فلسطین میں شکست کھا گیا ہے، اگر حقیقت ایسے ہی ہے تو پھر یہودی فوج پر تابڑ توڑ حملے کیوں نہیں کیے جاتے اور اسرائیلی مظالم ختم کیوں نہیں ہو جاتے؟

۱۲۔ کیا وجہ ہے کہ حزب اللہ عراق میں ایرانی مدد کے لیے دخل اندازی کرتی ہے اور احواز کے سنی مسلمانوں کی خون ریزی میں بھی شرکت کرتی ہے، لیکن غاصب امریکیوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرتی؟ حزب اللہ کے لیڈر اور ان کے سردار کی طرف سے امریکیوں کے قتل کا کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوتا، حالاں کہ انھوں نے عراق پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے جس میں شیعہ کے آئمہ ''معصومین'' کی قبریں اور مزارات ہیں؟

ضمیمہ جات

۱۔ حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری کی وضاحت جو انھوں نے ''الشرق الاوسط'' اخبار میں بروز جمعرات، ۲۹۔رجب ۱۴۲۴ ہجری بموافق ۲۵۔ستمبر ۲۰۰۳ء کو شمارہ نمبر ۹۰۶۷ میں کی۔

جناب صبحی الطفیلی سابق جنرل سیکرٹری حزب اللہ نے ''الشرق الاوسط'' کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا: ''ایران دنیا بھر کے شیعوں کے لیے خطرہ بن چکا ہے، ایران امریکی منصوبوں کا مرکزی کردار اور لبنانی مزاحمت کا مین کردار ہے۔ ایران نے ہماری تحریک مزاحمت کو اغوا کر لیا ہے اور اب اسرائیلی حدود کا چوکیدار بن گیا ہے۔''

بیروت سے شائر عباس کی رپورٹ:

یہ انٹرویو حسین درویش نے بعلبک کے جنوب میں بربتال شہر کی قدیم عمارت حسینیہ میں لیا۔ حزب اللہ کے سابق جنرل سیکرٹری سے یہ انٹرویو لیا گیا، جب کہ وہ اس سے پہلے ۱۹۹۷ء سے روپوش تھے۔ انھوں نے حزب اللہ اور لبنانی حکومت کے ساتھ اختلافات اور تنازع کی وجہ سے خود کو منظرِ عام سے ہٹا لیا تھا۔ جب ایران کے ساتھ ان کا فکری اور نظریاتی اختلاف بڑھ گیا تو انھوں نے حزب اللہ سے علیحدگی اختیار کر لی، حالاں کہ وہ حزب اللہ کے بانی اور پہلے جنرل سیکرٹری تھے۔ ان کے یہ اختلافات قتل و غارت تک پہنچ گئے جس سے ایک فوجی افسر اور سابق نائب سیکرٹری شیخ خضر طلیس مارے گئے۔ طفیلی کے کچھ مددگار حزب اللہ کے زیرِ تحت حوزہ دینیہ میں قتل کر دیے گئے۔ اس کے بعد طفیلی لبنانی محکمہ عدالت کو مطلوب ہو گیا اور پھر گزشتہ چھ سالوں میں عدالت نے اسے کبھی غائب مان کر فیصلے دیئے۔ اس تمام عرصے میں وہ کہاں رہے۔ ان کے دوستوں اور دشمنوں کو خوب معلوم تھا۔ باوجود یہ کہ انھیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اس عرصے میں انھیں گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

اپنی روپوشی کے دوران شیخ الطفیلی وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر بھی آتے رہے۔ ایک مرتبہ ۲۰۰۰ء کے انتخابات میں بھی بھرپور قوت کے ساتھ شرکت کی۔ اس طرح ۲۰۰۲ء میں ام ٹی وی پر بھی نمودار ہوئے، لیکن بعد میں یہ ٹی وی چینل بند کر دیا گیا۔ شیخ کے بقول اس انٹرویو کی وجہ سے ان پر یہ الزام لگا کہ انھوں نے اپنے اس انٹرویو کے ذریعے غبر یال المر کے ساحلی علاقے کے ضمنی انتخابات میں اپنے نامزد امیدوار کو کامیاب کرایا ہے۔ بعدازاں اس کی نیابت بھی ختم کر دی گئی تھی۔ شیخ الطفیلی کو اپنی روپوشی سے نمودار ہونے کے ان واقعات کی بھاری

قیمت ادا کرنا پڑی جب ان کی جبری روپوشی کی حالت بد سے بدترین ہوگئی اور بالآخر وہ حسینیہ بلڈنگ میں مقید ہو کر رہ گئے۔ شیخ الطفیلی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کا اشارع البقاعی میں گہرا اثر ورسوخ ہے اور شیخ اپنے موقف پر ڈٹ جانے والے جواں مرد کے طور پر معروف ہیں۔ انھوں نے ''الشرق الاوسط'' کے ذریعے اپنے موقف کی وضاحت کی ہے، جب کہ علاقے میں حالات نہایت ناسازگار ہو چکے تھے۔

لیکن ہم صرف ایک صحافی کی حیثیت سے ان کی شخصیت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیں گے، کیوں کہ ان کے دور کے بے شمار کٹھن مسائل کے بارے میں ان کی معلومات کافی وسیع ہیں۔ جس دور میں آپ حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری تھے، اس دور میں حزب اللہ نے آپ کی قیادت میں اسرائیل کو لبنانی سرزمین سے باہر نکال دیا تھا۔

شیخ کے ساتھ اختلاف رائے ہونے کے باوجود ''الشرق الاوسط'' کے نمائندے حسین درویش نے یہ انٹرویو لیا اور اس میں ملکی اور عالمی موضوعات پر شیخ سے گفتگو کی۔ شیخ نے اس انٹرویو میں ایرانی حکومت کے کردار پر بڑی سخت تنقید کی ہے۔ اور اسے لبنان اور علاقے کے شیعوں کے لیے خطرناک قرار دیا ہے۔

سوال نمبر ا:......کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ اب مزاحمت اور جنگ ختم ہوگئی ہے؟

جواب: ......کیا اس میں کوئی شک باقی ہے؟ یہ مزاحمتی تحریک تو اسی وقت ختم ہوگئی تھی جب تحریک کے قائدین نے ۱۹۹۴ء میں تموز ۱۹۹۶ء میں نیسان میں معاہدات میں شرکت کی تھی۔ ان معاہدات کی روشنی میں اسرائیلی ایٹمی تنصیبات کو مکمل تحفظ دے دیا گیا تھا اور یہ معاہدہ ایرانی وزیر خارجہ کی تائید وحمایت کے ساتھ ہوا تھا۔

لیکن یہ معاہدات لبنان کی فتح تصور کیے گئے ہیں، کیوں کہ اس نے لبنانی شہریوں کو اس جنگ سے بچا لیا تھا اور مزاحمت کے قانونی ہونے کا اعتراف بھی کیا، حالاں کہ مزاحمتی کاروائیاں مزارع شعبا میں وقتاً فوقتاً جاری رہیں۔ ان معاہدات کا اساسی اور اصلی مقصد تحریک مزاحمت کو ختم کر کے اسرائیل کے ساتھ معاہدات میں باندھنا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ

کیا شعبا میں موجود اسرائیلوں اور فلسطینی مقبوضہ علاقوں میں وندنانے والے اسرائیلوں میں کوئی فرق ہے؟

یہ تو اسرائیلی قبضے کا اعتراف ہے۔ میرے نزدیک لبنانی سرحدی گاؤں الخیام فلسطینی شہروں عکا اور حیفا جیسا ہی ہے۔ ان کی حیثیت برابر ہے۔ میرے لیے یہ چیز سخت اذیت ناک ہے کہ جن نوجوانوں نے میرے ساتھ موت سے کھیل کر عربی مقبوضہ علاقے آزاد کرنے کا حکم دیا تھا، اب وہ اسرائیلی سرحدوں پر اسرائیل کی تنصیبات کے محافظ بن کر کھڑے ہیں۔ اور جو شخص بھی اسرائیلیوں کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہتا ہے وہ اسے گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیتے ہیں۔

سوال ۲۔ کون سی جیلوں میں انھیں سزائیں دی جاتی ہیں؟

اس کی کئی صورتیں ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی کاروائیوں کی کوششیں کیں انھیں لبنانی حکومت کے حوالے کر دیا گیا اور انھوں نے ان سے سخت تفتیش کی ہے۔

سوال ۳۔ کیا آپ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ تحریک مزاحمت نے یہ معاہدے اس لیے کیے ہیں، تاکہ لبنان اور شام پر عالمی اور ملکی دباؤ ختم کیا جا سکے؟

میں مواقع کے انتظار کرنے کا مخالف نہیں ہوں، کیوں کہ حکمت یہی ہے کہ مناسب موقع پر کاروائی کی جائے، لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے، آپ موقع کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملکی سطح پر مناسب موقع کا آنا ناممکن ہے اور نہ یہ حکمت ہے، کیوں کہ یہ عالمی دباؤ تو کبھی بھی ختم نہیں ہوگا اور ہمارے لیے مناسب موقع کبھی نہیں آئے گا۔ میں تحریک مزاحمت میں شریک اپنے بیٹوں سے کہوں گا کہ تم جو کام اب کر رہے ہو وہ حرام ہے اور دشمن کی خدمت ہے اور اپنے مقصد سے خیانت ہے یا ہتھیار پھینک کر گھروں کو سدھار جاؤ یا ان معاہدوں کو توڑ کر دشمن پر آگ برسا دو۔ تمھیں کوئی شخص فتوے کے ذریعہ، یا ولایت فقیہ کے نام سے دھوکہ نہ دے، کیوں کہ دنیا کا کوئی فقیہ مجھے دشمن کافر کی خدمت کا حکم نہیں دے سکتا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ جس تحریک مزاحمت کو ہم نے اپنے شہدا کے خون

سے سینچا اسے اغواء کر کے ہمارے دشمنوں کی خدمت پر لگا دیا گیا۔

سوال ۴۔ آپ کے متعلق ایرانی موقف میں کب تبدیلی آئی؟ کیا آپ کو حزب اللہ کے فیصلوں سے الگ کرنے میں ایرانی حکومت کا بھی کچھ کردار ہے؟

مجھے پہنچنے والی تمام تکالیف کے باوجود میری یہ انتہائی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے ذاتی مسائل کو جماعتی مسائل سے دور ہی رکھوں، جیسا کہ میں نے اپنے ساتھ ہونے والے تمام ماضی کے مظالم اور حالیہ تکالیف کے باوجود ایرانی قیادت کو کوئی الزام نہیں دیا۔ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنے ذاتی مسائل کو کسی بھی جماعتی مسئلے میں داخل نہ کروں، لیکن جب تحریک مزاحمت کا موقف تبدیل ہو گیا اور ایران بھی امریکہ کے علاقائی مفادات کے ساتھ متفق ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اب میں اپنی خاموشی کو توڑ دوں اور حق بات کو کھل کر بیان کر دوں۔

سوال ۵۔ ہم واپس آتے ہیں اس تبدیلی کی طرف جو حزب اللہ کے موقف میں آئی ہے۔ آپ کی قیادت میں حزب اللہ نے بڑا مضبوط موقف اختیار کر رکھا تھا کہ دشمن کے ساتھ صلح نہیں ہوگی اور ان کے ساتھ سخت گیر رویہ اپنایا جائے گا، نیز اس دور میں حزب اللہ مغربی لوگوں کو یرغمال بنانے کا خطرناک کھیل بھی کھیلتی تھی۔

مغربی لوگوں کو یرغمال بنانے کے موضوع پر کسی مناسب وقت پر بات ہوگی، لیکن ہم تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کاروائی کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

لیکن حزب اللہ کے موقف میں تبدیلی کو دو نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) امام خمینی کی رحلت کے بعد ایرانی سیاست میں تبدیلی نمایاں تھی۔ اور اس سیاسی تبدیلی سے واضح تھا کہ یہ عنقریب ہمارے اسلامی موقف سے ٹکرائے گی۔

(۲) ایران میں کچھ ایسے لیڈر بھی ہیں جو ہماری نزدیکی اور قربت کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

سوال ۶۔ آپ کا مقصد کیا ہے؟

میں نے ایرانیوں کو بارہا کہا تھا کہ جب تمھاری مصلحت ہماری مرضی اور پسند سے ٹکرائے گی تو میں اپنی پسند کو ترجیح دوں گا۔ میں ایران اور اس کی سیاست کا ایجنٹ نہیں بنوں

گا۔ میں تمہارا بھائی اور شریک کار ہوں۔ اس سے زیادہ یا کم مرتبے میں کبھی راضی نہ ہوں گا۔

لیکن پوری دنیا میں طاقتور لوگ کمزور کو اپنا شریک بنانا پسند نہیں کرتے، بلکہ وہ ایسے کمزور لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں جو اندھا دھند ان کی پیروی کو ہی اپنا مقصد بنالیں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ میری آزادی چھین لی جائے اور میں اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کرسکوں۔ کیا مسلمان فقہاء میں کوئی ایسا فقیہ بھی ہے جو فقراء اور کمزور مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم ڈھالنے والے کافروں کا ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کا فتویٰ دیتا ہو؟ اس لیے جب آپ ایسے ظالمانہ نظام کے ساتھ چلنے سے معذوری کا اظہار کریں گے تو وہ پوری قوت اور وسائل کے استعمال سے آپ کو دور پھینک دیں گے۔

سوال ۷۔ لیکن آپ کے بعد حزب اللہ صرف لبنان ہی کے گیت گاتی نظر آتی ہے؟

جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایران لبنان میں دخل اندازی نہیں کرتا وہ جھوٹ بولتا ہے۔ لبنان کے متعلق فیصلے بیروت میں نہیں ہوتے، بلکہ تہران میں ہوتے ہیں۔

سوال ۸۔ کیا آپ کے دور میں بھی حزب اللہ کے فیصلے تہران میں ہوتے تھے؟

جی ہاں میرے دور میں بھی ایران کی مذہبی قیادت ہی فیصلے کرتی تھی، لیکن اس وقت فیصلوں میں باہمی اتفاق ہوتا تھا۔ ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہم پر فیصلے مسلط کیے جا رہے ہیں، بلکہ وہ ہماری رضامندی پر منحصر ہوتے تھے جب امام خمینی کی طرف سے حکم آتا یا اس کے کسی ساتھی کی طرف سے حکم آتا کہ اسرائیل کے ساتھ جنگ کرو تو ہم اس کو وجوبی حکم نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا ہماری رضامندی پر منحصر ہوتا تھا۔

سوال ۹۔ کیا خمینی کی وفات سے آپ کی ایران سے جدائی کا سفر شروع ہوا؟

ہمیں کہنا چاہیے کہ خمینی کی وفات سے ہمارے درمیان دوری پیدا ہونا شروع ہوئی۔

سوال ۱۰۔ اس وقت شامی حکومت کا موقف کیا تھا؟

جب شامی حکومت نے دیکھا کہ اسرائیل لبنانی تالاب میں ڈوبنے والا ہے تو اس نے بھی پروگرام بنایا کہ اسرائیل کو گھیر کر لبنان میں اکٹھا کر لیا جائے، لیکن لبنانی حکومت نے

جزین کے علاقے میں فوج بھیجنے سے منع کر دیا، یہ علاقہ لبنان سے چھین لیا گیا تھا، لیکن جب الجنوب کے علاقے سے مزارع شعبا پر قبضہ ہوا تو اس پر دباؤ بڑھ گیا گویا کہ شامی حکومت چاہتی تھی کہ اپریل نسیان معاہدے پر لوگوں کو جمع کر دیا جائے، اگرچہ اس میں پسپائی اختیار کرنی پڑے، لیکن ایرانی حکومت کے اپنے حسابات اور مفادات تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت کے ایرانی وزیر خارجہ نے امریکی خواہش پر اتفاق کر لیا تھا اور حزب اللہ کو خاموش کر دیا گیا اور بالآخر اسے میدان کارزار سے باہر نکال دیا گیا۔

سوال ۱۱۔ آپ عراقی شیعہ کے موقف سے راضی نہیں ہیں۔ تو یہ شیعی موقف کیا رخ اختیار کرے گا؟

عراق میں شیعی منصوبہ دیگر منصوبوں کی طرح ہی ہے۔ وہاں وہ لوگ اپنی عقل کم استعمال کرتے ہیں اور دیگر بہت سارے عوامل ان پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ جنوبی لبنان کی شیعی بستیوں اور شہروں نے اسرائیلی فوج کا استقبال پھولوں اور گلدستوں سے کیا تھا۔ اور یہ بعض فلسطینی کے عمل پر ردعمل کے طور پر ہوا تھا، لیکن دو سال کے قلیل عرصے میں یہی لوگ تحریک مزاحمت کے ہراول دستے بن گئے تھے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ عراق میں شیعی موقف بہت جلد تبدیل ہو جائے گا۔ اصل مشکل سیاسی لوگوں کی ہے، کیوں کہ اکثر دینی سیاسی لوگ ایرانی حکومت کے زیر سایہ ہیں جو امریکہ کے ساتھ اتفاق کر چکی ہے۔ ایران ہی نے شیعہ سیاستدانوں کو امریکی افواج کی بنائی ہوئی پارلیمنٹ کو قبول کرنے اور اس میں شامل ہونے کا حکم دیا ہے۔

سوال ۱۲۔ کیا آپ ایرانی حکومت کے امریکہ کے ساتھ عراقی معاملات میں اتفاق رائے اور امریکہ کے ایران پر ایٹمی معاملات میں سخت دباؤ میں تضاد نہیں پاتے؟

ہمیں خود فریبی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ عراق جنگ سے پہلے امریکہ اور ایران کے مذاکرات ہوئے تھے۔ اس مقصد کے لیے ایرانی انقلابی مجلس اعلیٰ کے ایک وفد نے واشنگٹن کا دورہ بھی کیا تھا۔ عراق میں ایرانی گروہ امریکی سسٹم کا ایک جزء ہیں، حتیٰ کہ ایران

کے ایک بڑے خطیب نے دارالحکومت کی ایک مسجد کے خطبے میں کہا کہ اگر ایران نہ ہوتا تو امریکہ افغانستان کی دلدل میں غرق ہو جاتا۔ ایرانی حکومت نے امریکیوں کے لیے افغانستان میں داخل ہونا ممکن بنایا اور اب امریکیوں کے وہاں قیام کے لیے اپنی خدمات دے رہے ہیں۔ رہا ایرانی سفیر کو گرفتار کرنے کا ڈرامہ یا ایٹمی ہتھیاروں کی وجہ سے ایران پر دباؤ ڈالنے کا مسئلہ تو یہ ایران کو امریکہ کے ساتھ تعاون کے لیے آسان شرائط پر راضی کرنے کی کوششیں ہیں۔

ایرانی شیعہ افغانستان میں امریکی منصوبوں کے لیے ہر قسم کی سپورٹ مہیا کر رہے ہیں۔

اسی لیے میں کہتا ہوں اور دنیا بھر کے شیعوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ تمھارے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تمھارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایرانی حکومت کے یہ اعمال اسلام اور تشیع دونوں کے لیے سخت نقصان دہ ہیں۔ [انٹرویو مکمل ہوا۔ ہم نے اپنی کتاب سے غیر متعلق سوالات حذف کر دیے اور باقی سوالات کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔]

☆☆..........☆☆

حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے بچو

تحریر:...... پروفیسر عبدالعزیز بن ناصر الجلیل

مورخہ: ۲۹-۶-۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم و بارك على عبده ورسوله نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين ، وبعد:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

"اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے، تاکہ تم بچ جاؤ۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا٥﴾

(النساء: ۱۱۵)

"اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے

اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حق بات کو چھپانے اور حق کو باطل کے ساتھ ملا کر لوگوں کو گمراہ کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

(البقرة: ٤٢)

"اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ .)) [1]

"میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے، ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری اس کے رسول کی سنت"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

((سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ وَ يُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ وَ يُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ وَ يُخَوَّنُ فِيْهَا الْأَمِيْنُ وَ يَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيْلَ وَ مَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ يَتَكَلَّمُ فِيْ أَمْرِ الْعَامَّةِ .)) [2]

"(قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے) کہ لوگوں پر پرفریب دھوکے والے سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے شخص کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے شخص کو جھٹلایا جائے گا، بددیانت کو امانت دار مانا جائے گا اور امانت دار کو خائن قرار

---

[1] الموطا، كتاب القدر، باب النهي عن القول بالقدر، حديث نمبر ١٧٠٨.

[2] صحيح الجامع، حديث نمبر ٣٦٥٠، سلسله الاحاديث الصحيحة، حديث نمبر ١٨٨٧.

دے دیا جائے گا اور رویبضہ عمومی مسائل میں رائے دے گا۔ آپ سے عرض کی گئی: رویبضہ سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک کم عقل، ذلیل وکمتر شخص (سردار و بادشاہ بن کر) عمومی مسائل میں اپنی رائے اور مشورے دے گا۔"

درج بالا آیات اور احادیث نہایت واضح ہیں۔ ان کی مزید تشریح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

ایسی آیات اور احادیث مبارکہ جن میں قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کے مطابق مضبوطی سے تھامنے کا حکم آیا ہے وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور اسلوب میں کئی طریقوں سے وارد ہوئی ہیں۔ کبھی ان کو مضبوطی سے تھام کر ولاء اور براء (دوستی اور دشمنی) اپنی رائے اور فیصلہ دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور کبھی کتاب وسنت کو چھوڑ کر لوگوں کی آراء اور خواہش پرست، شبہات کا پیچھا کرنے والوں کی اتباع کرنے سے ڈرایا جاتا ہے۔ دوستی لگانے یا دشمنی رکھنے کے اصول وضوابط کتاب وسنت کے تابع ہیں۔

آج ملک شام میں جو حادثات ہو رہے ہیں یعنی حزب اللہ یا مزاحمتی تحریک کا یہودیوں سے جنگ کرنا یا جنوبی لبنان میں تحریک آزادی وغیرہ تو یہ ایسے فتنے اور آزمائش ہیں جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے عقائد اور کتاب وسنت کے ساتھ ان کے ربط وضبط کی مضبوطی کو پرکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آزماتا ہے کہ کیا ان کے عقائد کتاب وسنت اور مسلمانوں کے سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہ اللہ علیہم کے عقائد کے موافق ہیں یا نہیں۔

بہت سارے لوگ ان فتنوں میں گرفتار ہوگئے ہیں اور حسن نصر اللہ رافضی شیعہ کے کھوکھلے نعروں اور یہودیوں کے ساتھ اس کی پر فریب جنگ سے دھوکہ کھا گئے ہیں۔ حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ یہ لوگ یا تو حقیقت توحید، اسلام میں دوستی اور دشمنی کے اصولوں اور حسن نصر اللہ رافضی شیعہ کے عقائد سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر جاہل بنے ہوئے ہیں۔

چوں کہ اس شیعی رافضی صفوی جماعت کا فتنہ بہت بڑا اور بہت شدید نوعیت کا ہے، اس لیے ہر صاحب علم کو حسب طاقت اس فتنے کا توڑ کرنا چاہیے۔ لوگوں پر اس جماعت کی حقیقت آشکارا کرنی چاہیے۔ لوگوں کو اس جماعت کے عقائد اور مقاصد سے آگاہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ اس دھوکہ باز جماعت سے نقصان نہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اپنی خوشنودی نچھاور فرمائے، انھوں نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے: وہ فرماتے ہیں۔ ''نہ میں دھوکے باز ہوں اور نہ کوئی دھوکے باز مجھے فریب دے سکتا ہے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت متقی اور ورع والے تھے اس لیے وہ کسی شخص کو دھوکہ دے ہی نہیں سکتے تھے اور نہایت صاحب بصیرت وعقل ودانش والے تھے اس لیے کوئی انھیں دھوکہ دے بھی نہیں سکتا تھا۔'' [دیکھیے: امام صاحب کی کتاب ''الروح'' ص: ۲۴۴]

آج ذرائع ابلاغ کو جس دھوکہ دہی، تلبیس اور گمراہی کے لیے استعمال کیا جارہا ہے اس سے یہ فتنہ عوام سے ہوتا ہوا بہت سے صاحب علم، دین دار اور داعیان تک جا پہنچا ہے۔ اس سے اس فتنے کی شرانگیزی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح جہاد اور مجاہدین کے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کیا جارہا ہے۔ افغانستان، عراق اور چیچنیا میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے والے مجاہدین کو دہشت گرد اور فسادی کہا جارہا ہے جب کہ جنوب لبنان میں رافضی حسن نصر اللہ کی قیادت میں مزاحمت کو ''شرعی جہاد فی سبیل اللہ'' کا نام دیا جارہا ہے۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ.

یہ بہت بڑا بہتان ہے اور گزشتہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا فرمان گزرا ہے کہ تمھارے بعد دھوکہ دہی کے کچھ سال ہوں گے۔ ان سالوں میں جھوٹے کو سچا اور سچے شخص کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار اور امانت دار کو خائن کہا جائے گا۔۔۔''

حسن نصر اللہ رافضی شیعی اور اس کی جماعت حزب اللہ کی گمراہی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کو ان کی پالیسی اور کردار کو سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات پر غور فرمائیں۔

ا۔ گزشتہ صفحات پر میں نے جو آیات کریمہ اور احادیث شریفہ بیان کی ہیں ان سے واضح ہے کہ مسائل کو سمجھنے، عقائد، موقف اختیار کرنے اور لوگوں کی افکار اور آراء کے تجزیے کے لیے معیار اور کسوٹی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ ہی سیدھا راستہ اور درست میزان ہے۔ جو شخص ان دونوں کو مضبوطی سے تھام کر ان کی روشنی میں لوگوں سے معاملات کرتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ اور اسے گمراہ کن فتنے سیدھے راستے سے کبھی بھٹکانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے واقف ہیں اور ان کی تعلیمات سے بخوبی بہرہ مند ہیں پھر وہ کیسے ان سب کو چھوڑ کر نسلی جذبات وعواطف، لوگوں کی گمراہ کن آراء اور خواہشات کی پیروی کرنے لگتے ہیں؟

ان کا حال شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

كَالْعِيْسِ فِي الْبَيْدَاءِ يَقْتُلُهَا الظَّمَأْ
وَالْمَاءُ فَوْقَ ظُهُوْرِهَا مَحْمُوْلُ

”خوبصورت سفید اونٹوں کو پیاس چٹیل میدان میں قتل کردیتی ہے، حالاں کہ پانی کے مشکیزے ان کے اوپر لدے ہوتے ہیں۔“

آیئے اب اس مفتون شخص حسن نصر اللہ اور اس کے دھوکے باز جماعت حزب اللہ کو کتاب وسنت کے میزان میں تولتے ہیں۔ انھیں توحید اور شرک، ہدایت اور گمراہی کے ترازو میں تولتے ہیں تاکہ اس شخص اور اس کی جماعت کی حقیقت آشکارا ہوسکے۔ آیا یہ شخص حق پر ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرتا ہے؟ یا وہ ایسے باطل پر ہے جس کی دعوت شیطان اور اس کی جماعت دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس کے جہاد اور یہودیوں کی دشمنی کی حقیقت کو بھی واضح کرتے ہیں۔ کیا اس کا جہاد اور یہودیوں کی دشمنی اللہ کے رضا کے

لیے ہے؟ یا شیطان وطاغوت کی خوشنودی کے لیے ہے؟

لہٰذا میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید نور مبین دے کر بھیجا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور اسی عقیدے کی بنیاد پر ولاء اور براء کا اصول رکھا کہ دوستی اور دشمنی اللہ کی رضا کے لیے ہوگی۔ دوستی اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور موحد مومنوں کے ساتھ ہوگی اور دشمنی و برأت مشرک اور مشرکین سے ہوگی۔ اسی مقصد کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا بازار سجایا گیا تا کہ شرک ختم ہوجائے اور دین ایک اللہ کے لیے خالص ہوجائے اس کا کوئی شریک باقی نہ رہے۔

یا حزب اللہ اور احسن نصر اللہ کا جہاد وہی ہے جس کی دعوت قرآن مجید نے دی ہے اور جس کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کرتے رہے ہیں؟''

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت کے عقائد، ان کی عقدی اور سیاسی وابستگی اور ان کے اہداف ومقاصد کو جاننا ضروری ہے۔

حسن نصر اللہ ۲۱۔ اگست ۱۹۶۰ء کو لبنان میں پیدا ہوا۔

۱۹۷۶ء کو تحصیل علم کے لیے عراق کے شہر نجف چلا گیا۔ وہاں اس نے جعفری شیعی مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسے البقاع کے علاقہ میں شیعہ تنظیم ''أمل الشیعہ'' کا سیاسی مسئول مقرر کر دیا گیا۔ پھر ۱۹۸۲ء میں اسے سیاسی دفتر میں رکن درجہ دے دیا گیا۔ پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس نے أمل الشیعہ سے علیحدگی اختیار کر کے حزب اللہ میں شمولیت کر لی اور اسے ۱۹۸۵ء میں بیروت کا مسئول بنا دیا گیا۔ پھر ۱۹۸۷ء میں مرکزی قیادت کا رکن اور جنگی معاملات کی کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا۔ پھر حزب اللہ کے سابق رہنما عباس موسوی کے قتل کے بعد اسے جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا۔ ۱۹۹۲ء میں اسے مکمل اختیارات کا حامل سیکرٹری بنایا گیا اور پھر ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۵ء کو دوبارہ اس کا انتخاب کیا گیا۔ [حسن نصر اللہ کا یہ تعارف ''مجلۃ الشاھد السیاسی'' میں اس کے انٹرویو کے شروع میں دیا گیا ہے۔ دیکھیے شمارہ

نمبر ۱۴۷، مورخہ ۳ جنوری ۱۹۹۹ء]

اس مختصر سے تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن نصر اللہ رافضیت میں غرق ایک متعصب شیعہ ہے اور ایران میں رائج اثنا عشری جعفری مذہب کا پیروکار ہے۔ اس مذہب کی تائید وحمایت کرتا ہے اور اسی کی نشر واشاعت کرتا ہے۔ اسی لیے ''عرب کا خمینی'' کے لقب سے مشہور ہے کیوں کہ وہ عرب ممالک میں ایسی ہی رافضی شیعی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جیسی خمینی نے ایران میں کی تھی۔ جبل لبنان کے سنی مفتی فرماتے ہیں ''حزب اللہ عربی ممالک میں ایران کے داخلے کا مین گیٹ ہے۔''

حسن نصر اللہ کا تعارف اثنا عشری جعفری فرقے کے عقائد جانے بغیر ناقص رہے گا اس فرقے کی طرف حسن نصر اللہ منسوب ہے وہ اپنی نسبت اثنا عشری جعفری فرقے کی طرف ہونے پر فخر کرتا ہے، اس کی تبلیغ کے لیے جہاد کرتا ہے اور اس کی نشر واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

اثنا عشری جعفری فرقے کے کفریہ شرکیہ عقائد ہیں جو اس مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنے والے کسی شخص پر مخفی نہیں۔ جو شخص ان کی قدیم وجدید کتب سے ادنیٰ واقفیت بھی رکھتا ہے وہ ان کے کفریہ عقائد سے بخوبی آگاہ ہے۔ اسی طرح جو شخص ان کے جلسے اور جلسوں میں شریک ہوتا ہے یا ان کے سالانہ جشن اور تہواروں پر سنے گئے کفریہ کلمات سنتا ہے وہ اس جماعت سے پوری طرح واقف ہے۔ حسن نصر اللہ جس فرقے کا پیروکار ہے اس کے خطرناک ترین اور گندے عقائد میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ فرقہ اپنے بارہ اماموں کو ہر قسم کی غلطی اور گناہ سے معصوم مانتا ہے۔ اس کے پیروکار اپنے آئمہ کی شان میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ ان کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ ان کی قبروں کا حج اور طواف کرتے ہیں۔ ان سے فریاد رسی چاہتے ہیں۔ ان کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ غیب کی ہر خبر جانتے ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے زیر حکم ہے۔ جیسا کہ خمینی نے بھی اپنی کتاب "الحكومة الاسلامية" میں اس کا اقرار

کیا ہے۔

۲۔ ان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تحریف کر دی تھی (نعوذ باللہ) اور مکمل اور صحیح قرآنِ مجید ان کے امام مہدی منتظر کے پاس ہے۔ وہ اپنی گمشدگی سے واپس آئیں گے تو کامل قرآن مجید ساتھ لائیں گے۔ اس وقت شیعہ اپنے علماء اور مشائخ کے حکم پر موجودہ ناقص قرآن ہی (نعوذ باللہ) پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ امام منتظر اصلی کامل قرآن لے کر نمودار ہو جائیں۔ ممکن ہے کوئی کہنے والا کہہ دے کہ شیعہ تحریف قرآن کا انکار کرتے ہیں اور ان کی طرف یہ قول منسوب کرنا زیادتی ہے۔ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ یہ قول ان کی معتبر ترین حوالہ جاتی کتب میں درج ہے، جیسے ان کے امام کلینی کی کتاب ''الکافی'' یا الطبرسی کی کتاب ''فصل الخطاب'' ہے۔ یہ دونوں مولف شیعہ کے نزدیک معتبر امام کے درجے پر فائز ہیں۔ اگر وہ اس عقیدے سے انکاری ہیں تو وہ ان دو کتابوں میں موجود اس عقیدے اور اپنے ان دو اماموں سے براءت کا اعلان کیوں نہیں کرتے؟ وہ ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

یہ کام شیعہ نے نہ پہلے کبھی کیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کر سکیں گے۔

۳۔ شیعہ جعفری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرتے اور انھیں کافر قرار دیتے ہیں خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سرخیل جناب ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو یہ سخت گالیاں دیتے ہیں اور ان کی شان میں سخت گستاخی کرتے ہیں۔ اسی طرح ازواج مطہرات اور خصوصاً ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے ہیں، حالاں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ محترمہ ہیں، مگر یہ بدبخت امہات المؤمنین کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان پر زنا کی تہمتیں لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جرائم کی وجہ سے قتل و برباد کرے۔ آمین

۴۔ یہ ماضی اور حال میں یہودیوں کے دوست رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان کے

دست راست بنے رہے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے مسلمان ممالک پر حملہ آور ہونے والے کفار کے مددگار رہے ہیں۔ ابن علقمی نے تاتاریوں کی جس طرح مدد کی وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں ان کی امریکی استعمار کی مدد بھی کوئی مخفی چیز نہیں ہے۔ انھوں نے عراق اور افغانستان کی تباہی و بربادی میں امریکیوں کا بھرپور ساتھ دیا ہے اور ابھی تک کافر فوجوں کے جاسوس اور حمایتی بنے ہوئے ہیں، سنی مسلمانوں کی قتل و غارت اور نسل کشی میں ان کے مددگار ہیں۔

ان کے درج بالا عقائد و اعمال کوئی خفیہ بات نہیں رہے، جیسا کہ ماضی میں تھا، بلکہ اب تو یہ اعمال و کردار پوری طرح عیاں ہے، خواہ ان کے اپنے اعتراف و اقرار سے ہوا ہے۔ یا ان کے خلاف ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے ساتھ عیاں ہوا ہے۔ یہ ہے اثنا عشری جعفری فرقے کی اصل حقیقت، اس فرقے کی طرف حسن نصر اللہ منسوب ہونے پر فخر کرتا ہے۔ کیا اب بھی اس شخص اور اس کی جماعت کے دھوکے پر مبنی نعروں اور شعروں سے دھوکہ کھانے والوں کا کوئی عذر باقی رہ گیا ہے کہ حسن نصر اللہ امت اسلامیہ کا دفاع کر رہا ہے یا وہ ملت کی طرف سے یہودیوں سے برسر پیکار ہے۔ یا وہ یہودی ریاست کے قلب میں کاروائیاں کر رہا ہے یا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف عمل ہے؟

اگر یہ شخص اپنے ان شرکیہ کفریہ اعتقادات کے ساتھ غالب آ گیا (اللہ تعالیٰ ایسا دن اسے نصیب ہی نہ کرے) تو یہ شخص رافضی شیعی حکومت قائم کرے گا جس کی بنیاد شرک اکبر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرنے، اہل سنت مسلمانوں کو کافر قرار دینے اور انھیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر ہوگی، جیسا کہ آج کل عراق میں ہو رہا ہے۔

﴿كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (التوبہ: ۸)

"کیسے ممکن ہے جبکہ وہ اگر تم پر غالب آ جائیں تو تمھارے بارے میں نہ کسی قرابت کا لحاظ کریں گے اور نہ کسی عہد کا، تمھیں اپنے مونہوں سے خوش کرتے

ہیں اور ان کے دل نہیں مانتے اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔''

اس سب کے باوجود مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو حسن نصراللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی فتح کی تمنا کرتے ہیں...... اے مسلمانو! ہم خواب غفلت سے کب بیدار ہوں گے؟ کب ہم نسی جذبات وعواطف، جھوٹے اشعارات اور دجل وفریب کے موازین سے نجات پائیں گے؟

۲۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صرف حسن نصراللہ اور اس کی جماعت حزب اللہ ہی اسرائیلی یہودیوں کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی ہے، جب کہ باقی تمام ممالک اور جماعتیں اسرائیل کے مقابلے میں عاجز آ چکی ہیں۔ حسن نصراللہ اسرائیل کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے اور اس بات کا اعتراف خود اسرائیلی بھی کرتے ہیں، لہٰذا آپ اس شخص کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں حالاں کہ وہ ملت اسلامیہ کے دشمن کو مار رہا ہے؟ کیا ہم یہودیوں کی پٹائی اور ان کے نقصانات پر خوش نہ ہوں؟ یقیناً یہ ایک بہت بڑا فتنہ اور عظیم شبہ ہے، لیکن یہ شبہہ صرف اسی شخص پر کارگر ہے اور اسے ہی گمراہ کرسکتا ہے جو صرف سطحی معلومات رکھتا ہے اور سطحی نظر سے دیکھتا ہے اور جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے، اسے اس جماعت اور اس کے لیڈر کے عقائد ومقاصد کا کچھ علم نہیں ہے۔

اس شبے کا تفصیلی جواب اللہ کی توفیق سے حاضر ہے۔

ا۔ بلاشبہ یہودیوں اور ان کی تنصیبات کو پہنچنے والے ہر نقصان پر ہمیں خوشی ہوتی ہے، لیکن اس سے ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ ہمیں ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہمیں جذبات کی رو میں بہنا چاہیے کہ ہم یہ کہنا شروع کر دیں۔ ''یہودیوں کو مارنے والا ہر شخص ہمارا بھائی اور ہمارا دوست ہے۔''

بلکہ ہمیں فرق کرنا چاہیے، جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کا ارادہ توحید وسنت کی نشرواشاعت ہو جس طرح کہ ہمارے فلسطینی مجاہدین بھائی ہیں تو وہ ہمارے دوست ہیں اور ہم ان کی مدد کر کے خوش ہوں گے اور ان کی فتح پر مسرور ہوں گے، لیکن جس شخص کا جہاد

شرک وبدعت اور فکر وضلالت کی نشر واشاعت کے لیے ہو اور وہ اپنے خفیہ مقاصد کے لیے کوششیں کر رہا ہو تو ہم ایسے شخص کو نہ دوست بنائیں گے اور نہ اس کی مدد کریں گے، اگرچہ اس کے دشمن کو مارنے پر ہم خوش ہوں گے، حتیٰ کہ دشمن کمزور ولاچار ہو جائے، جیسا کہ ہم ایسے شخص کو دشمن سے مار پڑنے پر بھی خوش ہوں گے، تاکہ یہ شخص شرک وکفر اور رافضیت کو پھیلانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور ہم زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے:

"اَللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الظَّالِمِيْنَ بِالظَّالِمِيْنَ وَ اَخْرِجِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ بَيْنِهِمْ سَالِمِيْنَ."

"اے اللہ ظالموں کو ظالموں کے ہاتھوں ہلاک کردے اور موحد مومنوں کو ان کے درمیان سے صحیح سلامت نکال لے۔"

اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں روافض کی مار پٹائی پر خوشی ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن شیعہ کے ٹھکانے اور اڈے تباہ کرتا ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم عام مسلمانوں، بچوں، عورتوں اور بے گناہوں کے قتل وغارت پر خوش ہوتے ہیں بلکہ ان کے قتل پر ہمیں دلی دکھ اور رنج پہنچتا ہے۔

۲۔ لبنان میں ایک بہت بڑی سازش ہورہی ہے اور مکروفریب کے جال بنے جارہے ہیں۔ یہ جال ایران اور شام حسن نصراللہ کو مدد دے کر بن رہے ہیں۔ ان ہی دو ملکوں نے حزب اللہ کو اسرائیل کے ساتھ جنگ میں جھونکا ہے۔ اس سازش کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں ملک بہت بڑے شیعی منصوبے کو نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور عراق پر امریکی، صہیونی اور شیعی یلغار کے فوراً بعد اس منصوبے کو تیزی سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ چند ماہ قبل دمشق میں ایران اور شام نے دفاعی معاہدہ کیا ہے جس میں حزب اللہ اور کچھ فلسطینی جماعتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس معاہدے کے ساتھ عراقی شیعی تنظیموں نے بھی اتفاق کیا ہے۔ اس طرح یہ نیا نظام خبیث قسم کے سرطان کی طرح چاروں طرف پھیل گیا ہے اور اس نے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیے ہیں۔ اس

سازش کا خطرہ ملت اسلامیہ کے لیے یہودی خطرے سے بھی بڑھ کر ہے، چوں کہ اس منصوبے کو علاقے میں نہایت مناسب ڈھال حاصل ہے اور یہ مسلمانوں میں در پردہ کام کر رہا ہے۔ اس لیے یہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور عام مسلمانوں کے جذبات سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مسئلہ فلسطین سے بڑھ کر کوئی مناسب چھتری حاصل نہیں ہو سکتی، لہٰذا وہ فلسطینی آزادی کی آڑ میں اپنے مجرمانہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تمام وسائل استعمال کر رہے ہیں جب کہ اس منصوبے کے کفریہ شرکیہ شیعی مقاصد لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں۔ اس منصوبے کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم عرب اور عالم اسلام میں شیعی مذہب کو غلبہ دے دیا جائے اور خصوصاً شام وعراق میں شیعی رافضی مذہب کی بھرپور ترویج کر دی جائے۔

۴۔ رہا یہ مسئلہ کہ لبنانی رافضہ حزب اللہ اور یہودیوں کے درمیان یہ جنگ اس وقت ہی کیوں چھیڑی گئی (جب کہ عراق میں جنگ جاری ہے) تو اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

ا۔ عراق میں جاری شیعہ کی مجرمانہ کاروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ کھیل کھیلا گیا، تا کہ لوگوں کی توجہ عراق میں شیعہ ملیشیا کی خونی وارداتوں کی طرف مبذول نہ ہو۔ شیعہ ملیشیا فلسطینی مہاجرین کی قتل وغارت اور جنوبی عراق کے سنی مسلمانوں کو زبردستی ہجرت پر مجبور کر کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ ان کے اسی ظلم و جبر کی وجہ سے بصرہ میں صرف سات فی صد سنی مسلمان رہ گئے ہیں، جب کہ بصرہ میں کئی دہائیوں سے سنی مسلمانوں کی اکثریت تھی، حتیٰ کہ امریکی قبضے سے پہلے بھی ان کی تعداد ۴۰ فی صد تھی۔ یہ سارا ظلم اس حکومت ایران کے دور میں ہو رہا ہے جس کا وزیر اعظم اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا نعرہ لگا تا رہتا ہے اور شیطان اکبر امریکہ سے جہاد کے دعوے کرتا ہے۔

یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب کہ اہل سنت مجاہدین نے ثابت کر دیا ہے کہ حقیقی مجاہدین وہی ہیں جو عراق، افغانستان اور چیچنیا میں شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ اسی طرح فلسطینی تحریک آزادی بھی سنی مسلمانوں کی ہے اور اس نے دنیا کی

نظروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے کہ وہ علاقے میں اکیلی ہی علم جہاد بلند کیے ہوئے ہے۔ یہودیوں کے خلاف سنی مجاہدین کی دلیرانہ کارروائیوں نے شیعہ کو رسوا کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ حملہ آور کفار کے ایجنٹ ہیں اور اس سے ان کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی تھی اس لیے کوئی ایسی کاروائی کرنا ناگزیر ہو گیا تھا جس سے شیعہ تنظیم کا اعتماد و اعتبار بحال ہو سکے اور ان کے مجرمانہ کردار پر پردہ ڈالا جا سکے۔

۲۔حزب اللہ کا اپنے حلیف ایران کے ساتھ عراقی مجاہدین کے خلاف امریکی اتحاد میں شامل ہونا منکشف ہو گیا ہے۔لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ حزب اللہ عراقی شیعی میلشیا کو تربیت دے رہی ہے اور یہی ملیشیا فلسطینیوں اور عراقی سنی مسلمانوں کے قتل و غارت میں پیش پیش ہیں۔ان رسوا کن اعمال پر پردہ ڈالنے کے لیے لبنانی جنگ چھیڑی گئی۔

۳۔جنگ کو اس وقت شروع کرنے کی تیسری وجہ یہ تھی کہ شام اور لبنان میں شیعی حملے ناکام ہو رہے تھے۔ امریکی اتحاد میں شامل ایرانی صفوی شیعی ارکان کے موقف سے شیعی تحریک کمزور ہو رہی تھی۔ پھر عراق میں امریکی اور ایرانی منصوبوں میں باہمی اختلافات بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اس لیے ضروری ہو گیا تھا کہ کوئی ایسا کام شروع کیا جائے جو عراقی شیعوں کے جرائم پر پردہ ڈال سکے۔عراقی شیعی ملیشیا اہل سنت مسلمانوں اور فسلطینی مہاجرین کے خلاف جو مجرمانہ کاروائیاں کر رہی تھیں انھیں چھپایا جا سکے، نیز فلسطینی تحریک آزادی کی کامیابیوں سے لوگوں کی توجہ ہٹائی جا سکے جس نے یہودیوں کو عاجز و بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔اس لیے یہ کاروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا، تاکہ شیعی تبلیغی کاروائیوں پر اعتماد کو بحال کیا جا سکے۔

اس طرح ایران کے وزیر اعظم محمود احمدی نژاد کے جھوٹ پر اعتماد بحال کرانا بھی مقصود تھا کہ ایران اسرائیل کو دنیا کے نقشے سے مٹا دے گا اور یہودیوں کا مقابلہ کرے گا۔عراق میں حزب اللہ کی تحریک آزادی کی مخالفت پر پردہ ڈالنا بھی مقصود تھا، نیز لبنان میں امن و امان کی صورت حال کو بہتر ہوتے ہوئے بگاڑنا مقصود تھا جس کی دھمکی شامی حکمران بشار الاسد دے

چکا تھا۔

ان تمام اہداف کو حاصل کرنے کے لیے حزب اللہ نے یہودی اسرائیل کے خلاف جنگ چھیڑ دی، کیوں کہ حزب اللہ ایرانی شیعی منصوبے کا تیسرا رکن ہے کیا ہم یہودی دشمنوں کے خلاف جنگ کے خلاف ہیں؟

جی نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔ ہم ہر اس کاروائی پر خوش ہوتے ہیں جو غاصب یہودیوں کو نقصان پہنچائے، انھیں کمزور کرے اور ان کی دہشت میں کمی کا باعث ہو۔

لیکن ہم کسی بھی کاروائی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہتے۔ ہم یہ بات کبھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ کاروائی ہمارے علاقے میں یہودی منصوبے سے زیادہ خطرناک ایرانی شیعی منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے مددگار بن جائے۔ ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ کاروائی کرنے والے مسئلہ فلسطین کی قیمت پر یہ کاروائی کریں۔

حالاں کہ وہ عین اسی وقت بغداد میں فسلطینی لوگوں کو قتل کر رہے ہیں، ان کے اموال لوٹ رہے ہیں اور ان کی عزتوں کو تار تار کر رہے ہیں۔ ہم یہ کبھی قبول نہیں کریں گے کہ ایرانی صفوی شیعہ شام اور لبنان کا امن وایمان اپنے گھٹیا مقاصد کے لیے برباد کردیں۔ ہم کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ایرانی شیعی اشتعال انگیزی پر یہودی لبنان کو تباہ وبرباد کردیں، لبنانی عوام بچوں اور عورتوں کے خون سے ہولی کھیلیں۔

ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ ایرانی شیعہ نئے روپ میں فریب دھوکہ دہی سے ہمیں یہ باور کرائیں کہ وہ مزاحمتی تحریک ہیں، حالاں کہ وہ سرعام دن دیہاڑے سب کے سامنے امریکی اور یہودی منصوبوں کی تکمیل کی راہیں ہموار کر رہے ہیں ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ کسی بھی وقت ہمارے عراقی مسلمان بھائیوں کے قتل وغارت سے شیعی جرائم سے ہماری نظریں ہٹائی جاسکیں۔

ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ گھناؤنی کاروائی شیعی ایٹمی بم بنانے کے لیے وقت کے حصول کے لیے استعمال کی جائے، جو کہ بننے کے بعد عربوں اور مسلمانوں کے خلاف ہی

استعمال ہوگا۔ یہ خبیث شیعی بم مسلمانوں کے اموال، عزتوں اور پراپرٹی کی تباہی کے لیے ہی استعمال ہوگا۔

پوری تاریخ کی ورق گردانی کر لیجیے آپ کو کوئی ایک جنگ بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں ایرانی شیعہ نے یہودیوں یا ''شیطان اکبر'' امریکہ کے خلاف معرکہ آرائی کی ہو۔ پوری تاریخ میں ایسا ایک لفظ بھی نہیں مل سکے گا، بلکہ تاریخی اوراق پر یہ لکھا ہوا ملے گا کہ ایران عراق جنگ کے دوران ایران امریکہ اور اسرائیل سے جنگی اسلحہ حاصل کرتا رہا ہے جسے رسوائے زمانہ ''ایران گیٹ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ ہی وہ ایران ہے جو آج نئے شیعی صفوی توسیعی منصوبے کو چلا رہا ہے۔ یہ ایران ہی ہے جو امریکہ کو عراق کے خلاف ابھارتا ہے اور اب امریکی قبضے کے استمرار کے لیے ہر طرح کی خدمت بجالا رہا ہے۔

یہ ایران ہی ہے جو حزب اللہ کو لبنانی تباہی اور امن ولمان کو غارت کرنے کے لیے ستعمال کر رہا ہے۔ یہ ایران ہی ہے جس کی للچائی ہوئی نظریں مسلسل خلیج عربی پر جمی ہوئی یں۔ یہ ایران ہی ہے جس نے عرب امارات کے تین جزائر پر ظالمانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ یران ہی ہے جو فسلطینی تحریکوں کو اپنے مقاصد کے لیے جب چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے استعمال کرتا ہے، اگرچہ عربی اور اسلامی علاقوں کا امن وامان غارت ہی ہو جائے۔

۴۔ اس آخری نکتے میں ہم مسلمانوں کے زخموں پر مرہم رکھنے اور ناامیدی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ اگرچہ یہ واقعات سخت اذیت ناک اور تکلیف دہ ہیں، لیکن شاید کہ یہ واقعات وحادثات روشن صبح کی نوید لے کر آئیں، کیوں کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ روز مجرموں کی رسوائی اور ذلت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور موحد مومنوں کے موقف اور سچائی اور ثابت قدمی کو پذیرائی مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے پہلے اس قسم کی آزمائشوں کا آنا لازمی بات ہے۔ جس میں سچے مومن، کافروں اور منافقوں سے ممتاز ہو جائیں اور جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے وہ الگ ہو جائیں،

تا کہ جو ہلاک و برباد ہونا چاہتا ہے وہ دلائل کے ساتھ برباد ہو اور جو زندہ رہے وہ دلائل کو جان کر زندہ رہے۔

موجودہ حالات اسی طرف جارہے ہیں۔ اس تمیز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت نہیں آتی۔

ایک چیز اور ہے جو دلوں میں آس کے دیے جلاتی ہے اور مجرموں کے خوف و رعب اور مکروفریب کو دور کرتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾ (الانفال: ٣٦)

”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں، تا کہ اللہ کے راستے سے روکیں۔ پس عنقریب وہ انھیں خرچ کریں گے، پھر وہ ان پر افسوس کا باعث ہوں گے، پھر وہ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔“

عین ممکن ہے کہ یہ حادثات کے شعلے جو رافضی شیعہ نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے بھڑکائے ہیں یہ ان ہی کے گلے پڑ جائیں اور ان کے مجرمانہ منصوبوں کے خاتمے کی ابتدا بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ تو یہ ہی ہے کہ بقاحق اور اہل حق کے لیے ہے اور باطل اور اہل باطل مٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ﴾ (الانبیاء: ١٨)

”بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے، پس اچانک وہ مٹنے والا ہوتا ہے اور تمھارے لیے اس کی وجہ سے بربادی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔“

نیز ارشاد ربانی ہے۔

﴿كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ﴾ (الرعد: ۱۷)

''اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے، پھر جو جھاگ ہے سو بے کار چلا جاتا ہے اور رہی وہ چیز جو لوگوں کو نفع دیتی ہے، سو زمین میں رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو اہل حق میں شامل فرمائے اور اہل حق کا مددگار بنائے۔ امت محمدیہ کا رشد وہدایت والا معاشرہ مضبوط و مستحکم ہو، جس میں امت محمدیہ کا دوست عزت دار ہو اور اس کا دشمن ذلیل ورسوا ہو۔ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

والحمد للہ رب العالمین

☆☆............☆☆

بیت المقدس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا

آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والا کوئی شخص بیت المقدس کو ہرگز آزاد نہیں کرا سکتا

تحریر: پروفیسر محمد البراک

آج امت مسلمہ اشتعال انگریز جنگوں میں گھری ہوئی ہے جن کا شر وفساد چار سو پھیلا ہوا ہے۔ ان جنگوں نے امت مسلمہ کا نظام بکھیر کر رکھ دیا ہے اور اس کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہ شر انگیز خونی جنگیں کافر و فاجر قوم کی قیادت میں لڑی جا رہی ہیں جو مومنوں کے ساتھ کسی رشتہ داری یا عہد کی پاسداری نہیں کرتے۔

آج فلسطین کی مبارک سرزمین زخموں سے چور چور ہے۔ اس کی صبح اور شام دردناک اذیتوں، غمناک تصاویر، رنج والم میں ڈوبے مناظر، معصوم بچوں کی چیخ وپکار، ہر طرف ظلم وستم کی آوازوں، دکھی ماؤں کی چیخوں اور یتیم بچوں کی آہوں اور سسکیوں میں ہوتی ہے۔

اس کے لیل ونہار صفوں میں رکھے دور تک پھیلے کفنوں، جنازوں، منہدم شدہ گھروں، عزتوں کی محرومی پر ہو رہے ہیں۔ ایسے ایسے ہولناک حادثات ہو رہے ہیں، جنھیں دیکھ کر، سن کر دل خون کے آنسو روتا اور جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ہولناکی اور دہشت سے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

دجلہ اور فرات کی سرزمین اللہ کے سامنے اپنے دکھوں کی داستان سجائے ہے۔ وہ چکی کے دو پاٹوں میں بری طرح کچلی جا رہی ہے۔ ایک طرف حملہ آور ظالم یہودی ہیں تو دوسری طرف دشمنی میں غرق رافضی شیعہ ہیں۔

فلسطینیوں کے گھر برباد کر دیے گئے ہیں ان کی مساجد گرا دی گئی ہیں اور ان کی عزتوں کو تار تار کر دیا گیا ہے، ان کے مال وجان کو لوٹ لیا گیا ہے اور ان کے گھروں میں صلیبی

جھنڈے لہرا دیے گئے ہیں۔

یہ حادثات مسلمانوں کو پکار پکار کر مدد کے لیے بلا رہے ہیں۔ چیخ چیخ کر انھیں اپنی مدد کے لیے نکلنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔

کوئی ہے جو اس مظلوم پکار کا جواب دے؟

کوئی ہے جو ان خون آلود معذوروں کی فریاد رسی کرے؟

احل الکفر بالاسلام ضیما
یطول به علی الدین النحیب
فحق ضائع وحمی مباح
وسیف قاطع ودم صبیب
وکم من مسلم امسی سلیبا
ومسلمة لها حرم سلیب
وکم من مسجد جعلوه دیرا
علی محرابه نصب الصلیب
امور لو تاملهن طفل
لثار فی مفارقه المشیب
اتسبی المسلمات بکل ثفر
وعیش المسلمین اذا یطیب
اما لله والاسلام حق
یدافع عنه شبان وشیب؟
فقل لذی البصائر حیث کانوا
اجیبوا الله ویحکموا اجیبوا

ا۔ کفر نے اسلام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے ہیں۔ شرافت و نجابت کے دین

پر حملہ آور ہو گیا ہے۔

۲۔ حقوق ضائع ہو رہے ہیں، گھروں کو لوٹا جا رہا ہے۔ تلواریں کاٹ رہی ہیں اور خون سیل رواں کی طرف بہہ رہا ہے۔

۳۔ کتنے ہی مسلمان مرد لٹ گئے ہیں اور کتنی ہی مسلمان عورتوں کے گھر چھین لیے گئے ہیں۔

۴۔ کتنی ہی مساجد کو انھوں نے گرجا گھر بنا لیا ہے اور مساجد کے محرابوں میں صلیب لٹکا دی ہے۔

۵۔ ایسے ایسے دہشت ناک واقعات ہو رہے ہیں کہ اگر بچہ بھی ان پر غور کرے تو اس کے بالوں میں بڑھاپا آ جائے۔

۶۔ کیا اسی طرح ہر سرحد پر مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنایا جاتا رہے گا؟ کیا اس حال میں مسلمان خوشگوار زندگی گزار سکیں گے؟

۷۔ خبردار! اللہ اور اسلام کا بھی حق ہے۔ مسلمان نوجوان اور بوڑھے اس کا دفاع کب کریں گے؟

۸۔ ہر اہل بصیرت و عقل و دانش کو کہہ دو کہ وہ جہاں بھی ہوں، اللہ کے حق کے دفاع کے لیے آ جائیں۔

اے حکمرانو! تم بھی اس پکار پر لبیک کہو۔

ان خونی حادثات کے سمندر میں، پے در پے دکھوں اور مصیبتوں اور دہشت ناک پریشانیوں میں مسلمان اس دردناک صورت حال سے نکلنے کی راہ تلاش کر رہے ہیں۔ کسی نجات دہندہ کی راہ تک رہے ہیں جو انھیں اس ذلت و رسوائی سے نکالے، کسی رہنما کا انتظار کر رہے ہیں جو ظلم و طغیان کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھے، دشمنوں کے حملے کو روکے اور بہتے خون کی ندیاں بند کر سکے۔

ان حالات میں جب کہ مسلمانوں کی پریشانیوں اور مشکلات چاروں طرف سے انھیں

گھیرے ہوئے ہیں۔ بہت سارے لوگوں کو اصل معاملے کی خبر نہیں ہو پا رہی ہے۔ وہ دوست اور دشمن میں فرق نہیں کر پا رہے۔ وہ جس شخص کو ذلیل ورسوا کرنا ہوتا ہے اسے عظمت وشرف دے دیتے ہیں اور جو بلندی کا حقدار ہوتا ہے۔ اسے پستیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔

جب صبح روشن ہوگی اور ہر معاملہ صاف دکھائی دینے لگے گا تو وہ ندامت وشرم ساری سے اپنی انگلیاں چبائیں گے، مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہمیں شاعر وادیب احمد شوقی کا وہ قصیدہ نہیں بھولنا چاہیے جو اس نے مصطفیٰ کمال اتاترک کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے لکھا تھا۔ اس نے اسے انقرہ کا تاج قرار دیا تھا اور آستانے کو عزل کرنے والا قرار دیا تھا۔ یعنی کمال اتاترک کا تاج اور سلطنت وخلافت کو ختم کرنے والا قصیدہ۔ جب اتاترک نے یونان کے ساتھ اپنی ڈرامائی جنگ کا دعویٰ کیا تو احمد شوقی نے اپنے مشہور شعر کہے تھے:

الله اكبر كم في الفتح من عجب
ياخالد الترك جدد خالد العرب
يوم كبدر فخيل الحق راقصة
على الصعيد وخيل الله في السحب

''اللہ اکبر، فتح میں کتنے عجوبے ہیں۔ اے ترکی خالد، عربی خالد بن ولید کی یاد اور اس کے کارناموں کی یاد تازہ کردے۔ جنگ بدر کی تاریخ دہرادو، حق کے گھوڑے میدانِ جہاد میں محو رقص ہیں اور اللہ کے گھوڑے میدان میں موجود ہیں۔

لیکن جب احمد شوقی کو معلوم ہوا کہ ترکی خالد نے عربی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے بجائے عربوں اور ترکوں کی عظمت وشان کو مٹا کر رکھ دیا ہے تو وہ سخت نادم وشرمندہ ہوا۔

اس سے بھی بڑھ کر افسوس ناک بات یہ ہے کہ ان مشکل حالات میں لوگ ہر چیخنے والے کی آواز پر کان دھر لیتے ہیں اور ہر نااہل، کم عقل وبے بصیرت شخص امت مسلمہ کے بڑے بڑے مسائل میں رائے زنی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں

اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، بلکہ کتاب وسنت کی روشنی سے منور داعیان حق کو لوگ مذاق کا نشانہ بناتے ہیں۔

حالات کتنے ہی دگرگوں کیوں نہ ہوں اور معاملات کیسے ہی بگڑے ہوں، گمراہی کے داعیان کتنے ہی مستعد اور مصروف عمل ہوں، اہل حق پر واجب ہے کہ وہ دین حق کی تبلیغ پرزور طریقے سے کریں اور حق کو واضح کریں، اگرچہ لوگ اہل باطل داعیان اور ان کے مؤیدین سے کتنے ہی متاثر کیوں نہ ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (الانعام: ۵۵)

''اور اسی طرح ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور تاکہ مجرموں کا راستہ خوب واضح ہو جائے۔''

یعنی ہم آپ کو توحید ورسالت کے معالم سے خبردار کریں گے اور عقیدے کے بنیادوں سے باخبر کریں گے، تاکہ آپ کو حق وباطل اور ہدایت وگمراہی میں فرق معلوم ہو جائے۔

اسی لیے ہر داعی، عالم دین اور طالب علم پر لازمی ہے کہ وہ لوگوں کو عقائد اور مذہب کے قواعد وضوابط کی تعلیم دے۔

بلاشبہ فلسطین اور لبنان میں یہودی بربریت ایسی ننگی جارحیت ہے جسے کوئی مذہب یا عقل تسلیم نہیں کرتی اور نہ کوئی صاحب ضمیر اس پر راضی ہوسکتا ہے، لیکن کلمۂ حق کہنا اور گمراہ کرنے والے داعیان سے ڈرانا اور بچانا بھی بہت ضروری ہے۔ ایسے داعیان جو خوشنما بینرز اور جھنڈے لہراتے نظر آتے ہیں، جب کہ ان کے سینے کفر وعداوت سے جوش مار رہے ہوتے ہیں، وہ اہل حق کی غیر موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مسائل کو سمجھنے کی ایک غلطی یہ ہے کہ جب کسی شخص کو رافضی شیعہ سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ اسے یہودیوں کی حمایت سمجھنے لگتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ ڈرانے والا شخص یہودیوں کا

دوست ہے یا یہ شخص یہودیوں کے ظلم و بربریت پر خوش ہے جو بلاتفریق معصوم بچوں، بوڑھوں اور کمزور عورتوں کو قتل کر رہے ہیں۔

اور وہ سمجھتا ہے کہ اس شخص کو بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کے کٹے پھٹے اعضاء اور بہتے خون پر کوئی دکھ اور صدمہ نہیں ہے۔

یہ نہایت غلط سوچ ہے، کیوں کہ اسلام نرم دلی، رحمت اور شفقت کا دین ہے۔ دین اسلام نے اپنے پیروکاروں پر حرام کیا ہے کہ وہ اپنے دشمن کے ساتھ جنگ میں غیر جنگجو افراد کو قتل کریں یا ان پر ظلم ڈھائیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر (جہاد پر) روانہ ہو جاؤ، اللہ کی توفیق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر روانہ ہو جاؤ۔ کسی بوڑھے بزرگ آدمی کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے، شیر خوار اور عورت کو قتل کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور نہ اسے اپنے پاس جمع کرنا، اصلاح کے کام کرنا اور نیکی کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ ہم ایک غزوے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز کے گرد جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ یہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں۔ اس نے آکر بتایا کہ یہ لوگ ایک مقتول عورت پر جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ عورت جنگجو تو نہ تھی (پھر کس لیے قتل کردی گئی) وہ فرماتے ہیں۔ جنگ کے ہراول دستے کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ذریعے انھیں پیغام بھیجا کہ خالد سے کہو کسی عورت یا غلام (نوکر) کو ہرگز قتل نہ کرے۔

یہ ہیں اسلام کی رحم دلانہ تعلیمات جو دشمنوں سے بھی نرمی کا سلوک کرنے کا حکم دیتی

ہیں۔ اس لیے کافروں کا کفر ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم ان پر ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھیں اور ان کو جس طریقے سے چاہیں قتل کریں۔ اس لیے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اہل دین کو اذیتیں دیتے ہیں، لیکن وہ جنگ میں شریک نہیں ہوتے تو ایسے لوگوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

حزب اللہ اور شیعہ سے بچنا ہر اس شخص پر واجب ہے جو عقیدہ توحید کو جانتا ہے خصوصاً اس دور میں جب کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ان کے عقائد سے جاہل ہونے کی بنا پر ان کے دھوکے میں پھنس چکی ہے۔ جب وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے محافظ ہیں، اسلام اور عقیدہ توحید کی خاطر وہ جنگ لڑ رہے ہیں اور دین اسلام کی مدد کر رہے ہیں تو حق اور باطل خلط ملط ہو جاتا ہے۔ ان کے باطل شعارات سے بہت سے لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور بعض اوقات بعض جاہل ان کے کفریہ شرکیہ عقائد کو صحیح سمجھنے لگے ہیں اور ان کی تعریف کرنے لگتے ہیں۔

جن حالات میں ہم جی رہے ہیں، ان میں ایک عالم ربانی کا قصہ یاد کرنا بھی سودمند ہو گا جس نے رافضی عبیدی حکمران المعز کے سامنے کلمہ حق نہایت جرأت مندی کے ساتھ ادا کیا تھا۔ اس نے رافضیوں کے خوشنما پُر فریب شعارات سے دھوکہ کھائے بغیر ان کی سخت سزاؤں کی پروا کیے بغیر ان کے نام نہاد جنگجوؤں سے خوف کھائے بغیر کلمہ حق ادا کیا تھا اور اس سلسلے میں کسی لگی لپٹی کی پرواہ نہ کی، حتیٰ کہ اس جرات کی جزا زندگی کی قربانی کی صورت میں قبول کر لی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبیدی شیعی حکمران المعز کے حالات زندگی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: المعز جس کا دعویٰ تھا کہ فاطمی ہے۔ جب وہ اسکندریہ آیا تو شہر کے معززین سے ملا۔ اس نے انھیں بڑا بلیغ خطبہ دیا جس میں کہا کہ وہ ظالم سے مظلوم کا حق لے کر رہے گا۔ اور اپنے نسب نامے پر بڑا فخر وغرور کیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عبیدیوں اور فاطمیوں کے ذریعے سے امت اسلامیہ پر بڑا رحم کیا ہے، حالاں کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر رافضیت میں غرق تھا۔

جیسا کہ قاضی الباقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "عبیدیوں کا مذہب خالص کفر ہے اور ان کا اعتقاد رافضیت ہے۔ اسی طرح اس کے عوام اور اس کے مددگاروں اور دوستوں کا عقیدہ اور مذہب ہے۔ اللہ ان سب کو غارت کرے۔

المعز نے اپنے سامنے اس دور کے زاہد، عابد، ورع اور متقی عالم ربانی ابوبکر النابلس کو حاضر کیا اور کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم کہتے ہو اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو میں رومیوں کو نو تیر ماروں گا اور مصری عبیدی حکمرانوں کو دسواں تیر ماروں گا۔

امام صاحب نے جرأت سے جواب دیا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ بادشاہ نے سمجھا کہ امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے، لہٰذا پھر پوچھا اچھا تو آپ نے کیسے کہا تھا؟

امام صاحب نے فرمایا میں نے کہا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نو تیر تمھیں ماریں پھر دسواں تیر بھی تمھیں ہی ماردیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کیوں؟

امام صاحب نے جواب دیا۔ وہ اس لیے کہ تم نے امت اسلامیہ کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، صالحین کو قتل کر دیا ہے، نور الٰہی کو بجھانے کی کوشش کی ہے، اور ایسے مقام و مرتبے کے دعویدار بن گئے ہو جو تمہارے لائق ہی نہیں۔

یہ جواب سن کر بادشاہ آگ بگولہ ہو گیا اور حکم دیا کہ کل امام صاحب کو تمام لوگوں کے سامنے بطور مجرم پیش کیا جائے، اگلے دن شدید ترین کوڑے مارے جائیں، پھر تیسرے دن ان کی کھال اتارنے کا حکم دیا۔

لہٰذا ایک یہودی کو کھال اتارنے کے لیے لایا گیا جب کہ امام صاحب اس دوران قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔

وہ یہودی کہتا ہے: مجھے امام صاحب پر بڑا ترس آیا۔ پھر جب میں ان کے دل تک پہنچا تو میں نے ان کے سینے میں چھری گھونپ دی جس پر وہ فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ

انھیں شہید کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ان ہی کی طرف بنو الشہید (شہید کے بیٹے)

کی نسبت ہے۔ اہل نابلس میں آج تک ان کی اولاد اپنی نسبت ان کی طرف کرتی ہے اور ان میں آج بھی خیر و برکت باقی ہے۔ [دیکھیے البدایۃ والنہایۃ: ۱۱/ ۳۲۲]

فلسطین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ آج یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص فلسطین کو آزادی دلا سکے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے عقیدے کی بنا پر گالیاں بکتا ہو؟

میں کہتا ہوں۔ اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

فلسطین کو آزادی دلا کر اسلامی مملکت بنانا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں، ان کے لیے اللہ کی خوشنودی کی دعائیں کرتے ہیں اور عمر فاروق کی سیرت و کردار کو اپناتے ہیں۔

رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والے تو اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، یہ لوگ امت اسلامیہ کی تباہی و بربادی ہی میں اضافہ کریں گے، ان سے حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل ہونے کی توقع نہیں ہے۔ جب حالات ان کے موافق ہوں گے تو یہ اپنے خونی نوکیلے دانت امت کو دکھائیں گے اور اس پر حملہ آور ہو جائیں گے۔

اس وقت یہ لوگ اپنی دشمنی کا اظہار سر عام کریں گے اور اپنا غیظ و غضب اہل سنت پر نکالیں گے، اہل سنت کی اراضی چھین لیں گے، ان کی عزتوں کو لوٹ کر انھیں گھروں سے نکال کر باہر کریں گے، جیسا کہ آج عراق اور ایران میں ہو رہا ہے۔

اس وقت خواب غفلت کے مزے لینے والے بھی جاگ جائیں گے اور ملت اسلامیہ کے حقوق میں کوتاہی کرنے والے پشیمان ہوں گے، لیکن اس وقت تک پلوں کے نیچے سے بہت سارا پانی بہہ چکا ہوگا۔

اس لیے عقیدہ توحید اور کتاب اللہ کے ارشادات پر ایمان رکھنے والے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ مومنوں سے دوستی اور کافروں سے دشمنی کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حزب اللہ اور اس کے قائدین سے براءت کا اعلان کرے، اگرچہ اہل باطل ان کے کیسے ہی گیت گائیں

اوران کے فضائل میں زمین وآسمان کے قلابے ملائیں۔

ہر توحید پرست کو امام نابلسی ابوبکر رحمہ اللہ کا وہی جواب دہرانا چاہیے جو انھوں نے المعز العبیدی شیعی کو دیا تھا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم لات کے پجاری حزب کو نو تیر ماریں پھر دسواں تیر یہودیوں کو ماریں۔

☆☆..........☆☆

تصویری دستاویزات

حسن نصر اللہ، مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے امریکہ اور اسلامی بیداری کی تحریکیں
حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری

حسن نصر اللہ کے نزدیک کچھ اسلامی جماعتیں امت مسلمہ کے لیے عظیم خدمات سرانجام دے رہی ہیں، جب کہ دوسری جماعتیں امریکہ اور اسرائیل کی خدمات میں مصروف ہیں، اگرچہ وہ اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں۔

حسن نصر اللہ نے اس بات کی تردید کی کہ ہم متعصب ہیں، بلکہ ہم پوری دنیا میں اسلام کا نام لینے والوں کے ہمقدم ہیں، خواہ وہ کوئی بھی تحریک ہو یا شخصیت ہو۔ کچھ ایسی تحریکیں ہیں جو اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں، لیکن وہ شیعہ اور مختلف سنی فرقوں کو کافر قرار دیتی ہیں۔ وہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کو قتل کر رہی ہیں۔ اُن کا اولین مقصد ہی ہر اس شخص کو قتل کرنا ہے جو ان کے فکر و نظر اور منصوبوں سے متفق نہ ہو۔

اس نے مزید کہا کہ میں وہابی تحریک کی تحدید و تعین کر کے کہتا ہوں کہ یہ تحریک بیت المقدس کی آزادی کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہی، بلکہ یہ دشمن کے ساتھ معاملات طے کر رہی ہے اور امریکی مفادات کی خاطر امت مسلمہ کو فتنوں میں ڈال رہی ہے۔۔۔ ہم تحقیق کرنے والوں سے کہتے ہیں ہم یہ بات ہرگز قبول نہیں کریں گے تم وہابی تحریک کو اسلامی یا اسلامی بیداری کی تحریک شمار کرو۔ [الامان میگزین، شمارہ نمبر ۱۴۹، ۳۱۔ مارچ ۱۹۹۵ء]

الوفد الكويتي وصل مشهد للمشاركة في اتصالات تحرير "الجابرية"

الخاطفون من جماعة "حزب الله"

■ الافراج عن ٢٤ راكبة ... والكويتيون ما زالوا في الطائرة

■ جوازات سفر بحرينية وعراقية مزورة مع الخاطفين

عزيز اتصل هاتفيا بصباح الاحمد

کویتی حزب اللہ کے ایرانی تعاون کے ساتھ کویتی جہاز الجابریہ اغوا کرنے کی کہانی اخبارات کی زبانی

جریدہ ''القبس'' ۱۹۸۸ء کی ہیڈ لائن: اغوا کنندگان حزب اللہ کے ارکان ہیں۔ کویتی وفد مشہد پہنچ گیا ہے تاکہ جہاز کو آزاد کرانے والے وفد میں شرکت کر سکے۔ تصویر میں اغوا ہونے والا جہاز دکھایا گیا ہے۔ حزب اللہ کے ۳۷ افراد جہاز کے اغوا میں تعاون کے لیے بیروت سے ایران روانہ ہوئے۔

کویت کے امیر شیخ جابر الاحمد الصباح رحمہ اللہ نے اپنے اوپر قاتلانہ حملے کی ناکامی کے بعد ٹیلی وژن پر اعلان کیا تھا کہ یہ قاتلانہ خودکش حملہ کویتی حزب اللہ نے کیا ہے۔ کویتی امیر جناب جابر الاحمد الصباح اور شیخ صباح الاحمد نے بیان جاری کیا کہ کویت میں ہونے والے تمام بم دھماکوں میں کویتی حزب اللہ ملوث ہے۔

سمو الامير يتحدث من على شاشة تلفزيون الكويت

منظمة حزب الله في الكويت وراء جميع الانفجارات الأخيرة

الشيخ جابر الأحمد الصباح

الشيخ صباح الأحمد

تمام معلومات کا مرجع کویتی جریدہ ''القبس'' سے لیا گیا ہے۔

حزب اللہ لبنانی اور عراقی دہشت گرد تنظیم "بدر" کے مضبوط تعلقات کا منہ بولتی

حزب اللہ کی طرف سے بصرہ کی تنظیم بدر کو تحفے میں دی جانے والی تصویر

اوپر والی تصویر: ابولولو کے مزار کا مین دروازہ ہے۔

مکہ مکرمہ میں ۱۹۸۹ء کو بم دھماکے کرنے اور حجاج کرام کو قتل کرنے والے مجرموں کو شیعہ کے نزدیک شہداء اور اولیاء اللہ کا درجہ حاصل ہے

اوپر والی تصویر میں ان تمام مجرموں کی تصاویر اور نام ہیں جو حرم مکی میں فتنہ وفساد میں شریک ہوئے۔

تصویر میں سعودی عرب کے شہر الخبر کے رہائشی پلازے میں بم دھماکہ کرنے والے دو بڑے مجرموں کی تصاویر دی گئی ہیں۔

نجف کے شیعی علماء السیستانی اور الحکیم نے امریکی قابض فوج کے خلاف جنگ نہ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ الوطن اخبار کی رپورٹ

الامانة العامة لمنظمة بدر
الدائرة السياسية / الموصل
فرع / الثورة

بسم الله الرحمن الرحيم

العدد : ١٨٦ / م ف / ٢٠٠٦
التاريخ : ٢٢ / ٢ / ٢٠٠٦

الى / الدائرة السياسية — المقر العام

سري

السلام عليكم

بعد الاعتداء السني الوهابي الكافر الذي حصل على مرقد الامام الهادي علية السلام وتنفيذا للتوجيهات الصادرة من الامانه العامة لمنظمة وحسب الأمر الصادر قامت سرايا مالك الاشتر باعادة الحق الى اهلة بعدما ضلت الطغمة الفاسدة تسيطر عليه لعشرات السنين حيث تم استعادة المساجد التي يستخدمها الوهابيين الكفرة الى اهلها الشرعيين من ابناء علي والحسين عليهما السلام .

نسخة منه الى //
مكتب السيد عبد العزيز الحكيم دام ظله الشريف .... للتفضل بالاطلاع
الامانه العامة لمنظمة بدر / الدائرة السياسية ..... للتفضل بالاطلاع
وزارة الداخلية / وكالة العمليات الخاصة ... للتفضل بالاطلاع
دائرة الوقف الشيعي ... تاشير المساجد ضمن الوقف

مسؤول فرع الثورة
عبد الستار كريم الزبيدي

حسن نصر اللہ کی ایران اور ایرانی
حکمرانوں کے ساتھ والہانہ محبت کے مناظر

عراق میں اسلامی انقلابی مجلس اعلیٰ کی طرف سے تمام مکاتب اور ذیلی برانچوں کے قائدین کے لیے خفیہ اور فوری حکم

ایران کے ''اسلامی انقلاب'' کے مرشد اعلیٰ آیۃ اللہ العظمی علی خامنہ ای کی ہدایات اور نگرانی میں نیز شیعی شعار ''علی کے شیعہ ہی غالب ہوں گے'' کے تحت قم شہر میں شیعی مجلس مشاورت کا اجلاس ہوا، تاکہ عالم اسلام میں تشیع کی نشرو اشاعت کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس اجلاس میں تمام جماعتوں کے قائدین مراجع، حوزات کے لیڈر دینی اور سیاسی قائدین اور باحثین نے شرکت کی۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل سفارشات پر اتفاق کیا گیا ہے۔

۱۔ ایک عالمی شیعی تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی ہے جس کا نام ''منظمۃ مؤتمر الشیعی العالمی (عالمی شیعی مجلس مشاورت) ہوگا۔ اس کا ہیڈ آفس ایران میں ہوگا اور اس کی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔ تنظیم کی کمیٹیاں اور ان کے فرائض طے ہوں گے اور مجلس کا اجلاس ہر مہینے ہوگا۔

۲۔ ہر ملک کی موجودہ حالت کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور عراق میں ہمارے کامیاب تجربے سے استفادہ کیا جائے گا۔ پھر باقی ملکوں میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ ان میں اہم ترین سعودی عرب ہے جو وہابی کافروں کا قلعہ ہے۔ اردن ہے جو یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔ اسی طرح یمن، کویت، مصر، امارات، بحرین، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں سے اسے لاگو کیا جائے گا۔ خمینیہ اور عشریہ منصوبوں پر فوری عمل شروع کیا جائے۔ (یعنی پنج سالہ اور دس سالہ پلان پر فوری عمل شروع کر دیا جائے۔)

۳۔ پوری دنیا میں تمام تنظیموں اور جماعتوں کی غیر سرکاری عسکری فوج بنائی جائے یہ کام عسکری اداروں میں اپنے افراد داخل کر کے، امن و امان کے اداروں، حساس اداروں میں داخل کر کے کیا جائے۔ ان کے لیے خصوصی بجٹ مقرر کیا جائے اور انھیں ہمارے سعودی، یمن اور اردنی بھائیوں کے تعاون کے لیے تیار کیا جائے۔

۴۔ ہر میدان میں عورتوں کے تمام وسائل اور ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے، تاکہ تمام جغرافیائی اہداف میں انھیں استعمال کیا جا سکے۔ تربوی اور تعلیمی نوکریوں کو حاصل کیا جائے۔

۵۔ تمام مذاہب اور قوموں کے ساتھ عملی ہم آہنگی پیدا کرنا اور ان سے مکمل فائدہ اٹھانا تاکہ پوری دنیا میں شیعی مقاصد کے حصول میں ان سے مدد لی جا سکے اور ان کے ساتھ نسلی تعصب سے اجتناب کیا جائے، تاکہ شیعی مصلحت کو نقصان نہ ہو۔

۶۔ عام دینی شخصیات کا قتل اور ان کی صفوں میں جاسوس شامل کرنا، تاکہ ان کے منصوبوں کی اطلاع ہو سکے۔

۷۔ تمام دینی حوزات اور مراجع کے لیے ضروری ہے کہ وہ ماہانہ رپورٹ اور سالانہ منصوبہ سازی کریں اور مجلس کو آگاہ کریں کہ ان کے ممالک میں کیا کیا رکاوٹیں پیش ہیں اور کیا کیا کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔ تشیع کے پھیلاؤ کے لیے مفید تجاویز بھی ارسال کریں۔

۸۔ مجلس کے عسکری، اعلامی اور اداری معاملات کے لیے عالمی مالی بنک کا قیام۔ یہ مجلس کے زیر تحت کھولا جائے گا جس کی ذیلی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔ اس میں حکومتوں، مال دار تاجروں، زکوٰۃ، خمس اور تمام جمعیات اور تنظیموں سے مال جمع کر کے رکھا جائے گا۔

۹۔ ایک مرکزی کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو پوری دنیا میں مجلس کے منصوبوں کو مربوط کرے گی اور اس کے امور کو چلائے گی۔

۱۰۔ تمام ممالک، حکومتوں اور جماعتوں کا پیچھا کیا جائے گا اور ان کے خلاف ہر میدان میں جنگ چھیڑی جائے گی خصوصاً اقتصادی جنگ۔ اس میں ایرانی برآمدات کو فروغ دینے اور سعودی، اردنی، شامی اور چینی مصنوعات کے بائیکاٹ کی ترغیب دی جائے گی۔

اسلامی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے سیاسی دفتر سے نشر ہوا۔

اختتام

اس مختصر وقت میں جلدی کے ساتھ میں نے یہ مواد جمع کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے جو حزب اللہ کے حقیقت حال کو منکشف کرنے کے لیے ہے۔ مجھے امید ہے کہ متلاشیان ہدایت کے لیے یہ کتاب رہنما ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ اگر میں حزب اللہ کے مکروفریب اور گمراہیوں کو ان کے اپنے افراد کی زبانی تفصیل سے بیان کرتا تو میرا قلم خوب جولانی میں چلتا لیکن میرے خیال میں میں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہی کافی ہے۔ جو شخص تفصیل کا خواہش مند ہو تو وہ دیگر مصنفین کی کتب سے رجوع کرے۔ جن کی اکثریت انٹرنیٹ پر ہے۔ میں یہ بات اس شخص کے لیے کہہ رہا ہوں جو حق کی تلاش میں ہے اور اس کا دل مطمئن ہے۔ لیکن جس شخص نے اس جماعت کی حقیقت سے چشم پوشی کی ہوئی ہے اور وہ صرف، یہودیوں کے خلاف اس کی مکارانہ جنگ ہی کو کارنامہ سمجھ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجا بجا کر اس جماعت کو داد دے رہا ہے اور اپنی زبان سے اس جماعت کی تعریفیں کر رہا ہے تو اسے صرف اتنا کہیں گے۔ اے مسکین! تم یہودی ریاست کے خاتمے کی دعائیں کر رہے ہو اور ایک ایسی حکومت کے قیام کی دعائیں مانگ رہے ہو جو اہل السلام اور اہل سنت پر یہودیوں سے بھی زیادہ سخت دشمن ہیں۔

وآخر دعوای ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله عليه وسلم على محمد وآله وصحبه اجمعين۔

☆☆..........☆☆

مزید کتب برائے مطالعہ

شیعہ رافضہ کی حقیقت اور ان کی سیاہ تاریخ جاننے کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں:

۱۔ حقیقة المقاومة (تحریک مزاحمت کی حقیقت)/ تالیف: عبدالمنعم شفیق۔

۲۔ خیانات الشیعه وائرها فی هزائم الأمة الاسلامیه (شیعہ کی خیانتیں اور امت مسلمہ کی شکست میں ان کے اثرات)/ عماد حسین۔

۳۔ اثر الحرکات الباطنیة فی عرقلة الجهاد ضد الصلیبین / یوسف الشیخ عبد (باطنی شیعہ تحریکوں کا یہودیوں کے خلاف جہاد کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا)

۴۔ وجاء دور المجوس (مجوسی دور واپس آ گیا) عبداللہ الغریب۔

۵۔ أمل والمخیمات الفلسطینیة (شیعی تنظیم امل اور فلسطینی پناہ گزین کیمپ) مولف: عبداللہ الغریب۔

۶۔ أحوال أهل السنة فی ایران (ایران میں اہل سنت کے حالات)/ عبداللہ الغریب۔

۷۔ الخمینی والوجه الاخر (خمینی کا دوسرہ چہرہ)/ زید العیص۔

۸۔ الاعتداء ات الباطنیة علی المقداست الاسلامیه (اسلامی مقدس مقامات پر شیعہ۔ باطنیہ کے ظلم)/ کامل الدقس۔

۹۔ پروتوکولات آمات قم حول الحرمین (قم کے علماء کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق خفیہ سازشی منصوبے)/ عبااللہ الغفاری۔

۱۰۔ الصفویون والدولة العثمانیه (دولت عثمانیہ کے خلاف شیعوں کا کردار) مولف: علوی عطرجی۔

۱۱۔ الخمینیه ورثیة الحرکات الحاقدة/ولید الاعظمی۔

۱۲۔ حتی لا نتخدع (تاکہ ہم دھوکہ نہ کھائیں)/عبداللہ الموصلی۔

۱۳۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتب ملاحظہ فرمائیں:

۱۔الشیعہ والتشیع ۲۔الشیعہ والسنۃ

۳۔الشیعہ والقرآن ......وغیرہ

☆☆............☆☆